ہندو شعرا ۱۹۳۱ء

مؤلفہ

خواجہ عشرت لکھنوی

باہتمام خواجہ قطب الدین احمد

بار اول جنوری ۱۹۳۱ء

تاجی پریس لکھنؤ میں چھپا

قیمت فی جلد عہ

دیباچہ

یہ ایک عجیب بات ہے کہ آدمی کو اپنا عیب اور دوسروں کا ہنر نہیں معلوم ہوتا۔ اپنی آنکھ کا شہتیر نہیں دیکھتا۔ اور دوسروں کی آنکھ کا تنکا نکالنے کو تیار رہے۔ کہا جاتا ہے اُردو زبان کی خدمت ہندو نہیں کرتے اور وہ ہندی زبان کو رواج دے رہے ہیں۔ یہاں تک کہ اُردو زبان کی جتنی انجمنیں ہندوستان میں قائم کی جاتی ہیں۔ سب کو یہی شکایت ہے۔ لیکن انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو معاملہ اسکے برعکس ہے

آج جسقدر اُردو زبان کی خدمت ہندو شاعر اور ہندو نثّار مستقل طور سے کر رہے ہیں وہ قابل شکر گزاری ہے۔ میر و سودا کے دوش بدوش ہندو شاعر اُردو زبان میں اپنے اپنے جوہر کمالات دکھاتے آئے ہیں اور اپنی مذہبی کتابوں کو اسی زبان میں نظم کر کے اُردو کو ہر دلعزیز بنانے کی کوشش کی ہے۔

اس کے علاوہ ہندو تعلیم یافتہ کے اعلیٰ طبقہ نے انگریزی فرانسیسی سنسکرت کے تمام لٹریچر کو اُردو میں ترجمہ کر کے اس کی خزاں کو بہار سے

بدل دیا اور ایسے ایسے پھول کھلائے جو ہمیشہ بہار دیں گے۔

نثاروں نے نثر میں واد سخن دی۔ ناظموں نے نظم میں گہر فشانی کی۔ کیا ہم لالہ ٹیک چند بہار۔ پنڈت دیا شنکر نسیم۔ پنڈت رتن ناتھ سرشار۔ پنڈت بشن نرائن در۔ منشی طوطا رام شایاں۔ لالہ سری رام مصنف خمخانہ جاوید۔ منشی جوالا پرشاد۔ سابق اڈیٹر اودھ اخبار۔ مسٹر برج نرائن چکبست منشی نوبت رائے نظر۔ منشی سرور۔ جہان آبادی۔ بکنیٹھ باشی۔ اور موجودہ دور میں راجہ راجایان۔ مہاراجہ بہادر سر کشن پرشاد وزیر اعظم دکن۔ سر تیج بہادر سپرو ایم۔ اے۔ رائے بہادر پنڈت شیو نرائن شمیم۔ پنڈت برجموہن دتاتریہ کیفی۔ مسٹر منوہر لال زتشی۔ پرنسپل ٹریننگ کالج لکھنؤ۔ مسٹر منوہر لال ایم۔ اے۔ وزیر تعلیم پنجاب۔ سردار بھگوان سنگھ ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم پٹیالہ وغیرہ کے احسانات سے سبکدوش ہو سکتے ہیں جنھوں نے نظم ونثر اُردو میں چار چاند لگا دیے۔ اور مختلف زبان کے تراجم سے اُردو میں وسعت پیدا کی۔ اور بہت کچھ احسان اُردو پر مدیران رسائل کا ہے جو درج ذیل ہیں۔

مسٹر دیا نرائن نگم۔ بی۔ اے۔ اڈیٹر رسالہ زمانہ کانپور۔

مسٹر چنتامنی گھوش سابق اڈیٹر رسالہ ادیب الہ آباد

منشی دیوان سنگھ مفتون اڈیٹر اخبار ریاست۔ دہلی

ماسٹر جگت سنگھ پروپرائٹر رسالہ رہنمائے تعلیم لاہور

ڈاکٹر لورن سنگھ۔ ہنر اڈیٹر رسالہ چمن امرتسر

مسٹر کنھیالال ایم۔ اے۔ اڈیٹر رسالہ چاند۔ الہ آباد

مسٹر نانک چند ناز اڈیٹر پرتاب لاہور۔

اور دیگر ناظم و ناشر مدیران اخبار و رسائل جن کے نام نامی اس وقت ہمارے حافظہ میں نہیں ہیں۔ ان سب نے اردو کو زمین سے آسمان تک پہونچا دیا۔

ناسپاسی ہوگی اگر ہم اس بارے میں منشی نولکشور بیکنٹھ باشی کا نام فراموش کر جائیں۔ یہی ایسی ایک ذات تھی جس نے اردو زبان میں تمام علوم کے ترجمے شایع کر کے اردو کو علمی زبان بنا دیا۔ مصنفین کی حوصلہ افزائی کی۔ آج تک کسی انجمن کسی پریس کسی ریاست نے اردو کی اسقدر خدمت نہیں کی اور اس خدمت کا صلہ تھا کہ منشی صاحب ادنےٰ درجہ سے ترقی کر کے بڑے بڑے تعلقداروں میں شامل ہو گئے سب سے پہلے قانونی اردو کتابیں اسی مطبع سے شایع ہوئیں۔

اہل قلم کی جانکاہی مدیران اخبار و رسائل کی ایثار نفسی مالکان پریس کی امداد اشاعت تمام ہندوستان کے شکرگزاری کی مستحق ہیں مسلمان تنہا اتنی بڑی خدمت ہرگز انجام نہ دے سکتے۔

اب یہ شکایت کہ ہندو زبان ہندی کی خدمت دل کھولکر کرتے ہیں۔
اور سب کے سب اس کام میں ایثار وپیہ پانی کی طرح بہا رہے ہیں
ہماری رائے میں بالکل ناروا ہے۔ اِسلئے کہ اگر ہندی کی خدمت
وہ نہ کریں تو ہندی مٹ جائے گی جس طرح سنسکرت اور عربی فارسی
ہندوستان سے مٹ گئی۔ اور ہندی مٹ جائے گی تو اُردو کی بھی
خیر نہیں ہے۔ کیونکہ اردو ہندی کچھ دو دو زبانوں کے نام نہیں ہیں۔
ناشایستہ اُردو ہندی ہے اور شایستہ ہندی اُردو ہے۔ اُردو کا درخت
ہندی کے بیج سے اگا ہے۔ اُردو کا عطر ہندی کے صندل پر کھینچا گیا
ہے اُردو کی عمارت ہندی کی بنیاد پر قائم ہے۔ اِسلئے کہ تمام مصادر
تمام افعال اُردو میں ہندی کے آتے ہیں اسم کا یہ حال ہے کہ جو اسما
ہندی میں نہیں ملتے وہ غیر زبان سے اُردو میں بولے جاتے ہیں۔
گاؤں گاؤں یہی ناشایستہ اُردو بولی جاتی ہے جسے لوگ ہندی کہتے
ہیں۔ ہندی زبان جسقدر زیادہ ترقی کرے گی اُردو کو فائدہ پہونچائیگی
اُردو وہی اچھی زبان ہے جسمیں ہندی کے الفاظ زیادہ شامل ہوں
اور فارسی بضرورت لئے گئے ہوں۔

غرضکہ اُردو دونوں فرقوں کی زبان ہے۔ اور اگر ہندو اُردو کو
رواج نہ دیتے تو اُردو کا اس مرتبہ تک پہنچنا مشکل تھا اور آیندہ بھی

مشکل ہے ہندوؤں نے اردو کو ترقی دی مختلف زبانوں کے ترجموں سے اس باغ کو شاداب کیا اور بین دلیل اس کی یہ ہے ۔ کہ صوبہ متحدہ میں فی صدی نوّے ہندو حضرات اُردو کے لکھنے والے اور بولنے والے ملیں گے۔ حضرات ہندو کی دلچسپی کا اس سے زیادہ ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے۔

اگر آپ ہندی زبان کو غور سے دیکھیں گے تو اس میں بھی اُردو کی طرح عربی فارسی الفاظ بے انتہا مخلوط ہیں نظر عربی لفظ ہے۔ ہندی میں داخل ہے فرق یہ ہے کہ جُہلا جن کا شین قاف درست نہیں وہ نجر بولتے ہیں تو اس جہالت میں ہندو مسلمان دونوں شریک ہیں۔

برج بھاشا یعنے بھاکا جو کسی وقت میں عام زبان ہند تھی ۔ اس میں بھی عربی فارسی الفاظ بہ کثرت شامل تھے اسی سبب سے مقدس پنڈتوں نے اس زبان کو ملیچھ کی زبان کا خلعت دیا تھا۔ کیونکہ ان کی زبان سنسکرت تھی۔

یہی بھاکا پہلی ترقی میں ہندی بنی دوسری ترقی میں اُردو کہی گئی ہندوستان میں کوئی فرقہ ہندی بولے یا بھاکا اُردو کی جڑ مضبوط ہوتی جائے گی۔ موہن بھوگ سے مکھی نکالو یا نہ نکالو ہر طرح

موہن بھوگ کہلائے گا۔

ہندو شعرا اور نثاروں کا احسان ہمارے سر آنکھوں پر اُن کی محنتیں ان کی کوشش بار آور ہوئیں ورنہ ایک فرقہ اُردو کو اتنی جلدی ترقی نہیں دے سکتا تھا۔

آج اُنھیں کوششوں کی بدولت لندن امریکہ میں اُردو کالج قائم ہیں جرمن میں اُردو کتابیں چھاپی جاتی ہیں۔

اس احسان کا شکریہ صرف زبان سے نہیں ادا ہو سکتا۔ اِسلئے ہم ایک تذکرہ ایسے محسنین اُردو کا لکھتے ہیں جنھوں نے اپنی شاعری سے اُردو کے چمن کو گلریز بنا دیا۔

وہ گزشتہ دور کے ہندو شعرا اور موجودہ زمانے کے شعرا سب ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں۔

مجھے تذکرہ لکھنے کی ضرورت اس سبب سے لاحق ہوئی کہ اولاد سے زیادہ سوانح عمری کام آتی ہے۔

آجکل لوگوں کی عمریں کم ہوتی ہیں سو برس میں پوتے پروتے رہجاتے ہیں جو زیادہ سے زیادہ دادا کا نام تو یاد رکھتے ہیں۔ مگر ان کے کمالات اُنکا سنہ ولادت ان کا سنہ وفات نہیں بتا سکتے۔ یہ حال تو اولاد والوں کا ہے لاولد کا تو کوئی نام بتانے والا بھی نہیں ہے۔ اگر ہم ان بزرگوں کے

حالات نہ لکھیں اور ان کے اطوار عادات کلام سے کسب فیض نہ کریں تو ہماری تہذیب ہماری تعلیم ہماری عادتیں خراب ہوجائیں گی۔

مسلمانوں میں تو اتنی یادگار قائم رہتی ہے کہ اگر قبر پختہ ہے تو سو دو سو برس تک کتبہ کام دیتا ہے۔ اور کچی ہے تو بیس پچیس برس تک نشان قبر باقی رہتا ہے۔ ہندوؤں میں بھکنت، بھنت کا مسئلہ رائج ہو ان کی قبر نہیں بنتی کہ جاکر کوئی دو آنسو بہائے اسلئے زیادہ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہندو صاحبان کمال کا تذکرہ مدوّن کیا جائے تاکہ اسی ذریعہ سے ان کا نام دیرپا قائم رہے۔

ان کے سبق آموز کلمات ہمارے لئے درس تہذیب ہیں۔ تذکرہ ایسی چیز ہے جو تاریخ سے زیادہ کارآمد ہے۔ حکما کا قول ہے۔ آدمی میں دو چیزیں عجیب ہیں۔ ایک نبض سے بغیر حال سنے بیماری کی کیفیت معلوم کر لینا۔ دوسرا کلام موزوں جو مرنے کے بعد بھی آدمی کو زندہ رکھتا ہے۔ عقلا کا قول ہے کہ جو لوگ اپنے ملک کے اسلاف کے کارناموں کو بھلا دیتے ہیں وہ عروج نہیں پاتے۔ ماسوا اس کے شاعر کا کلام جمع کیا جائے تو اس سے ہم کو اپنے اسلاف کی حالت اور طرز معاشرت معلوم ہوتی ہے۔ خیالات کا پتہ چلتا ہے۔ علمی استعداد کے جوہر کھلتے ہیں۔ ان کے زمانہ کی عشرت یا عسرت کا پتہ چلتا ہے

جو ہمارے لئے درس عبرت ہے

یہ خیال کہ اولاد نام روشن کرے گی بالکل فضول ہے اب تو ایسی اولاد دیکھنے میں آتی ہے جو باپ کے جوہر کمالات کو دو چار پیسوں میں بیچ کر اپنا پیٹ پالتی ہے۔

اس کی تصنیف کو جو اس کی دائمی حیات کا باعث تھی پنساری کی دکان کی نذر کر دیتی ہے۔ پس ایسے گزشتہ شعرا کے حالات و کمالات کو جن کی روحیں ہماری قلم کی گردش کی طرف لگی ہوئی ہیں اور ایسے موجودہ شعرا کے کلام و حالات کو جن کا حال چندروز کے بعد ماضی ہو جائیگا اور جن کی نگاہیں ہمارے دماغ سوزی کی منتظر ہیں۔ مدوّن نہ کریں تو کتنا بڑا ظلم ہے۔

میں اس کتاب کو شروع کر کے اُمید کرتا ہوں کہ خدا اس کو انجام تک پہنچائے اور میں ہندوستان کے مشہور خادمان ادب کے حق سے سبکدوش ہو جاؤں۔ یہ تذکرہ ابتدائے زبان اُردو سے ۱۹۳۰ء تک کا ہے۔ یعنے جب سے اب تک جتنے انقلاب ہوئے جسقدر تہذیب میں فرق آیا۔ جسقدر علوم نے ترقی کی جسقدر اُردو زبان کی توسیع ہوئی اسکا فوٹو آپ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔

اس تذکرہ کا نام ہندو شعرا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اشعار سے

طلباء کو معلومات کا فائدہ پہنچے یا ان کے اخلاق پر عمدہ اثر پڑے اسلئے میں نے انتخاب میں سخت پہلو اختیار کیا ہے یعنی حتی الوسع وہی اشعار انتخاب کئے ہیں۔ جن میں فلسفہ کے خیالات الٰہیات نصیحت مناظر قدرت مکارم اخلاق۔ تمدن۔ اصول معاشرت کے مضامین درج ہیں۔ یا مجازی پیرایہ میں عشق حقیقی کی جھلک نظر آتی ہے۔ کیونکہ آج کل کی شاعری نگارخانۂ قدرت کے ہر نقش و نگار کا فوٹو لے رہی ہے۔ مجبوری کی حالت میں دوسری قسم کے بھی اشعار درج کرنا پڑے۔ خدا سے امّید ہے کہ یہ کتاب بھی میری دوسری کتابوں کی طرح مقبول عام ہو۔

خواجہ محمد عبدالرؤف عشرت

احاطۂ خانساماں لکھنؤ

الف

آرام۔ منشی لکھن لال کایستھ دہلوی ثم لکھنوی۔ تلمیذ انشا۔ فارسی میں فارغ التحصیل تھے۔ شہزادہ سلیمان شکوہ کے دیوان خانہ میں متصدی تھے ۱۸۵۰ء میں انتقال کیا۔

آہ اپنی زبان پر آئی — یا بلا آسمان پر آئی
سراپا اس میں ہے قدرت خدا کی — کہوں کیا چیز ہے انسانِ خاکی

آشفتہ۔ منشی گلاب سنگھ دہلوی کھتری ۱۸۶۲ء میں انتقال کیا۔

رکھا سر پاؤں پر اسکے تو بولا — کہ تو بھی بے سرو پا کسقدر ہے
دم کا مہمان ہے اور آشفتہ — بے خبر تجھ کو کچھ خبر بھی ہے

آشفتہ۔ پنڈت امرناتھ کشمیری ثم دہلوی۔ شاگرد تنویر۔ صوبہ پنجاب میں منصف تھے۔ صاحب دیوان صاحب تلامذہ تھے ۱۸۸۵ء میں انتقال فرمایا۔

اجی اب میں نے صاحب حضرت غم تم کو پہچانا
کرم فرمائے من تم تو پرانے آشنا نکلے
عریانی حباب کا رکھا نہ کچھ خیال، — مقراض موج دامن دریا کتر گئی

آشوب۔ رائے بہادر ماسٹر پیارے لال کھتری سلسلہ نسب راجہ

تو درجے تک پہونچتا ہے۔ متوطن دہلی ۱۹۱۰ء میں اٹھاسی سال کی عمر میں انتقال کیا۔

اپنا تو سر جھکے ہے دونوں طرف کہ اسکی | تصویر بتکدے میں اور ہے حرم میں خال کا
زاہد چھوئے جو دامن رندان بادہ کش | تو جا ہے کہ موسے لے شست و شو کریں

آثم۔ ماسٹر چھوٹے لال خلف منشی بہادر لال کایستھ سری واستو۔ متوطن شہر لکھنؤ محلہ نگریا ٹھاکر گنج۔ برادر خرد منشی ننھے لال عاجز شاگرد نواب ببن صاحب بلیغ۔ آپ کو اردو کی خدمت سے بہت دلچسپی ہے مدت تک اودھ اخبار میں مترجم رہے۔ فارسی انگریزی میں کافی استعداد رکھتے ہیں۔ کچھ زمانے تک گورنمنٹ ٹیلی گراف میں مقرر رہے پھر حسین آباد ہائی اسکول میں ماسٹر رہے اسکے بعد کئی برس تک بیمار رہے۔ اسی حالت میں انگریزوں کو اردو پڑھاتے رہے اب طلبار کو بطور ٹیوشن انگریزی پڑھاتے ہیں۔ تخمیناً ۵۰ برس کی عمر ہے

وہ ہے پرسوز غم انگیز ایدل داستاں میری | مثال شمع محفل جل اٹھی اکثر زباں میری
داستاں سنتے ہی صیاد نے کی فکر قفس | مجھ کو پھندے میں پھنسایا مری گویائی نے
ارے اک آہ بھی منہ سے نکل جانا قیامت ہے | ذراسی بات میں دنیا بنے گی رازداں میری
ہماری حسرتوں سے ہی ہمارے دل کی زینت ہے | وگرنہ اسکی بستی میں ابھی ویرانہ ہو جاتا

آغا۔ پنڈت رام ناتھ کشمیری ثم الہ آبادی آجکل کے نو مشق شعرا میں ہیں

بس اسقدر ہی عالم وحشت میں دسترس ، دامن کی دھجیاں ہیں نثار بہار کو

آنند پیارے لال ولد منشی گنڈا رام متوفی ولادت ۱۸۸۹ء مقام کھنہ ضلع لدھیانہ شاگرد سرور جہان آبادی عمر ۴۱ سال قوم برہمن. تین سال تک مقامی ہائی اسکول میں آنریری طور پر کام کرتے تھے آجکل تجارت کتب اور پبلشری کا شغل ہے۔ ان کے والد فارسی کے جید عالم تھے اور مولوی محمد حسین آزاد سے گہری دوستی تھی۔

سر در بادہ ہستی کے رنگ دیکھ چکے — عروس مرگ کا اب انتظار دیکھیں گے
نسیم لیکے نہ آئی پیام آزادی — اسیر کنج قفس کیا بہار دیکھیں گے
رہیگا یونہیں الٹ پھیر اس زمانے کا — چڑھاؤ دیکھیں گے صدہا اتار دیکھیں گے

آبر۔ منشی رگھبر دیال خلف منشی گوردیال صبر لکھنوی ساکن ٹھاکر گنج۔ عرائض نویس عمر تخمیناً ۵۰ سال۔

یہ کیا مرض ہے جو عیسیٰ سے بھی دوا نہوئی — ہمارے درد جگر کو کبھی شفا نہوئی
اُمید خیر ہو کیا ہم کو زال دنیا سے — کسی کی دوست جہاں میں یہ بیوفا نہوئی
بتوں کے عشق میں کیونکر کمال حاصل ہو — طویل زندگی بندۂ خدا نہوئی

آبر۔ پنڈت بشن نرائن صاحب در بیرسٹر کشمیری لکھنوی نہایت کہنہ مشق شاعر تھے اُردو سے خاص دلچسپی تھی۔ کشمیری محلہ میں سکونت تھی۔ تھوڑا زمانہ ہوا ساٹھ برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔

نظر آتی نہیں جو چشم بلبل کو بھی گلشن میں
نگاہ شوق ان پھولوں کو چن لیتی ہے دامن میں
خدا جانے ہنسی کس کی ہے کس کی مسکراہٹ ہے
نہ غنچے مسکراتے ہیں نہ گل ہنستے ہیں گلشن میں
ہمیں فرمان آزادی نہ کیوں خط غلامی ہو
جو دست دست میں تھا وہ قلم ہے دست دشمن میں
کیا کس کس کا خون آرزو پردہ نشینی نے
یہی وہ دھبہ رہے گا شاہد عشرت کے دامن میں
بہت روتے ہیں اب ہم یاد کر کے عہد طفلی کو
جواں ہونے کی کیا کیا آرزوئیں تھیں لڑکپن میں

جن پر نثار شمس و قمر آسماں کے ہیں — وہ ذرے خاک کشور ہندوستاں کے ہیں
کہسار فصل گل میں پرستاں سے کم نہیں — کیا کیا طلسم سبزۂ آب رواں کے ہیں
اخلاق وضع طرز روش سب میں انقلاب — اب رنگ ڈھنگ اور ہی پیر و جواں کے ہیں
ہے عقل دنگ صفحۂ اول میں آج تک — کہنے کو گرچہ سات ورق آسماں کے ہیں
گل سے یہی اشارہ ہے شبنم کا باغ میں — رونے کا یہ مقام ہے ہنسنے کی جا نہیں

آبر۔ بابو شیو شنکر لال صاحب موہانی ساکن بلگرام ضلع ہردوئی۔
طبیعت رسا رکھتے ہیں۔

ہو جائیگی سحر بھی جو باقی حیات ہے ۔ بھاری مگر مریض پہ فرقت کی رات ہے،
ٹلتے نہیں ہیں قول سے جو کہدیا کیا ۔ مردوں کے دم کے ساتھ ہی مردوں کی بات ہے
وہ زندگی بھی چشم زدن میں گزر گئی ۔ سمجھے تھے جسکو ہم کہ بڑی کائنات ہے

آثر۔ لالہ جے نرائن ورما۔ بی اے۔ لکھنوی پہلے صانع تخلص کرتے تھے۔ رسالہ ناول کے اڈیٹر تھے خود بھی انگریزی ناول کے ترجمے کرتے تھے۔ اور ناولوں کی تجارت کرتے تھے۔ امین آباد میں سکونت رکھتے تھے نواب بندہ علی خاں زیبا کے شاگرد تھے اور زیبا نور وزعلی خاں شیدا کے شاگرد تھے۔ شیدا کے اُستاد آتش تھے۔ دفعتہً ۳۶ برس کی عمر میں ۱۳۱۵ھ ۱۹۱۵ء میں انتقال فرمایا۔

مدت سے بیٹھے ہیں یہ ارادہ کئے ہوئے ۔ کعبے کو جائیں یاد بتوں کی لئے ہوئے
ہمنے میخانے میں اللہ کا جلوہ دیکھا ۔ عین کثرت میں نظر صورت وحدت آئی

اخگر۔ ٹیک چند دہلوی۔ دیوان شہزادہ مرزا خرم بخت مقیم بنارس صوفی منش تھے۔

دو جہاں دینے میں ملتا تھا ہمیں دیدار یار
ایسی شے نایاب ہمنے مفت سستی چھوڑ دی

اخگر۔ مسٹر نند کشور بی اے۔ نوجوان عمر ۲۲ سال فیروزپوری انگریزی کے علاوہ اردو فارسی میں اچھی قابلیت رکھتے ہیں۔ آپ نیچرل نظموں میں بہت

دلچسپی لیتے ہیں اکثر انگریزی نظموں کا ترجمہ فرمایا کرتے ہیں۔ غزل میں بھی ایک خاص رنگ ہے۔

ہم تو ناصح جیتے جی فکر قضا کرتے نہیں
چار دن کی زندگی کو ہم زا کرتے نہیں

شمع کو عریاں ہی پایا پردۂ فانوس میں
حسن دیتا ہی خدا جن کو حیا کرتے نہیں

میں وفا پر مثل سابق ہوں ابھی ثابت قدم
آپ کیوں مجھ پر وہی مشق جفا کرتے نہیں

علم کے دریا میں اے اخگر ڈھونڈھ لو اسرار زیست
عام بازاروں میں یہ موتی بکا کرتے نہیں

احقر۔ راجہ سری پرشاد سر رشتہ دار افواج نظام تلمیذ نائب لکھنوی۔

جب بگڑتی ہے تو کچھ بنتا نہیں تدبیر سے
گردشیں کھاتا ہی گردوں گردش تقدیر سے

احقر۔ منشی راج بہاری لال صاحب کلرک ججی مین پوری تلمیذ احسن مارہری

تصویر ہے بغل میں دل داغدار کی
اُجڑی ہوئی ہے ایک نشانی بہار کی

بس اب سحر نہو گی شب انتظار کی
یہ رات یادگار رہے روز شمار کی

اخلاص۔ مہراج سکھرام داس برہم چاری لکھنوی فارسی اردو میں صاحب دیوان تھے محلہ نواز گنج میں رہتے تھے۔ ستر برس کی عمر میں ۱۸۰۸ء میں انتقال فرمایا۔

دنیائے بے ثبات میں آسودگی کہاں
کھٹکا یہی ہے ہمکو کہ شام و سحر گئے

کہتے ہیں ہمسے آہ یہ سب خفتگان خاک
اکدن چلو گے تم بھی ادھر ہم جدھر گئے

ارمان۔ راجہ جنم جی متر بنگالی۔ اردو فارسی کے قابل انشا پرداز شعر و سخن

کے دلدادہ تھے ایک تذکرہ شعرا نسخہ "دلکشا" نام ان سے یادگار ہے۔
شاگرد حافظ اکرام اللہ صاحب منعم مرحوم

رات بھر نالے کیا کرتا ہوں گریہ دن کو | پوچھیے کیا ہیں حقیقت مری اوقات کی آپ

ارمان۔ پنڈت برج نرائن کشمیری ثم دہلوی ولادت ۱۸۷۶ء تلمیذ مرزا داغ اڈیٹر اخبار ظریف سہارن پور و اخبار پٹیالہ و رسالہ تصویر سخن۔ کچھ عرصہ تک اخبار سماچار لاہور و راجپوت گزٹ کے اڈیٹر بھی رہ چکے ہیں۔ آخر میں اخبار تہکاری کی اڈیٹری کی اردو فارسی دونوں میں شاعری کرتے ہیں۔

انکار رہا حشر کے وعدے پہ بھی ہمکو | ملنے کا کوئی روز مقرر نہیں ہوتا
خود ہی پہنچ گیا ہوں وہاں بہر التجا | طرز ادا بتاتا ہوا نامہ بر کو میں

ارمان۔ پنڈت راج نراین دہلوی چیف اڈیٹر روزانہ اخبار ایشیا دہلی

یارب بہشت میں ہو قیام اس غریب کا | ہمنے ہزار کام لئے ہیں شباب سے
ہر قطرۂ سرشک میں آتے ہیں لخت دل | گویا نکل رہے ہیں جواہر حباب سے
تبدیل کل جہان کا نقشہ ہوا مگر | تقدیر آشنا نہوئی انقلاب سے

اشفق۔ منشی دوارکا پرشاد صاحب لکھنوی خلف منشی پورن چند۔ کایستھ ساکن نوبستہ تلمیذ منشی شنکر دیال فرحت اردو و فارسی میں کافی دستگاہ رکھتے تھے۔ نظم و نثر دونوں پر قادر تھے نظم اخبار لکھنؤ سے آپ کی نگرانی

میں شایع ہوتا تھا۔ کچھ دنوں مطبع منشی نولکشور میں ملازم رہے پھر اخبار پنجاب سماچار کی اڈیٹری پر مقرر ہوئے بہت پرگو تھے۔ ۱۲ ستمبر ۱۹۱۳ء کو ۵۲ برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔

ہمارے زخم میں ٹھنڈک لہو سے ہوتی رہتی ہے ۔۔۔ تسلی دل کی تکلیف رفو سے ہوتی رہتی ہے
قناعت کرتی رہتی ہے جو سیپی ابر نیساں پر ۔۔۔ بسر دُرِّ عدن کی آبرو سے ہوتی رہتی ہے
زمانہ قدرداں ہوتا ہے سیرت اور صورت کا ۔۔۔ گلوں کی قدر جیسے رنگ و بو سے ہوتی رہتی ہے
کلی سے پھول ماہ نو سے ہوش بدر ہوتے ہیں ۔۔۔ ترقی حسن کی سن نمو سے ہوتی رہتی ہے
نہیں تکلیف سے خالی کسی کا پھولنا پھلنا ۔۔۔ شجر پر سنگ باری آرزو سے ہوتی رہتی ہے
ہے مجھ پر مہربانی اس قدر تکلیف زنداں کی ۔۔۔ کہ خم گردن مری طوق گلو سے ہوتی رہتی ہے

افق کی میکشی ہے حافظ شیراز کی صورت
زمانہ بھر میں شہرت لکھنؤ سے ہوتی رہتی ہے

اشہر۔ لالہ پربھولال صاحب نظام آبادی جبنی آجکل کے نوجوان شاعر ہیں۔

کیں آپ نے ہزار جفائیں مگر کبھی ۔۔۔ آیا نہ حرف شکوہ ہماری زبان پر
شرمیلی آنکھ اس پہ ستم شوخی نگاہ ۔۔۔ کیا بجلیاں گراتی ہے عاشق کی جان پر

اکبری۔ دیوان امرناتھ مدن خلف راجہ دینا ناتھ دہلوی بڑے سیاح تھے یکم اگست ۱۸۶۷ء کو پینتالیس برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔

انساں کو حق نے نور کا مظہر بنا دیا ۔۔۔ اک مشت خاک تھا جسے جوہر بنا دیا

مردانِ خدا خواہش دنیا نہیں کرتے آزادہ و رسم کی پروا نہیں کرتے

الفت ۔ راجہ الفت رائے لکھنوی کایستھ شاہی زمانہ میں فوج کے بخشی تھے مرثیہ گوئی میں مشہور عام ہیں فارسی میں ایک انشا طبع ہو چکی ہے اُردو میں کلیات مراثی کلیات سلام دیوان غزلیات قلمی جا بجا دیکھنے میں آیا۔

لفظوں کی پیروی نہیں کرتے ہیں عقلمند جب غور سے حیات کو دیکھو حباب ہے

غفلت میں کس مزے سے گزرتی ہے زندگی جو کمسنی میں عیش ملا تھا وہ خواب ہے

الفتی ۔ راجہ الفت رائے دہلوی ولد رائے سکھن جی کایستھ ترکِ روزگار کر کے عظیم آباد چلے گئے اور وہیں انتقال کیا۔

خاکساری سے مثالِ نقش پا جس جگہ بیٹھے وہیں کے ہو گئے

انجم ۔ مہابیر پرشاد بی اے ایل ایل بی زمیندار انجم خلف اکبر منشی مولچند صاحب اثر بکنیٹہ باشی کایستھ سری واستو دوسرے متوطن خیرآباد محلہ بھولن پور ضلع سیتاپور سال ولادت سنہ ۱۹ء عمر ۳۰ سال ۔ فارسی اُردو دونوں میں شعر کہتے ہیں علم عروض و قافیہ و دیگر کتب فارسی حکیم کوثر خیرآبادی سے پڑھے ابتدا میں کلام پر اصلاح بھی حکیم صاحب سے لی کبھی کبھی بیخود موہانی ایم اے پروفیسر کو کلام دکھایا۔

فریب نظر رنگ گلزار نکلا پڑی آنکھ جس پھول پر خار نکلا

نہ ٹپکا اگر بن کے اشک ندامت تو دل میرے پہلو میں بیکار نکلا

قیام عمر رواں کا مسافرانہ ہے — جہاں میں رہتے ہیں جبتک کہ آب و دانہ ہے
عبث غرور ہے توفیق خیر پر زاہد — یہ اسکی رحمت و بخشش کا اک بہانہ ہے
مجھے ریاضت و طاعت پر اعتماد نہیں — سر نیاز ہے اور تیرا آستانہ ہے
فنا ہی کل ہے بقا نام دوسرا انجم — نفس کی آمد و شد موت کا ترانہ ہے

ہمکو توفیق محبت بھی اسی نے بخشی — ورنہ ممکن تھا کہ ہم اسکی تمنا کرتے

یہ حد محویت شوق ہے کہ بے ہوشی — بتا دے لے ارنی گوے کوہ طور اتنا
ادا شناس محبت ہر ایک دل ہو جائے — خدا ہی خاک کے پتلے کو دے شعور اتنا

ہمنے مانا عیش ہے دنیا میں لیکن کسقدر — دو گھڑی گر ہنس لئے تو عمر بھر رویا کئے

ہجر میں وصل کی امید یہ جینا ہے فضول — شب فرقت کی خدا جانے سحر ہے کہ نہیں
اے مرے جلوہ گہ ناز میں آنے والے — شوق دل ہے کہ نہیں ذوق نظر ہے کہ نہیں

خدا جانے یہ کس صاحب حیا کی آمد آمد تھی — ہر پروانہ نے فوراً بجھا دی شمع محفل کی

کیوں ڈرنے لگا ابرو قاتل سے مرا دل — شیشے پہ کہیں چلتی ہے شمشیر کسی کی
ایک پہلو میں دل زار تھا وہ بھی نہ رہا — میرے سمجھانیکو ناصح ترے بہکانیکو

انور۔ پنڈت بشیشر ناتھ خلف پنڈت کشور ناتھ شاگرد آغا حسین مرزا عشق

کیا قصد کریں اٹھ کر گھر سے کہیں جانے کو — اب پھر دن ترستے ہیں ہم آپ میں آنے کو

امین۔ پنڈت سروپ نرائن۔ بی اے کشمیری امرتسری

جب دیکھو رہروانِ عدم ہیں پئے سفر
زنہار خالی پایا نہ اس رہگزار کو

خود فراموشی ہے مجھ کو منظور
داستانِ غمِ ایام نہ پوچھ

بجلیاں دوڑ گئیں رگ رگ میں
جلوۂ حسنِ لبِ بام نہ پوچھ

کون بیٹھا تھا حریم دل میں
رات کی بات سرِ عام نہ پوچھ

ایک بجھتی ہوئی ہے چنگاری
حسرتِ عاشقِ ناکام نہ پوچھ

کام کر جاتی ہے جب ملتی ہے
آنکھ کا آنکھ سے پیغام نہ پوچھ

ب

باقی۔ راجہ گردھاری پرشاد۔ محبوب نواز جنگ۔ ولد راجہ بنسی قوم کالیستھ سکینہ خلف راجہ ہری پرشاد۔ متعدد کتابوں کے مصنف۔ دولت آصفیہ کے رکن رکین حضور نظام کے خیرخواہ تھے مہتمم دفتر خانسامانی و سررشتہ دار تھے ۶۰ برس کی عمر میں ۱۹۲۱ء میں انتقال فرمایا۔

دریا سے موج موج سے دریا نہیں الگ
ہمسے جدا نہیں ہے خدا اور خدا سے ہم

روئے جب اس بحرِ خوبی کیلئے
موجزن چشموں سے اک دریا ہوا

بدر۔ منشی بدر بہادر سنگھ بی۔ اے۔ وکیل ہائیکورٹ گورکھپور۔ عمر تخمیناً چالیس سال شاگرد نسیم خیرآبادی۔

جاگے نصیب باغ کے سبزہ ہرا ہوا،
رکھا جو پائے ناز عروس بہار نے

حسن مطلق کی جھلک اسمیں نظر آتی ہے بدر آئینۂ قدرت تو نہیں دل میرا

برقؔ۔ پنڈت جوالا پرشاد۔ برق۔ بی۔ اے۔ ساکن قصبہ محمدی ضلع لکھیم پور متوطن لکھنؤ۔ تلمیذ امیر مینائی ۱۸۸۵ء میں لکھنؤ میں منصف مقرر ہوئے پھر عدالت خفیفہ کے جج ہوئے بعض کہتے ہیں کہ آپ جناب صفی سے مشورہ سخن لیتے تھے اُردو زبان آپ نے اساتذہ اُردو سے حاصل کی اُردو کے نہایت دلدادہ تھے تمام عمر آپ نے زبان کی خدمت کی۔ تحقیق الفاظ کا بہت شوق تھا۔ کلام آپ کا عیوب شاعری سے پاک ہے۔ بہت سے ناول اور ڈرامے انگریزی زبان سے اُردو میں ترجمہ کئے بعض بنگالی زبان سے ترجمہ کئے۔ روہنی۔ بنگالی دلہن۔ مزالنی۔ مارستین معشوقۂ فرنگ۔ گلنار فیروز آپ کی تصنیفات سے ہیں۔ اور بہت سی خدمت زبان کی انجام دی۔ دیوان آپ کا مرتب ہو چکا تھا دفعتہً ۱۹۱۱ء میں طاعون میں مبتلا ہو کر انتقال فرمایا۔

دُنیا میں ظہور صبح ہوا گلشن پر کیسا جوبن ہے
خورشید کا غنچہ کھلنے لگا اللہ کی قدرت روشن ہے
پیارے پیارے مرغان چمن شاخوں پر بیٹھے گاتے ہیں
چلتی ہے نسیم روح فزا جھونکے اٹھلاتے آتے ہیں
باغوں میں ہزاروں پھول کھلے کیا بھینی بھینی خوشبو ہے

مستی میں شجر ہیں جھوم رہے اک وجد کا عالم ہر سو ہے
ہر پھول میں اسکی خوشبو ہے اکسیر ہے بوٹی بوٹی میں
ہر شاخ میں ہیں اسکی خاصیت تاثیر ہے پتی پتی میں
پودوں میں جڑ و بنیں زہر بھرا زہروں میں نہاں تاثیر شفا،
دیکھوں خاصیت برگ و شجر تیار کروں کچھ اسنسے دوا

مثنوی بہار

اٹھلاتی لجاتی مسکراتی،
کس ناز سے ہے بہار آتی
کمسن البر حسین انیلی
چوتھی کی دلہن نئی نویلی
بوٹا سا وہ قد بہار کے دن
اٹھتی کونپل ابھار کے دن
گہنا پھولوں کا زیب تن ہے
دھانی جوڑے پہ کیا پھبن ہے
گھونگھٹ اک ناز سے نکالے
سہرا پھولوں کا منھ پہ ڈالے
ہریالی بنی وطن میں آئی
اک سبز پری چمن میں آئی
اتری گلشن میں جب سواری
سورج نے آرتی اتاری
گل نے زر گل کیا نچھاور
صدقے ہوئی عندلیب اڑکر
شبنم بھر لائی کورے کورے
شربت میں گلاب کے سکورے
خورشید نے آئینہ دکھایا
کرنوں نے مور چھل ہلایا

نہریں ہر بھر کے لائیں پانی ۔ سبزے نے بچھایا فرش دھانی
خوشیاں اشجار نے منائیں ۔ میووں کی ڈالیاں لگائیں
غنچوں نے چٹک کے لیں بلائیں ۔ بلبل نے چٹک کے دیں دعائیں
ہر شاخ نے جھک کے کی سری ٹیک ۔ ٹوٹی پڑتی تھی ایک پر ایک
مرغان چمن نے گیت گائے ۔ کیا کیا نئے زمزمے سنائے

بدلی پھولوں نے اپنی وردی ۔ اودی زنگاری لاجوردی
بھوروں نے یہ گونج کر صدا دی ۔ کوئل نے یہ پھیر دی منادی
معشوقہ گلعذار آئی ۔ آئی آئی بہار آئی

برق ۔ بابو شیام سندر لال ۔ بی اے ایل ۔ بی ۔ ایڈوکیٹ سیتاپور ۔ خلف منشی کشن پرشاد سربراہ کار کورٹ ابن منشی سیتل پرشاد قانون گو و زمیندار موضع اسمٰعیل پور ولادت ۱۸۷۱ء بموضع اسمٰعیل پور ضلع سیتاپور شاگرد جناب قیس مھونوی تلمیذ قدر بلگرامی و وسیم خیرآبادی و لسان الملک ریاض خیرآبادی ۔ ابتدائے تعلیم فارسی سے شروع ہوئی مولوی وزیر احمد صاحب نے تعلیم فارسی کی تکمیل کی ۔ گورنمنٹ ہائی اسکول میں داخل ہوئے انٹرنس پاس کرکے کیننگ کالج لکھنؤ میں داخل ہوئے ۔ بی اے ۔ کلاس سکنڈ ڈویزن میں پاس کیا تھا کہ والدہ بیمار ہوگئیں دو برس تک ان کی خدمت میں رہ ۱۸۹۵ء میں انکا انتقال ہوگیا ۔ انکے دو برس کے بعد والد کا انتقال

ہو گیا۔ بابو ہر پرشاد چچا گورنمنٹ ہائی اسکول سیتاپور کے سکنڈ ماسٹر تھے
انکی اعانت سے ایل ایل بی اور لوکل لا کا امتحان ۱۸۹۹ء میں پاس
کر کے سیتاپور میں وکالت کرنے لگے۔ شاعری اور اُردو زبان کا شوق مدت
سے تھا فارسی کی قابلیت حاصل تھی۔ دادا بھی فارسی کے کامل اُستاد تھے
آپ کی تصنیف سے ایک دیوان جلوۂ برق اور مثنوی شاہ بسیر اور مثنوی
سلک مروارید طبع ہو چکی ہیں۔ آپ کے بڑے صاحبزادے بابو مرلیدھر
ہائی اسکول سیتاپور میں ماسٹر ہیں۔ دوسرے صاحبزادے منشی سکھدیو پرشاد
کلکٹری میں کلرک ہیں ان کو شاعری کا شوق ہے اور بیتاب تخلص کرتے
ہیں، آپ کی عمر اسوقت ۵۹ برس کی ہے۔ آپکے اسلاف اکبر بادشاہ کے
زمانہ سے اسمعیل پور میں سکونت رکھتے ہیں۔

لدے پھولوں کی ڈالی پھٹ نہ پڑتی چار تنکوں سے
نشیمن کیوں اُجاڑا فصل گل میں باغباں میرا

یہ پردہ رہ گیا کیسا نہ اب تو ہے نہ اب ہم ہیں
تلاشِ یار ہم کو گم کیا لا کر کہاں تو نے

انسان ہی جہاں ہیں وہ آدمی کہ جو ظالم نہیں حریص نہیں عیب بیں نہیں
صبح پیری نے کر دیا بیدار ہائے اب لطف خواب جاتا ہے

بتا اے طالبِ دُنیا یہاں تو نے کیا کیا ہے
غریب و زار بیکس کو کبھی تو نے دیا کیا ہے
یتیم بے نوا نے ہاتھ سے تیرے لیا کیا ہے
گدائے تشنہ لب نے جام سے تیرے پیا کیا ہے
سخی بن کر کبھی کھانا دیا محتاج بندوں کو
کبھی تو نے مصیبت میں کیا خوش دردمندوں کو
کبھی تو نے کسی محتاج کی حاجت برآری کی
کبھی تو نے کسی بیمار کی تیمار داری کی
کبھی تو نے کسی ناچار کی خدمت گزاری کی
کبھی تو نے کسی کے واسطے کچھ جاں نثاری کی
یتیم دل شکستہ کو کبھی اُلفت سے پالا ہے
غریقِ بحرِ آفت کو کبھی باہر نکالا ہے
کبھی تو نے کسی محتاج بیوہ سے بھلائی کی
کسی بے دست و پا پر صرف کچھ اپنی کمائی کی
کبھی تو نے کسی مفلس کی بھی حاجت روائی کی
کبھی تو نے کسی مظلوم کی عقدہ کشائی کی
کبھی مقصد برآری کی کسی محتاج خستہ کی

کبھی کچھ چارہ سازی کی غریب دل شکستہ کی
ذرا تو سوچ اے ناداں رہے گا کامراں کب تک
ترے گلزار میں آخر نہ آئے گی خزاں کب تک
دو روزہ زندگانی میں رہے گا تو جواں کب تک
رہے گا آسمان پیر تجھ پر مہرباں کب تک
نظر کر ایک مشت خاک سے کم تیری ہستی ہے
عبث اس دار فانی میں غرور جوش مستی ہے

برق - منشی رام رکھا سیالکوٹی حال مقیم کراچی عمر تخمیناً ۲۰ سال

توبہ نہ ٹوٹ جائے کہیں ڈر ہے یہ مجھے
ہیں جام دور میں عرق انفعال کے
انکی ہنسی پر آنکھ سے آنسو ٹپک پڑے
پیدا خوشی میں ہو گئے پہلو ملال کے
تکلیف سیر باغ نہ دو مجھ نحیف کو
نرگس نہ دیکھ لے کہیں آنکھیں نکال کے
جوہر شناس شعر کریں چشم التفات
لایا ہوں بحر فکر سے گوہر نکال کے
کیا خوب برق تو نے دکھایا ہنر طبع
کاغذ پہ رکھدیا ہے کلیجہ نکال کے
نسیم لائی ہے گلشن سے پھولوں کی خوشبو
شہید ناز کی تربت بسائی جاتی ہے

برق - منشی مہاراج بہادر برق بی اے منشی فاضل - ایس اے - ایس دہلوی سپرنٹنڈنٹ ڈپٹی پوسٹ ماسٹر ولادت ماہ جولائی ۱۸۸۴ء بمقام دہلی وطن آبائی بسکیٹ ضلع ایٹہ خلف منشی ہرنرائن داس حسرت ابن منشی خوبچند

وکیل شاہی آپ کی نیچرل نظمیں ہندوستان کے تمام رسائل میں شایع ہو چکی ہیں تمام نظموں کا مجموعہ مطلع انوار کے نام سے چھپ چکا ہے عمر ۴۶ سال

روح فلسفہ

عقل دقیقہ رس سے تھا کل شب میں ہمکلام
پرتو فگن ہوے مرے دل میں خیال چند

میں نے کہا یہ عقل سے اے مایہ علوم
بتلا کہ پوچھتا ہوں میں تجھ سے سوال چند

ہے یہ طلسم ہستی موہوم کیا بلا
اسنے کہا یہ خواب ہے یا ہیں خیال چند

میں نے کہا کہ حاصل ہستی ہے چیز کیا
اسنے کہا کہ دردسری اور وبال چند

میں نے کہا کہ زیر نگیں کسطرح ہو نفس
اسنے کہا ملیں جو اسے گوشمال چند

میں نے کہا کہ اہل ستم کون لوگ ہیں
اسنے کہا ہیں سگ و گرگ و شغال چند

میں نے کہا کہ بحث خلائق ہے چیز کیا
اسنے کہا کہ بے سروپا قیل و قال چند

میں نے کہا کمال ہے اہل جہاں کا کیا
اُسنے کہا کہ جمع کریں گنج و مال چند

میں نے کہا سنا مجھے خیام کا کلام
اُسنے کہا کہ پند ہیں یہ حسب حال چند

دو رنگی زمانہ

دو رنگی دنیائے دوں کے تماشے
دکھاتی ہے گردش یہاں ہر کسی کو

نزاکت سے ملتا ہے پھولوں میں کوئی
میسر ہے کانٹوں کا بستر کسی کو

کسی کا ہے بلبوس عریانی تن — ہے تزئیب زیبائش ہر کسی کو
کوئی مست ہے خندہ جام مے سے — رُلاتا ہے خوں دیدۂ تر کسی کو
کوئی خاک افتادۂ بے نوا ہے — میسر ہے اورنگ وافسر کسی کو
کہیں رات بھاری ہے بیمار غم پر — ملی ہے شب وصل دلبر کسی کو
اقامت گزیں ہے کوئی قصر زر میں — پھراتی ہے تقدیر در در کسی کو
مگر کوئی سلطان ہو یا بینوا ہو — مہم ایک درپیش ہے ہر کسی کو
اجل اس جہاں سے اُٹھا کر رہیگی — مقدم کسی کو موخر کسی کو

گرو نانک

شمع جاں افروز لعل شب چراغ معرفت — جلوہ پاش نور حق روشن دماغ معرفت
بیخود و توحید سرمست ایاغ معرفت — خضر منزل سالک گنج فراغ معرفت
تیری ہستی تھی سراپا پردہ ساز لطیف — جسکے نغموں میں نہاں قدرت کا تھا راز لطیف
پیکاں میں غنچہ ناوک دلکش ہے شاخ گل — اب کیا خطا کرے گا نشانہ بہار کا
گلچیں نے پھول توڑ کے دامن میں بھر لیے — لوٹا ہے سنگدل نے خزانہ بہار کا

بخشی۔ لالہ سورج بخش صاحب خیرآبادی مصنف مثنوی بخشی ۱۸۹۰ء میں انتقال کیا۔

رنگ اُسکے دلفریب تو بو ناگوار طبع — ایسے بھی پھول ہیں چمن روزگار میں

ہمیشہ عیش و راحت کا رہا طالب زمانے میں
نہ وہ زیر فلک نکلا نہ یہ زیر زمیں نکلی

بسمل۔ منشی لعل چند ساکن میوہ منڈی پشاور شاگرد۔ تاج الشعراء، منشی بیلی رام شاطر امرتسری۔

دل کے آئینہ میں ہوں اپنا جواب
طور پر موسیٰ کی حیرانی ہوں میں

زیر فرماں ہیں مرے جن و بشر
پر تو نقش سلیمانی ہوں میں

اپنی ہستی سے ہوں مطلق بیخبر
آہ وقف کار نادانی ہوں میں

بسمل۔ لالہ مولا رام ہیڈ ماسٹر عمر تخمیناً ۳۰ سال۔ شاگرد لسان الملک ریاض خیر آبادی۔

عنا دل نغمہ زن ہیں غنچے ہنستے ہیں چٹکتے ہیں
اُتر آئی فلک سے کوئی جنّت یا گلستاں ہے

خزاں کا دور کانٹوں کی عملداری گل افسردہ
چمن لُٹتا ہے یارب یا کوئی خواب پریشاں ہے

بسمل۔ لالہ بانکے لال صاحب ساکن امروہہ ضلع مراد آباد۔

اب کام کیا رہا اُنھیں شرم و حجاب سے
سو شوخیاں نگاہ میں آئیں شباب سے

بسمل۔ منشی سکھدیو پرشاد صاحب تنہا۔ الہ آبادی عمر تخمیناً ۳۵ سال تلمیذ نوح ناروی،

حیراں ہوں رنگ خانہ قدرت کو دیکھ کر
لکھا ہے برگ گل پہ فسانہ بہار کا

دامن میں اپنے پھول ہیں موتی بھرے ہوئے شبنم لٹا رہی ہے خزانہ بہار کا
وہ گھڑی وہ دن وہ ساعت وہ زمانہ رام کا
چار لفظوں میں کہیں کیوں کر فسانہ رام کا
اُن کی قسمت تھی بڑی وہ تھے مقدر کے دھنی
جن کی چشمِ شوق نے دیکھا زمانہ رام کا
بیٹھتے اُٹھتے دعا مانگو تم اے بسمل یہی
دیش بھارت میں پھر آ جائے زمانہ رام کا
شمعِ قدرت یہی کہتی ہے سرِ بزمِ ازل جسکو جلنا ہو وہ پروانۂ محفل ہو جائے

دُنیا کا تماشہ کچھ بھی نہیں دُنیا کا تماشہ دیکھ چکے
آغازِ تمنّا دیکھ چکے انجامِ تمنّا دیکھ چکے
ہاتھوں سے نہ اپنے مٹی دی آئے نہ کبھی وہ مرقد پر
مرنے کی بہت حسرت تھی ہمیں مرنے کا تماشہ دیکھ چکے

بشاش - منشی دیبی پرشاد صاحب خلف منشی نتھن لال بہجت کایستھ بھوپالی ساکن اجمیر شریف مصنف تذکرہ شعرائے ہنود و کتب متعددہ
کچھ زمانہ ہوا انتقال فرمایا۔

سیر ہو کر دیکھنے پائے نہ روئے یار ہم جل گئے لائے نہ تاب گرمیِ دلدار ہم
عشق میں پایا ہمنے کیا بشاش جان کھو بیٹھے جی کھپا بیٹھے

بہار۔ لالہ ٹیک چند کھتری ساکن نہر نواب سعادت خاں واقع شاہجہاں آباد مولف کتاب "بہار عجم" و نسخہ "نوادر المصادر و جواہر الحروف" شاگرد رشید سراج الدین خاں آرزو۔ دھرم چند ولد دیپ چند خلف لالہ برج لال ابن لالہ ٹیک چند بہار لکھتے ہیں کہ جد امجد نے بہار عجم کو سات مرتبہ اپنے قلم سے خوشخط صاف نقل کیا۔ آٹھویں مرتبہ نقل کر رہے تھے کہ موت نے مہلت نہ دی ستر برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔ آٹھویں نقل کو ان کے شاگرد رشید اندر من نے باوجود کم فرصتی نقل کر کے پورا کیا۔ فارسی میں آپ کا دیوان تیار کیا۔ اردو میں بہت کچھ کلام تھا جو ضایع ہو گیا۔ دھرم چند ۱۸۶۶ء تک بقید حیات تھے۔ بہار ہمیشہ میر و سودا کے ہم مشاعرہ رہے ہندو شعرا میں اوّلیت کا تاج انکے سر پر رکھا گیا۔

وہی اک آسماں ہے جسکو ہم تم تارکہتے ہیں
کہیں تسبیح کا رشتہ کہیں زنار کہتے ہیں

ہمیں واعظ ڈراتا کیوں ہے دوزخ کے عذابوں سے
معاصی گو ہمارے بیش ہوں کچھ مغفرت کم ہے

نہیں معلوم کیا حکمت ہے تیری اس آفرینش سے
ہمیں ایسا خرابی کیا تجھ کو منا جاتی

بہجت۔ منشی بہن لال ولد کشن چند قوم کایست متوطن بھوپال مقام پیدائش مقام سرونج ضلع مالوہ تعلیم و تربیت ریاست ٹونک میں پائی بصیغہ ملازمت

اجمیر میں آپ پچیس برس کی ملازمت کے بعد پنشن لے کر درگاہ حضرت خواجہ معین الدین کے دفتر میں ملازم ہوئے متعدد کتابیں تصنیف کیں۔ اُردو فارسی دونوں زبانوں پر قادر تھے ۸۴ سال کی عمر میں ۱۹۰۹ء میں انتقال فرمایا۔

حق کہا منصور نے تو بھی چڑھایا دار پر — اسلئے رہتے ہیں ہر دم واقف اسرار چپ

تلاش دل میں جاتا ہے یہ اے چشم — نہ روک اس قاصد اشک رواں کو

بہادر۔ راجہ بینی بہادر عالمگیر ثانی کے عہد میں صوبہ دار بہار واڈیسہ تھے

سیاہی مُو کی گئی دل کی آرزو نہ گئی — ہمارے جامہ کہنہ سے مے کی بو نہ گئی

بیتاب۔ لالہ کشن نرائن کھتری۔ بنارسی مقیم آگرہ سابق مہاراجہ نیپال مقیم بنارس کی سرکار میں مختار رہے تیس برس ہوئے کہ انتقال کیا۔

آبرو بیتاب کب پائیں وہ جو بے علم ہیں — مرتبہ ہوتا نہیں کچھ گوہر بے آب کا

مجھ زار سے کہتا ہے وہ ہنس ہنس کے دم نزع — گل ہونا ہی اچھا ہے چراغ سحری کا

کھولدو دست کرم اے منعمو بیٹھے ہو کیوں — ایکدن اٹھنا پڑیگا سب یہ ساماں چھوڑ کر

عاشق معنی کبھی ہوتے نہیں صورت پرست — شیخ جاتا ہے حرم کیوں کعبۂ دل چھوڑ کر

عبث ہے منعمو تم کو بھروسہ جاہ و ثروت کا
زمانہ کا دگرگوں حال ہو جاتا ہے دم بھر میں

آج کا کام چھوڑ مت کل پر — زندگانی کا اعتبار نہیں

صحبت پیر اس جوانو فیض سے خالی نہیں — یہ کماں کا زور ہی جو دیکھتے ہو تیر میں

کون کس کا ہے بزم غم میں شریک　　ابر روتا ہے برق ہنستی ہے
مغتنم جان صحبت احباب　　یہ بھی اِک اتفاق ہستی ہے
بڑھے اتنی ہی جتنی خرچ کیجئے　　کوئی دولت نہیں بہتر ہنر سے

بیتاب۔ منشی ونایک پرشاد کھتری دہلوی۔

دلکی خطا ہے کچھ یہ زباں سے نہ کہہ سکا　　نادان تھا جو آپ کی محفل میں رہ گیا
پائی نہ تھاہ اسکی خدائی کی خسرتک　　دریا بھی ڈوب کر لب ساحل میں رہ گیا

بیتاب۔ منشی جگبیشر ناتھ صاحب ورما بریلوی عمر تخمیناً تیس سال آجکل کے نوجوان شاعر ہیں۔

ستارے

یہ موتی ہیں جو موج نور سے حوروں نے رولے ہیں
شرارے اڑ رہے ہیں یا کسی کی آہ سوزاں سے
نجوم ضوفشاں سے نور کا عالم ہے گردوں پر
گرے ہیں چاندنی کے پھول کس مہوش کے داماں سے
اڑا کر ریزہ افشاں چنی ہے لیلی شب نے
مرتب بزم انجم کی ہے جلوہ ہائے خنداں سے
چراغاں کا یہ عالم ہے کہ یہ تاروں کی محفل ہے
طبیعت بجھ گئی اپنی نہ وہ ہم ہیں نہ وہ دل ہے

کسی کے ساغر رنگیں کے ہیں چھلکے ہوئے قطرے
ستارے کب ہیں چشم شوق تیرا وہم باطل ہے
جو آنسو جوش غم میں رات کو بیتاب ٹپکے تھے
ستارے بن گئے گر کر تمہ کی چشم گریاں سے

بیتاب منشی رام چندر بیتاب دہلوی حال مقیم لاہور شاگرد داغ دہلوی۔

وادی الفت میں ہر دل رہنما کیا ہوں جو پائے مدد رہبر سے ہم

بیدار۔ راجہ ہر کشن سنگھ بہادر جاگیر دار کشن کوٹ ضلع گورداسپور۔ رئیس امرت سر ۱۸۸۵ء میں شاعری کا شوق ہوا۔ نواب مرزا داغ دہلوی کے شاگرد ہوئے اور استاد کو بہ اصرار کشن کوٹ میں طلب کرکے کئی مہینے مہمان رکھا۔ آپ کی عمر ۵۵ سال کی ہے۔

عشق کیا چیز ہے خدا جانے دل میں سوزش کباب کی سی ہے

بے صبر۔ لالہ بالمکند سکندر آبادی ضلع بلند شہر خلف لالہ کانجی مل کا تھے شاگرد غالب ومنشی ہر گوپال تفتہ ستر برس کی عمر میں ۱۸۹۰ء میں انتقال فرمایا

مدعا گر ہے تو یہ ہے عاشق دلگیر کا اشک میں ہونا اثر کا آہ میں تاثیر کا
رخصت ہوا وہ اشک ہمارے نکل آئے خورشید کے چھپتے ہی ستارے نکل آئے

بیفکر۔ منشی ہر پرشاد نیچر کایستھ ولد منشی دیبی دیال متعدی چھوٹی ٹھہرا ہی صاحبہ لکھنوی۔ فارسی بھی بقدر ضرورت جانتے تھے ۱۹۲۶ء کو انتقال ہوا

اس زمانے میں وہ خوش ہی جو مروت نہ کرے   رات دن رنج اُٹھاتے ہیں مروت والے

بیہوش ۔لالہ گور دیال کایستھ وکیل عدالت لکھنؤ ۱۸۹۰ء تک بقید حیات تھے۔ آپ کے مناظرے اکثر شعرا سے رہتے تھے۔

ہر چند کی ہی دیر و حرم میں بہت تلاش   ملتا نہیں ہی یار کے گھر کا نشاں مجھے
مضمون قدِ یار نہایت بلند ہے   گویا زمین شعر ہوئی آسماں مجھے

بیخود ۔منشی نرائن داس دہلوی شاگرد میر درد

مے گلگوں کو چشم کم سے تو مت دیکھ اے واعظ
بنایا ہے یہ اعجاز مغاں نے آب آتش کو

بیدل ۔پنڈت کیلاش نراین صاحب کول ۔بی اے ۔ایل ایل بی وکیل مظفر نگر

دیکھا ہے جب سے جلوۂ رخسار یار کو   ہے خیر باد گل کو چمن کو بہار کو
احساس درد کیا ہو تیرے جاں نثار کو   گلبن سمجھ چکا ہی جو ہی نوک خار کو

بیغرض ۔پنڈت نند لال ولد پنڈت ٹیکا لال در متوطن سری نگر کشمیر قوم برہمن عمر ۲۹ سال تاریخ ولادت ۷ اجیٹھ سمبت ۱۹۴۲ تعلیم مڈل پاس مدرس سری پرتاب مڈل اسکول سری نگر کشمیر کسی کے شاگرد نہیں ہیں۔

اے خالق کون و مکاں اے مالک ہر دو جہاں
اُجڑا ہوا ہے آشیاں ہے تنگ ہم پر آسماں
گلشن میں ہے باد خزاں بلبل ہوئے ہیں نیم جاں

کشتی پہ ہے طوفاں رواں ہے موج بحر بیکراں
ٹوٹا پڑا ہے بادباں

پ

پروانہ۔ راجہ جسونت سنگھ عرف کانکاجی جاگیردار قصبہ منڈیاؤں و مہونہ ضلع لکھنؤ خلف راجہ بینی بہادر نائب نواب شجاع الدولہ بہادر شاگرد منشی سرب سنگھ دیوانہ ملک الشعرا میر تقی میر اور اُن کے بعد مصحفی سے بھی اصلاح سخن لی ہے صوفی منش بزرگ تھے نہایت خوبصورت اور خلیق تھے ۱۸۵۰ء میں انتقال کیا۔

بحر ہستی میں ترا جسم ہے مانند حباب
تس پہ اکدم کے ہوا کھانے پہ مسرور ہے تو

کون مدفون ہے چمن میں صبا
جس کی تربت پہ گل فشانی ہے

پوچھتے اب ہو مرغ دل کا حال
کب سے وہ جنت آشیانی ہے

پرتحم۔ جگناتھ پرشاد کایستھ گورکھپوری۔ آقائے سخن وسیم کے شاگرد ہیں۔ عمر تخمیناً ۴۴ سال۔

کسے جلوہ دکھائیں کون دیکھے تاب کسکی ہے
سرِ طور آ اے موسیٰ وہ ہمکو یاد کرتے ہیں

ملاتے ہیں اسے کیوں خاک میں جس دل میں رہتے تھے
ذرا سوچیں گھر اپنا آپ کیوں برباد کرتے ہیں

پوران۔ منشی پورن سنگھ کایستھ دہلوی تلمیذ سعادت یار خاں رنگین علم وید کے ماہر تھے ۱۸۶۰ء میں انتقال فرمایا۔

اسمیں ر داری ہی لازم ہی سدا اوپن سامان سفر رکھے تیار فقیر اپنا

پنڈت۔ دیا رام ولد پنڈت رُوپ چند کشمیری دہلوی فرخ آباد میں نواب عماد الملک کی جاگیر کے منیجر تھے۔ فارسی کلام میں مولانا غلام علی آزاد بلگرامی سے مشورہ سخن لیتے تھے آپ کی اُردو شاعری نے شاہ عالم ثانی کے عہد میں عُروج پایا۔

کیسے دل اسپہ شیدا نہ ہوئے جسکا ثانی ہی پیدا نہ ہوئے

اسنے اب تک ادھر گزر نہ کیا آہ نے آہ کچھ اثر نہ کیا

ت

تاب۔ پنڈت مہتاب رائے کشمیری دہلوی استعداد علمی بھی معقول تھی۔ انیسویں صدی کے آغاز تک بقید حیات تھے۔

یا تنگ کر ناصح ناداں مجھے اتنا یا چلکے دکھا دے دہن ایسا کمر ایسی

قافلے میں آج کیا شور فغان و آہ ہی ناقہ لیلیٰ کے شاید قیس بھی ہمراہ ہی

تائب۔ منشی کھنّو لال ولد منشی جھاؤ لال ناصب ابن جناب واجب لکھنوی سرفرازی یافتہ میر محبوب علیخاں عرش مکاں والی دکن۔

بہت سی کتابیں تصنیف فرمائیں اب آپ کی عمر ۶۳ برس کی ہے۔ گوشہ نشین لکھنؤ ہیں آپ کے شاگرد اطراف میں بہت ہیں۔

نکیرین اسقدر جلدی ہی کیا ٹھہر و ذرا دم لو ابھی تو ہم تھکے ماندے چلے آتے ہیں منزل سے

چلتا ہے کہکشاں کا عصا لیکے رات کو | اب ناتواں بہت فلک پیر ہو گیا
ایام زیست کتنے ہیں انساں کے کیا ہی جلد | کودک ہوا جوان ہوا پیر ہو گیا

تاثیر۔ منشی بانکے لال عرف ربکو لال کایستھ سکینہ خلف منشی جھنگی لال نیرؔ دلگیر مرثیہ گو۔ شاگرد واجب لکھنوی کلام اچھا ہوتا ہے عمر تخمیناً ۶۰ سال

لکھتا ہوں وصف ابروئے خمدار یار کا | جوہر دکھا رہی ہے زباں ذوالفقار کا
کیونکر نہ بلبلوں کے اڑیں ہوش باغ میں | آئی خزاں ہوا ہوا موسم بہار کا

تسلیم۔ منشی رام سہائے ڈپٹی کلکٹر ضلع بدایوں شاگرد مرزا حاتم علی مہرؔ۔ ایک دیوان غنچۂ مراد طبع ہو چکا ہے۔ تھوڑا زمانہ ہوا رحلت فرمائی۔

چشم تر حال پہ تیرے میں کہاں تک روؤں | طفل اشک ایک بھی آغوش میں پلنے نہ دیا
کجروی نے فلک پیر کے ای وائے نصیب | کوئی ارمان مرے دل سے نکلنے نہ دیا

تسلیم۔ منشی بالگوبند ممبر میونسپل بورڈ ڈسٹرکٹ اناؤ۔ اکثر لکھنؤ آیا کرتے تھے۔ ۱۹۱۷ء میں انتقال فرمایا۔

جو پاؤں تمکنت سے رکھتے نہ تھے زمیں پر | ملتا نہیں ہے انکا نام و نشاں کہیں پر

تسلیؔ۔ رائے ٹیکا رام خلف بخشی گوپال رائے لکھنوی شاگرد مصحفی ۱۸۶۲ء تک بقید حیات تھے۔

فہمیدہ والے کرتے ہیں دولت پہ کیا گھمنڈ | کیا اعتبار زندگی مستعار کا
جو چاہے سلطنت اسے ظل ہما ملے | مجھ کو یہی ہوس ہے کہ وہ مجھ سے آملے

تبسّم۔ منشی سورج بلی صاحب خوشنویس لکھنوی ساکن محلہ نوبستہ۔ منشی خیراتی لال شگفتہ ان کے چچا اور اُستاد تھے۔ آجکل منشی نولکشور کے مطبع میں کتابت کرتے ہیں عمر تخمیناً ۶۰ سال۔

ہمتو کیا ہیں نذر دل آآکے دیں گے سیکڑوں
آپ تو کچھ دل کے لینے کا ہنر پیدا کریں
کیا لگائیں یارِ بے پروا سے اپنے دل کو ہم
فائدہ کیا جانِ شیریں کا ضرر پیدا کریں

تصوّر۔ کنور فتح بہادر تعلقدار کوڑا جہان آباد تلمیذ آغا شاعر ۲۰ برس کی عمر میں سمبت ۱۹۵۴ میں انتقال کیا۔

دیکھتے دیکھتے ندارد ہیں، ہمسے نازک حباب کیا ہوگا
قضا آئی اور پھر گئی ہاتھ ملکر سنبھالا مجھے درد دل نے سنبھلکر

تمیز۔ منشی کالی رائے ابن لالہ دیبی دیال عزیز متوطن فتحگڈھ

آمد یہ صحن باغ میں کس گلبدن کی ہے جو روح باغ باغ نسیم چمن کی ہے
اچھے وہ ہیں جو مر کے تری خاک راہ ہوں مٹی خراب طالب گور و کفن کی ہے

تمنّا۔ منشی رام سہائے تمنّا۔ پنشنر ڈپٹی انسپکٹر مدارس خلف لالہ پورن چند بن لالہ الیسری پرشاد شعاعی ساکن قدیم محلہ نوبستہ کایستھ سکسینہ شاگرد منشی شنکر دیال صاحب فرحت۔ سابق اڈیٹر اخبار تمنائی و حال اڈیٹر رسالہ دربار

مالک مطبع تمنائی عمر تخمیناً ۵۰ سال -

عشق کی لو میں جو پروانے کو جلتے دیکھا شمع کو بھی غم عاشق میں پگھلتے دیکھا
بعد مردن وہ ہی مٹی میں ملے خاک ہوئے جنکو محلوں میں بڑے نازسے پلتے دیکھا
تازگی کرمِ حق سے تمنّا ہمنے نخل اُمید دلی پھولتے پھلتے دیکھا
گل گلشن میں رنگ و بو نہ سہی بے وفا کی بس آرزو نہ سہی
اے تمنّا ہو آبرو سے بسر تاج شاہی کی آرزو نہ سہی

یوں تو میں ہر روز و شب مصروف کاروبار ہوں
لیکن اس دُنیا کے جھگڑوں سے بہت بیزار ہوں
کمسنی گزری جوانی گزری اب پیری ہوئی
پھر بھی اب تک خدمتِ قومی کو میں تیار ہوں

ہی بادہ نوش باعثِ نقصان جان و مال مشہور اس سبب سے ہی میخوار خوار آج
یہ انقلاب وقت تمنّا ہے دیکھ لو ہنستے تھے کل جو رونے لگے زار زار آج

تمنّا۔ منشی چھیدی لال صاحب کاکوروی مُلازم سررشتۂ تعلیم، شاگرد طاہر فرخ آبادی۔

یہ سرکشی کا نتیجہ تھا باغ عالم میں خدا نے سرو کو دنیا میں باثمر نہ کیا
چھپا کے مجھ سے یہ باتیں الگ الگ کرنا ملیں کلیم تو اُن سے ہو گفتگو میری
وفا جو آج ہی وعدہ کرو تو کیا ہو جائے یہ کوئی فرض ہی محشر ہی جب بپا ہو جائے

تنویر۔ بابو پیارے لال صاحب سیتاپوری عرائض نویس۔
ہم نہ کہتے تھے نہ دنیا دشمنوں کو جام عشق ۔ اب ڈبوتے پھرتے ہیں کمبخت دردِ ناعشق
امتیاز رنج و راحت جوش وحشت میں کہاں ۔ ایک مجھ وحشی کو ہے آلام عشق آرام عشق

ث

ثابت۔ منشی روپ کشور کایستھ ماتھر خلف منشی جگموہن لال شاگرد مولوی میر تقی نائب تحصیلدار گھاٹم پور۔
کیا کہوں حال مریض عشق میں ۔ کم بہت بچتے ہیں اس آزار کے
ثاقب۔ منشی بشن دیال قوم کایستھ سری واستو۔ وکیل ہائیکورٹ کانپور ابن منشی ارجن سنگھ
ہمسنگ ازل سے ہے دورنگی زمانہ ۔ گر سبز زمرد ہے تو ہے لعل یمن سرخ
ثاقب۔ راجہ شیو پرشاد مہاراجہ بجے گوپال سنگھ بیکنٹھ باشی مصاحب آخری شاہ اودھ و داروغہ مرزا فریدوں قدر قوم کایستھ رئیس سندیلہ ۱۸۹۰ء میں ستر برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔
جو رنج دیتے ہیں اللہ انکو خوش رکھے ۔ ہم اپنے منہ سے کسی کی کریں برائی کیا
نتیجہ جسکا عداوت ہو وہ محبت کیا ۔ جو آشنا کرے غم سے وہ آشنائی کا
ثاقب۔ پروفیسر کنہیا لال۔ ایم۔ اے آر۔ اے۔ ایس۔ امرتسری۔ آپ کا کلام اکثر رسائل میں شائع ہوتا ہے۔ بعض نیچرل نظمیں کچھ اچھی ہوتی ہیں۔

تجلی

فضا خاموش ہے عالم سراپا محو ہستی ہے
جہاں میں ذرہ ذرہ سے مئے عشرت برستی ہے
صدائے خاموشی سی گونجتی ہے سبزہ زاروں میں
ہوا محبوس ہے گویا چمن کے راز داروں میں
فلک پر ہو چلی ہے چاند کی رفتار بھی ہلکی
عجب معصوم ہے اسکو خبر تک بھی نہیں کل کی
وہ دیکھو اُس سرے پر سامنے والی پہاڑی ہے
کوئی رشن جبیں رخ سے پردے کو ہٹاتی ہے

ثمر - منشی اودھ بہاری لال صاحب لکھنوی کایست خلف کنور چندی لال صاحب نہالؔ بن راجہ جیالال صاحب گلشن ۱۸۵۹ء میں موضع سیتاپور میں پیدا ہوئے شاعری میں اپنے والد کے شاگرد ہوئے فارسی میں خواجہ عزیز الدین عزیز لکھنوی کے شرف تلمذ حاصل کیا۔ پنجاب یونیورسٹی فارسی امتحان میں کامیابی حاصل کرکے آگرہ و اودھ کے مختلف مدارس میں فارسی مدرس رہے کایست سماچار الہ آباد کایست اپدیشک لکھنؤ و کایست اخبار لکھنؤ کی اڈیٹری بھی کی ۱۸۹۱ء سے ۱۹۲۵ء تک چرچ مشن ہائی اسکول لکھنؤ میں مدرس فارسی رہے۔ ناگاہ ۱۹۲۱ء میں جوان بیٹے خلف اکبر بابو بربھودیال کے انتقال کا ایسا سخت صدمہ پہنچا جسنے بڈھے باپ کو زندہ درگور کر دیا۔ طبیعت دنیا سے ہٹ گئی شعر و شاعری رخصت ہو گئی۔ بقائے نام کے لئے فارسی ایک مجموعہ خیابان ثمر کے نام سے چھپواکر شایع کر دیا اسوقت آپ کی عمر ۷۶ برس کی ہے۔

تم سے کیا کہہ کے کروں بات بھی کھو دوں اپنی
جو نکالے وہی پوچھے تری حسرت کیا ہے

کیوں نہ ہو مجھکو جستجو تیری — دل میں رہتی ہے آرزو تیری

ثمر۔ لالہ متھرا پرشاد کایستھ سکسینہ لکھنوی شاگرد منشی خیراتی لال شگفتہ لکھنوی

پیرو عارف کامل کو خدا ملتا ہے — جادۂ راہ سے منزل کا پتہ ملتا ہے
جسقدر صاف رہی مجھ سے کوئی ہیں ہوں صاف — آئینے سے دل پر نور مرا ملتا ہے

ج

جرمی۔ کنور ہری سنگھ اوڈیٹر اخبار راجپوت گزٹ لاہور شاگرد لالہ شگن لال رونق

اے ہند زمانہ وہ ترا یاد ہے مجھ کو — اس دور گزشتہ کی فضا یاد ہے مجھ کو
وہ اہل شجاعت کی وفا یاد ہے مجھ کو — وہ تیرے جواہر کی ضیا یاد ہے مجھ کو
تھا تجھ سے مزین سحر و شام کا سکّہ
چلتا تھا خدائی میں ترے نام کا سکّہ

میداں تھا ترے قصر کا میدان شجاعت — ہر ذرّہ تھا پروردۂ دامان شجاعت
تھا ہاتھ میں تیرے سر و سامان شجاعت — پلتے تھے تری گود میں مردان شجاعت
ہر پھول یہ کہتا تھا سپردار ہوں میں بھی
ہر شاخ کو دعوےٰ تھا کہ تلوار ہوں میں بھی

جگر۔ منشی رنگ بہادر بی اے وکیل گورکھپور عمر تخمیناً ۴۰ سال شاگرد وسیم

تنگدستی تو زمانے میں پھٹکتی بھی نہیں　　حرص کا پاؤں جو چادر سے نہ باہر ہوتا
وادیٔ عشق ہی صحرائے مصیبت یہ نہیں　　خضر کیونکر مرا اس راہ میں رہبر ہوتا

جگر۔ مسٹر شاہ موہن لال صاحب بریلوی عمر ۴۸ سال۔

کسی کی راہ میں اب خاک ہو کے سمجھا ہوں　　مرا وجود ہی کیا چیز اور میں کیا ہوں
میں ہی تھا جو ہے تخلیق دہر روز ازل　　بہار حسن دو عالم ہے میرا حسن عمل
گدائے دولت اور اک میسر علم و ہنر　　مری نگاہ کا محتاج عقل کا جوہر
جمیل مہر فلک سے بھی میری ہستی ہے　　بلند شان ملائک سے میری پستی ہے
بہار موج تبسم ہے میری شیدائی　　خزاں ظہور نم اشک کی تمنائی
حیات و مرگ مرے پردہ ہائے ساز وجود　　ازل ابد مری ہستی مستقل کے حدود
جبین عشق مرے سجدہ سے منور ہے　　نگاہ عشق مری خوشہ چین جوہر ہے
ہے ذات پاک کی آئینہ دار ذات مری　　بنائے رونق دیں رونق صفات مری

جنگ۔ جنگ بہادر میرٹھی۔ ناظر عدالت کلکٹری و محکمہ بندوبست اڈیٹر اخبار انیس ہند انگریزی فارسی میں کافی دستگاہ رکھتے تھے ۱۹۰۰ء میں ۵۰ برس کی عمر میں انتقال کیا۔

جگر میں گیا دل سے پیکاں نکلکر　　اُٹھا درد بھی ساتھ پہلو بدل کر
مرے ساتھ ہے انقلاب زمانہ　　بدل دو نگاہ دنیا کو کروٹ بدل کر

جواں۔ ہزاری لال لکھنوی شاگرد قدر بلگرامی ۱۹۰۰ء میں انتقال کیا۔

ہم تم تھے کوئی روز ازل رخنہ گر نہ تھا — انساں تو کیا ہی چیز ملک کا گزر نہ تھا
پتھر کا تیرا دل ہے تو فولاد کا جگر — اسپر بھی میرا نام کوئی بے اثر نہ تھا

جوہر۔ منشی کیدار ناتھ بسوانی تلمیذ جگر بسوانی نومشق شاعر ہیں۔

جانتا ہوں عشق میں انسے تو کچھ حاصل نہیں — کیا کروں مجبور ہوں قابو میں میرا دل نہیں
لاش دفنائے وہ قاتل آکے اپنے ہاتھ سے — اور تو کوئی بھی باقی حسرت بسمل نہیں

جوش۔ پنڈت لبھورام محرم پوری مدرس اول ضلع جالندھر عرف جوش ملسیانی معاون اعزازی رسالہ رہنمائے تعلیم لاہور۔

خنجر جو کھینچ کے پنجہ قاتل میں رہ گیا — ارمان قتل کا دل بسمل میں رہ گیا
حسرت نصیب وہ ہی جو ہو کر شکستہ پا — منزل سے دور حسرت منزل میں رہ گیا
لخت جگر سے مجکو زیادہ عزیز ہے — ٹوٹا ہوا جو تیر ترا دل میں رہ گیا

جوش۔ پنڈت ہری ہر ناتھ ناگر الہ آبادی شاگرد بسمل الہ آبادی

نظر آتا ہی ہر صورت سے مجکو جلوہ قدرت — صنم خانے میں جا کر میں خدا کو یاد کرتا ہوں
کہیں ایسا نہو سن لے کوئی یہ خوف رہتا ہی — تری تصویر سے میں چپکے چپکے بات کرتا ہوں

جوہر۔ جواہر سنگھ خلف منشی بختاور سنگھ راقم قوم کایست شاگرد خواجہ وزیر، وزیر فارسی میں کافی دستگاہ رکھتے تھے اور مولانا گل محمد خاں ناطق کے شاگرد تھے۔ غدر کے بعد ریاست بلرام پور میں عمر گزار دی۔ نہایت پرگو تھے۔ پانچ دیوان آپ کے شایع ہو چکے سنہ ۱۸۰۸ء میں انتقال کیا۔

اصل مطلب ایک ہے آگاہ نا آگاہ کا
ہو الک کا ترجمہ عربی میں لفظ اللہ کا

بھولے ہیں ہم صفیر بھی مجکو کہ تا قفس
مژدہ بھی کوئی لیکے نہ آیا بہار کا

خار کیطرح ملی باغ جہاں میں تقدیر
جس سے لپٹوں وہ چھڑا لیتا ہے دامن اپنا

نہ کوئی رہا ہے نہ کوئی رہے گا
فقط ایک حرف نکوئی رہے گا

بعید عقل سے ہے احترام دیر و حرم
مکان ساختہ خود کو کیا سلام کریں

کچھ نہیں ماتم زدوں کو لطف سامان بہار
گل ہیں خنداں باغ میں شبنم ہے گریاں باغ میں

جو ہے جری بحکم خدا لازوال ہے
شہباز نہ ہے حرام کبوتر حلال ہے

گر نہو حاصل کسی سے مدعا بیدل نہو
آدمی کو رب اعلیٰ پر توکّل چاہیئے

جوہر۔ لالہ مادھو رام ابن لالہ جواہر لال ساہوکار فرخ آبادی شاگرد منیر شکوہ آبادی سنہ ۱۸۹۰ء میں انتقال کیا انکا دیوان طبع ہو چکا ہے۔

ہیں تری درگاہ میں ہمدوش فقر و سلطنت
مرتبہ یکساں نظر آیا گدا و شاہ کا

توڑا جو پھول بلبل شیدا کے سامنے
کیا تیرے دل میں درد کچھ اے باغباں نہ تھا

غیر کے دل کو کہیں عشق سمجھ کر دینا
جام کم ظرف ہے منہ تک نہ کہیں بھر دینا

یہ نہ سمجھو عشق میں مجھ سا کوئی کامل نہیں
مہربانی آپ کی بندہ تو اس قابل نہیں

آج اے مرگ کھلی ہستی موہوم کی اصل
کچھ سمجھتے تھے ہم اس شی کو مگر کچھ بھی نہیں

چ

چکبست۔ برج نرائن چکبست بی۔ اے۔ کشمیری ولد پنڈت اودت نرائن

مولد فیض آباد متوطن لکھنؤ شاگرد مرحمت الدولہ حکیم ۱۸۸۳ء میں پیدا ہوئے ۱۹۰۸ء میں وکالت شروع کی ۱۹۲۶ء فالج میں مبتلا ہو کر انتقال کیا۔ خوشگو شاعر تھے۔

زندگی کیا ہے عناصر کا ظہور ترتیب
موت کیا ہے انھیں اجزا کا پریشاں ہونا

زباں کو بند کریں یا مجھے اسیر کریں
میرے خیال کو بیڑی پنھا نہیں سکتے

غرورِ جہل نے ہندوستاں کو لوٹ لیا
بجز نفاق کے اب خاک بھی وطن میں نہیں

فریبِ زندگی جس نے نہ دیکھا ہو مجھے دیکھے
نہ سینے میں ہے دل اپنا نہ منھ میں ہے زباں اپنی

بیگناہوں کا تو انصاف ہو دنیا میں
اب ہمیں دیکھنی ہے شرم گنہگاروں کی

مردِ قانع کو نہیں رہتی گدائی کی ہوس
پاؤں پھیلا کر جو بیٹھا ہاتھ پھیلاتا نہیں

نفاقِ گبر و مسلماں کا یوں مٹا آخر
یہ بت کو بھول گئے وہ خدا کو بھول گئے

مصیبت میں بشر کے جوہرِ مردانہ کھلتے ہیں
مبارک بزدلوں کو گردشِ قسمت سے مر جانا

گدائے سلطنت کی شکر حق سے اور قناعت سے
زباں کو تیغ اور نانِ شبینہ کو سپر جانا

وہی قطرہ لہو کا اشک بن کر گیا رسوا
جسے ہم نے نمک پروردۂ زخمِ جگر جانا

نہیں ہوتا ہے محتاج نمایش فیض شبنم کا — اندھیری رات میں موتی لٹا جاتی ہے گلشن میں
جس پہ احباب بہت روئے فقط اتنا تھا — گھر کو ویران کیا قبر کو آباد کیا
اسکو ناقدری عالم کا صلہ کہتے ہیں — مر چکے ہم تو زمانے نے بہت یاد کیا
اترے ہیں صحن باغ میں پھولوں کے قافلے — نذریں دکھا رہے ہیں عروس بہار کو
مجھ سے روشن اندنوں دیر و حرم کا نام ہے — ہائے بت پر ہے جبیں لب پر خدا کا نام ہے
صبحکو شبنم کے موتی باغ میں جو ری گئے — پھول کرنوں سے یہ کہتے ہیں تمہارا کام ہے
لطف آزادی تھا جب سے چل بسے وہ ہمصفیر — اب یہ چمن کی صبح بھی مجھکو قفس کی شام ہے
جسکی قفس میں آنکھ کھلی ہو مری طرح — اُسکے لئے چمن کی خزاں کیا بہار کیا
بعد فنا فضول ہے نام و نشاں کی فکر — جب ہم نہیں رہے تو رہیگا مزار کیا
انساں کے بغض و جہل سے دنیا تباہ ہے — طوفاں اٹھا رہا ہے یہ مشت غبار کیا

ارمان بھرے دل خاک ہوئے اور موت کے طالب جیتے ہیں
اندھیر یہ اس دنیا کی ہمیں آتی ہے ہنسی اور رقت بھی

پردۂ خاک سے گل جام بکف نکلا ہے — مے کی تاثیر سے کچھ کم نہیں تاثیر بہار

چندر۔ رائے زادہ چندر بھان صاحب دہلوی

اس گلستاں کے گل و غنچے رہیں تازہ مدام — فرط نکہت سے ہو یارب عنبریں سارا چمن
معنی و مطلب چلے آتے ہیں ہمرنگ نسیم — خوب فصل گل کا دکھلاتا ہے نظارا چمن
پھول میں سبزہ ہیں بلبلیں اور شجر گلبار ہیں — دیکھنا اے چندر چشم شوق سے سارا چمن

چمن۔ رنجیت سنگھ خلف منشی سردار سنگھ ماتھر کایستھ دہلوی تلمیذ مولانا راسخ دہلوی عمر تخمیناً ۱۵ سال۔

یہ کہکر توڑ ڈالا اُس بت خود سر نے آئینہ
ہمارے رُخ سے ملتا ہی تمھارے دل سے ملتا ہی

سمجھ کر سوچکر دل کو مٹانا یاد رکھیئے گا
وہ دل جو دل سے ملجائے بڑی مشکل سے ملتا ہی

ح

حامی۔ پنڈت کشن نرائن صاحب ولد پنڈت دیبی پرشاد صاحب صادق قوم برہمن وطن بریلی ولادت اکتوبر ۱۸۹۶ء عمر ۳۴ سال تعلیم فارسی کی گھر کے مکتب خانے میں مولوی حامد علی حامد سے چار سال میں ابوالفضل تک ہوئی پھر گورنمنٹ اسکول میں انگریزی انٹرنس تک پڑھی مجبوراً تعلیم ترک کے۔ اور آر ریلوے میں ملازمت اختیار کی ترقی کرکے ہیڈ کلرک مقرر ہوئے آخر نو دس برس کے بعد استعفا دیکر تین برس تک خانہ نشین رہ کر بمبئی میں راجہ بینی لال خلف راجہ شیو لال و موتی لال کے پرائیوٹ سکریٹری مقرر ہوئے۔ راجہ صاحب فیاض نیکدل دولتمند قدرداں شرفا ہیں، آجتک انھیں کے سایۂ عاطفت میں پرورش پا رہے ہیں شعر و شاعری کا شوق بارہ برس کی عمر سے ہے اپنے والد کے کتب خانہ کی سیر سے بہت کچھ معلومات میں اضافہ کیا صحیح المذاق شاعر ہیں۔

گردوں نے طفل غنچہ کو بخشا تھا شیر صبح
شبنم نے اسمیں حرص سے پانی ملا دیا

ہمنے تجھے چپ دیکھ کے مرضی تری پالی
گویا لب خاموش نے اک بات نکالی

اب فصل خزاں باغ میں آئی ہے ندیمو
موقوف کرو تذکرۂ ماسبق گل

خواہش نہ کرینگے کبھی مقدور سے بڑھ کر
ہم پاؤں نہ پھیلائینگے چادر سے زیادہ

فنا کے بعد بھی باقی رہی بالیدگی غم کی
مرے تابوت میں بھی شاخ نکلی نخل ماتم کی

ہمارا حق ہے جنّت پر اگر انصاف سے پوچھو
کہ وہ میراث آدم اور ہم اولاد آدم کی

تم جو بے پردہ نکل آؤ قیامت ہو جائے
چاہیئے حسن جہاں سوز کو گھونگھٹ کوئی

تو نہ پہچانے تو یہ تیرا خیال خام ہے
ورنہ قدرت کا تو سارا راز طشت از بام ہے

منعمو دنیا میں تعمیر مکاں سے کیا حصول
قصر دل کا سب سے پہلے لازم استحکام ہے

مایوس نہیں ہوں تری رحمت سے الٰہی
ہر چند سیہ نامۂ اعمال ہوا ہے

کنج لحد عزیز نہ کیونکر ہو جان سے
ہوتی ہے آدمی کو محبّت مکان سے

کیا کیا بھٹک رہا ہوں محبت کی راہ میں
ہوں آج بتکدے میں تو کل خانقاہ میں

نام آوری کے شوق نے بدنام کر دیا
ہم خوار ہو گئے ہوس عز و جاہ میں

کل جوانی کی خاک قدر نہ کی
آج افسوس ہے جوانی کا

فاتحہ کی ہے توقع ہمیں انسے کیا خوب
جو مریضوں کی عیادت کو بھی کم جاتے ہیں

حضرت موسیٰ تو پھر انسان تھے
جل گیا جلوے سے کوہ طور تک

زاہد تو بہ کر و کیسی شراب
میں نہیں کھاتا کبھی انگور تک

آیا ہوں تنگ زندگی مستعار سے
توڑوں گا اس طلسم کو لوح مزار سے

دل میں پیکان رہا جاتا ہے　　اُن کا احسان رہا جاتا ہے
ہم تو جلتے ہیں عدم کو حامی　　ساز و سامان رہا جاتا ہے
گل کہیں شمع کہیں مہر کہیں ماہ کہیں　　ہر جگہ انکو نئی شان سے ہم دیکھتے ہیں

حشم۔ ڈاکٹر کرپا شنکر دہلوی تلمیذ مرزا قربان علی بیگ سالک دہلوی۔
مجکو حکمت میں بہت دخل ہے لیکن اپنے　　دردِ دل کا نہیں پایا کوئی درماں اتبک

حشم۔ بابو ہر پرشاد تعلقدار بنارس شاگرد مولوی الطاف حسین مدرس بجے نراین کالج بنارس۔
ہاتھ کرتے ہیں قلم کاتب تری تحریر پر　　منھ کی گویا کھا رہے ہیں خوبی تقدیر پر
قصر تن قائم رہے گر تا ابد تو جانیے　　منعمو ناحق ہو نازاں اپنی اس تعمیر پر

حلم۔ منشی دوارکا پرشاد کایست ولد منشی منگلی پرشاد طاہر بریلوی شاگرد حسن بریلوی فارسی اور عربی میں قابلیت رکھتے ہیں عمر تخمیناً ۵۰ سال۔
طریق حق پرستی عشق والوں کا نرالا ہے　　نہ پروا مسجدونکی ہے نہ پروا ہے شوالونکی
طے ہوا عشق مشکل ہے مگر مشکل نہیں　　ہو اگر سالک میں ہمت دو قدم منزل نہیں

حضور۔ بالمکند کھتری دہلوی تلمیذ خواجہ میر درد عربی اچھی جانتے تھے، غدر سے پیشتر انتقال کیا۔
یاں مجھ میں نہیں ہے جان باقی　　واں اب بھی ہے امتحان باقی

خ

خاطر۔ رائے سورج نراین صاحب تلمیذ حضرت ظہیر دہلوی

مرغوب ہے اسد رجہ انھیں اپنی نمائش   آئینے لگا رکھے ہیں دیوار میں در میں

خرد۔ منشی ہردیال پرشاد سررشتہ دار محکمہ سکریٹریٹ دربار گوالیار

دل پر نگاہ ڈال کے اُسنے لگادی آگ   شعلہ چراغ طور کا برق نظر میں ہے

خستہ۔ منشی جیا لال کایست دہلوی۔

نہ واں تجھ سے پری پیکر نہ میں حوروں کا شیدائی
نہ جنت میرے قابل ہے نہ میں جنت کے قابل ہوں

خلش۔ منشی جگیشر پرشاد خلف منشی کاشی ناتھ متوطن ندرہ ضلع گیا عمر تخمیناً ۳۵ سال قوم کایست

خضر بھی راہ عشق میں گم ہیں   کس سے پوچھوں نشان منزل کا
آئینہ جس کو آپ کہتے ہیں   ایک ٹکڑا ہے وہ مرے دل کا

خستہ۔ منشی ہرلب متوطن روپر ضلع انبالہ

ستارے ہیں کہ موتی ہیں کہ یہ شبنم کے قطرے ہیں
دکھاتا ہے فلک نیرنگیاں گوہر فشاں ہوکر
نئے گل اور نئی پتی نئے غنچے نئی کونپل
نئے منظر دکھاتا ہے گلستاں گلفشاں ہوکر

خوشتر۔ منشی ہربہروت سنگھ صاحب رئیس گورکھپور۔ ولد منشی لچھمی نرائن قوم کایست استھانہ پروپرائٹر رسالہ تحفۂ خوشتر عمر ۵۳ سال شاگرد آقائے سخن وسیم خیرآبادی وحضرت ریاض خیرآبادی تکمیل عربی وفارسی مولوی کریم داد صاحب ادیب سے کی علم ومنطق مولوی اصغر علیصاحب سے حاصل کیا۔ انگریزی بھی بقدر ضرورت جانتے ہیں۔ صاحب دیوان ہیں۔

دو قدم چلنے ہیں جب بیٹھ گیا دل میرا — اب ہے دشوار پہنچنا سر منزل میرا
شمع گلگیر سے کہتی ہے کہ بے جرم تھی میں — تو نے کیوں کاٹ لیا سر سر محفل میرا
بحر قدرت کا یہ ہے قول کہ عقل انساں — ڈوب کر بھی نہیں پا سکتی ہے ساحل میرا
کہہ رہا ہے یہ نسیم سحری سے ہر گل — شق جگر کرتی ہے فریاد عنادل میرا
ہر ایک نقش قدم کہہ رہا ہے سالک کا — طریق عشق کا عالم میں رہنما ہوں میں
پہنچ سکے منزل مقصد پہ روح کہتی ہے — خدا نہیں ہوں مگر سایۂ خدا ہوں میں
کیا ہے جب کسی ظالم نے ظلم بیکس پر — ندا یہ غیب سے آئی کہ دیکھتا ہوں میں

خوشدل۔ منشی بینی پرشاد بن لالہ درگا پرشاد لکھنوی تلمیذ عامل لکھنوی

زینۂ بام حقیقت ہے مجاز اے زاہد — راستہ کعبہ کا سیدھا ہے صنمخانے سے
ہوں جو گوش شنوا سنئے حقیقت کا بیاں — کوئی قصہ نہیں بہتر ہے اس افسانے سے

خوشتر۔ منشی جگناتھ ولد منشی منالال کایست لکھنوی آخری شاہ اودھ کے دفتر میں متصدی تھے ان کی تصنیف سے رامائن خوشتر۔ سری مد بھاگوت۔

چتر گیت اُردو نظم میں مشہور کتابیں ہیں۔ غدر کے سات برس کے بعد ۱۸۶۴ء میں انتقال کیا۔

ہم غم بلبل شیدا ہوں خوشی ہی تو یہ ہے | فصل گل آئی تمنائے دلی ہی تو یہ ہے
ہیں قمری گل و بلبل مے ساغر ہیں بہم | دوڑ ساقی کہ دم بادہ کشی ہی تو یہ ہے

خوشحال۔ گیان سنگھ ساکن ضلع جہلم۔

خوشی سے شوق سے سو بار لیں وہ امتحاں میرا | چلا مقتل کی جانب دل یہ کہتا شاداں ہو کر

خوشتر۔ منشی کشن سنگھ حیدرآبادی آج کل کے نوجوان شاعر ہیں۔

(پروانہ)

اے خریدار فروغ حسن اے سینہ فگار | اے فنا فی الشمع اے تفتہ جگر دلفگار
جذب عشق شمع سے تو ہے سراپا پر شرر | شعلہ ہی ہی عضو تن ہر موئے تن شعلہ اثر
حال یوں ہی حال اپنا کیوں بنا لیتا ہی تو | شمع کے سر چڑھ کر کیا معراج پا لیتا ہی تو
دخل کیا اسمیں تصنع کو یہ عادت ہی تری | آہ جلتی شمع پر جل مرنا فطرت ہے تری
تیرے دم سے ہی ہویدا عشق کا نام و نمود | باعث تشہیر شمع حسن ہے تیرا وجود
دیر میں ایثار تیرے غور سے دیکھے کوئی | سر فروشی کے چلن تجھ سے مگر سیکھے کوئی
ہے سبق آموز عالم کو اولوالعزمی تری | واقف رمز فغان عشق ہی ہستی تری
آہ قیمت حسن کے دل سے تری پوچھے کوئی | شمع کے خاطر بجھا لیتا ہی شمع زندگی

خورشید۔ پنڈت بلدیو کشن لاہور میں انسپکٹر تحصیل چنگی ہیں

نہ وہ اوصاف ہیں ہم میں نہ وہ الفت رہی دِل میں
ہماری غفلتوں سے دیکھئے سارا وطن بگڑا
اگر دل میں خیالاتِ من و مائی نہ لاؤ تم
تو اس اجڑے چمن کو آج ہی رونق پہ پاؤ تم

میں کیا منہ سے کہوں میں کون ہوں دنیا میں کیا میں ہوں
بشر کی ہستی ناپاک کا اک آئینہ ہوں میں
خدا کی جب نظر میں کل بشر دنیا کے یکساں ہیں
تو دلمیں کیوں خلش رکھے ہوئے ہندو مسلماں ہیں

نہیں بگڑا ہے کچھ اب بھی اگر تھوڑے سنبھل جاؤ
کدورت چھوڑ دو اور جانب اصلاح تم آؤ
کہاں لکھا ہے مذہب میں کرو تم بیر آپس میں
غضب ہے گر زمانے میں جدا بھائی سے بھائی ہو

خورشید۔ پنڈت جوالا پرشاد ایم اے۔ وکیل چیف کورٹ لاہور۔ ولد رائے بہادر پنڈت جانکی پرشاد میر منشی قوم کشمیری

ایک حسرت ہی گئی ساتھ مرے زیر لحد
اور کوئی بھی نہ ساتھی ہوا مر کر اپنا
نہوا دستِ قضا سے بھی یہ گشتہ سیاب
ہائے مر کر بھی نہ ٹھہرا دل مضطر اپنا

خیال۔ منشی جیسکھ رائے کایست دہلوی

حسرت ہی رہی جی میں مرے آہ پسِ مرگ
بالیں پہ دمِ مرگ نہ آنیسے کسی کے
ای یاسمن اس سے نہ مقابل ہو کہ جسکا
میلا ہو بدن ہاتھ لگانیسے کسی کے

خیالی ۔ منشی خیالی رام صاحب خیالی لکھنوی ساکن محلہ نوبستہ، صاحب تصانیف کثیرہ آپ ترکی زبان بھی خوب جانتے تھے مرزا قتیل کے شاگرد تھے ۱۸۴۲ء میں انتقال کیا ۔

ہے اسیطرح طبائع میں بھی فرق انساں کے — مختلف جیسے ہو فرد بشر کی صورت
کر دیا باد خزاں نے اسے درہم برہم — وصل بلبل کی کبھی گل نے اگر کی صورت

د

دانا ۔ منشی روشن لال کایست سکسینہ لکھنوی شاگرد نواب عاشور علیخاں خلف منشی مہتاب رائے ارُدو فارسی میں شاعری کرتے تھے ان کے والد بھی فارسی کے شاعر تھے ان کا دیوان طبع ہو چکا ہے ۔ مہتاب تخلص تھا۔ ۶۰ برس کی عمر میں ۱۸۸۴ء میں انتقال فرمایا ۔

نہ گل جیب ہوں عالم میں نہ خار دامن — جامہ نہ ہوں کا ہوا ہو نہیں غبار دامن

دانش ۔ منشی شمبھو سنگھ سنہوری نومشق شاعر ہیں ۔

دعائے وصل جاناں مانگنے جاتے ہیں کعبہ میں — کوئی دیکھے تو یہ سمجھے خدا کو یاد کرتے ہیں

درد ۔ لالہ امرت لال زمیندار ساکن موضع لوٹے پور ضلع گیا کایست تلمیذ خلش گیاوی تھوڑا زمانہ ہوا ۵۴ برس کی عمر میں انتقال کیا ۔

ہر گل میں ہر شجر میں ہے ہر اک خار میں — جلوہ ترا ہی ہے چمن روزگار میں

درس ۔ ماسٹر منی لال صاحب کایست شاہجہانپوری تلمیذ احسان شاہجہانپوری

کسی کو ایک سے ہوگی ہمیں دونوں سے الفت ہے
خدا کی یاد ہے دل میں بتوں کا سر میں سودا ہے

طبیعت کو جو خوش آئی وہی بہتر سے بہتر ہے
جو آنکھوں میں سما جائے وہی اچھوں سے اچھا ہے

درخشاں - لالہ بھولا ناتھ جینی۔ مختار عدالت سکندر آباد شاگرد شیخ ضمیر الدین اشک

گھر کے بادل آئے ہیں جوش و خروش رعد ہے
آسماں کیا کیا دکھاتا ہے فضا برسات کی

اے درخشاں آئے میری چشم تر کے روبرو
بھاگتی پھرتی ہے مجھسے کیوں گھٹا برسات کی

دل - منشی بینی پرشاد خلف منشی دیبی پرشاد عظیم آبادی تلمیذ راسخ عظیم آبادی

پردہ اٹھا کے تو نے ادھر کو گزر کیا
عالم سکے دلمیں تیری محبت نے گھر کیا

دل چاہتا ہے بولئے ہرگز نہ یار سے
پر بس نہیں چلے ہے دل بیقرار سے

دلخوش - لالہ بہادر سنگھ کھتری نبیرہ لالہ خوشحال رائے دہلوی ۱۸۷۵ء میں انتقال کیا

ہوں ترے ہجر میں جوں دیدۂ نرگس حیراں
چشم پوشی نہ کر آپ اپنے گنہگار سے مل

دلسوز - لچھمن نرائن خلف منشی آتما رام رئیس بھوجپور ضلع فرخ آباد تلمیذ نادر

آمد جاناں کی شادی نے کیا اچھا سلوک
بیخودی ایسی ہے اب اپنی خبر ہمکو نہیں

دلریش - منشی اُل بہاری مختار علیگڑھ تلمیذ منشی بنواری لال شعلہ

کہیں چھپتی ہے عشق و مشک کی خوشبو نہاں ہوکر
مجھے رسوا کریگی میری خاموشی زباں ہوکر

یہی ارمان حسرت ہے یہی دل کی تمنا ہے
کہ گزرے عمر ساری خادم ہندوستاں ہوکر

وِدماغ - پنڈت پرشیر ناتھ صاحب نکرو کشمیری متوطن الہ آباد

واحسرتا کہ جلد ہُے ارمان دل تمام | اب دیکھتے ہو کیا مرے اجڑے دیار کو

دماغ - منشی گنگالال خلف منشی کنھیالال صاحب ساکن میران پور ضلع گیا۔

درد دل سے جو کراہا تو وہ بولے ہنسکر | جاں بلب کون ہے آوارہ دیار اجکی رات

ایک ہی شکل کو دو کر کے دکھا دیتی ہے | جوہر آئینہ قاتل تری تلوار میں ہے

دیوانہ - رائے سرب سنگھ دہلوی کھتری فارسی میں مرزا فاخر مکیں کے شاگرد تھے اردو میں صاحب دیوان تھے میرزا جعفر علی حسرت اور میر حیدر علی حیراں انکے شاگردوں میں تھے ۱۲۰۸ھ میں جام فنا نوش فرمایا۔

جان پر آ بنی ہمدم مری خاموشی سے | بات کچھ بن نہیں آتی ہے اب اظہار بغیر

دیوانہ - منشی منس گوپال شاہجہانپوری تلمیذ ارشاد دہلوی ۱۸۹۳ء تک بقید حیات تھے

مزہ ہے اگر میرے دل میں رہو تم | مری آرزو میرا ارمان بنکر

آپ بھی کچھ دل بتیاب سے کہتے جائیں | یہ سمجھتا ہی نہیں ہے مرے سمجھانے سے

دیوانہ - مسٹر سردار موہن سنگھ ایم اے۔ مصنف ترانۂ قدرت - اعتراف محبت جوہر تہذیب - دوشیزہ - سابق اڈیٹر مسیح آف ہند وازم وخالصہ ایڈوکیٹ اسسٹنٹ اڈیٹر دیلی گزٹ پرفیسر گورنمنٹ کالج لاہور۔ بہت نیک طبع اور خوش اخلاق ہیں۔

میری شاعری

فطرت کی بہاروں کو آئینہ دکھا دے تو | رخسار حقیقت سے پردے کو اٹھا دے تو

پیغام ترقی دے پیغام محبت دے
دنیا سے اسیری کو آزادی جنت دے

دے بت وہ محبت نے جو آپ بنائے ہوں
دے نقش وہ فطرت نے جو آپ بنائے ہوں

سوتوں کو جگائے جا بچھڑوں کو ملائے جا
غیرت دہ جنت تو دنیا کو بنائے جا

احساس نگاری سے شرما تو مصور کو
کر نغمہ نوازی سے شرمندہ تو ساحر کو

دے حسرت طفلی بھی آگاہی پیری بھی
دے عیش تمول بھی اندوہ فقیری بھی

دل تجھ سے مفرح ہو اور جان منور ہو
فطرت تری حامی ہو رحمت تری یاور ہو

ذ

ذلیق - پنڈت ہردیال تیواری ساکن برولی ضلع بارہ بنکی

مینھ برس کر رہ گیا بادل گرج کر رہ گیا
اسکو آنا تھا نہ آیا بیوفا برسات میں

ذرّہ - راجہ رام ولد راجہ کدار ناتھ شاہ عالم کے زمانہ کے شاعر ہیں۔

ترے کوچہ میں روز و شب پڑا رہتا ہے یہ ذرّہ
بجا ہے ایسے دیوانے کے مطلب کو ادا کرنا

ذرّہ - منشی ہرپرشاد نقل نویس کلکٹری سلطانپور شاگرد بالکرشن قمر لکھنوی

رحیم جان کے تجکو خطائیں کی میں نے
کریم جان کے تجکو گناہگار رہا

زمانہ تھا تو موافق شریک حال تھے سب
پڑا جو وقت تو کوئی نہ غمگسار رہا

ای شیخ جو وہاں ہے وہی تنگدمیں ہے
کعبے کو جائیں کسکی زیارت کیواسطے

کہاں سے آتے ہو کسواسطے پشیماں ہو
یہ کیا ہے آج نہیں آنکھ روبرو ہوتی

ذکاؔ۔ منشی خوب چند دہلوی کائستھ ماتھر ساکن چاندنی چوک شاگرد نصیرؔ دہلوی ۱۸۶۲ء میں انتقال کیا۔

کر بنائے زندگی پر اپنی اے منعم نظر
فکر کیا کرتا ہے ناداں ہر گھڑی تعمیر کا

سمجھا میں جسے دوست ہوا وہ ہی مخالف
اخلاص کسی کا بھی مرے کام نہ آیا

کوئی ٹھکانا مقرر نہ کوئی در اپنا
جہاں ہو یار ہمارا وہیں ہے گھر اپنا

مرد تہیدست سے ہو خیر کیا
پاؤں گیا ٹوٹ تو پھر سیر کیا

ذکاؔ قسمت پہ شاکر رہ نصیحت تجھ کو کرتا ہوں،
کسی کے جاہ و حشمت پر ارے ناداں حسد مت کر

موئے سفید نکلے بعد از شباب منھ پر،
دیتی ہو زندگانی دیکھو جواب منھ پر

جگر ٹکڑے ہو کیوں اسکا ہوئی یہ کیسلی مانی
کھلا ہم پہ کچھ حال پریشان گل و شبنم

نہیں رکھتے ہیں کدورت کسی سے اہل جفا
چھپاتے عیب ہیں سب کے ہنر کو دیکھتے ہیں

ر

راجہ۔ بلوان سنگھ ابن راجہ چیت سنگھ راجہ بنارس۔ شاگرد مرزا حاتم علی مہرؔ انکا دیوان مہر مرحوم کے خاندان میں موجود ہے۔

کیا جانے کہاں قافلۂ ہمسفراں ہے
یاران عدم کی نہیں آتی ہے خبر کچھ،

آستان یار پر ہم جبہ سائی کرتے ہیں
دیکھیں کیا ہوتا ہے قسمت آزمائی کرتے ہیں

وہ پیام یار لایا اسنے کھولی فال نیک
پائے قاصد چومئے اور دست عامل چومئے

راجہ۔ مہاراجہ دگبجے سنگھ بہادر کے سی ایس آئی والی ریاست بلرامپور و تلسی پور شاگرد جوہر سنہ ۱۸۸۰ء میں انتقال کیا۔

خواب مخمل جن گل اندا موں کو فرش خار تھا
موت نے تربت میں اُن کو خاک بستر کر دیا

اپنی نظر بھی اکثر انسان کو لگی ہے ۔۔۔ آئینہ میں نہ دیکھو منہ بار بار اپنا

راجہ۔ راجہ بہادر خلف راجہ شتاب رائے صوبہ دار پٹنہ

یہ زخم دل ہمارے مرہم تلک نہ پہنچے ۔۔۔ ہم ان تلک نہ پہنچے وہ ہم تلک نہ پہنچے

راحت۔ منشی بھگونت رائے ولد منشی دین دیال کاکوروی شاگرد سید آغا حسن امانت لکھنوی مصنف مثنوی نل دمن۔ مثنوی غنیمت اردو مثنوی بدہ مالتی مثنوی زہرہ بہرام۔ مثنوی بوستان راحت سنہ ۱۸۸۴ء میں انتقال فرمایا۔

اعمال بد پر اپنے نہ رو ئیں کسطرح ۔۔۔ دھونا ضرور چاہیئے فرد گناہ کا
تحریر کی جو حالت درد دل حزیں ۔۔۔ عالم مرے قلم میں ہوا تند آہ کا
وہ محکمہ ہے محکمہ عدل و داد عشق ۔۔۔ ہوتا ہے بند ناطقہ جس جا گواہ کا
بعد مردن کبھی تربت پہ بھی سایہ نہ کیا ۔۔۔ ہم گنہگاروں سے ایسی ہوئی بیزار گھٹا

راز۔ ماسٹر پیارے لال صاحب دہلوی۔

کرنی پڑے گی نامہ بری اپنی خود مجھے ۔۔۔ قاصد تو جو گیا تری محفل میں رہ گیا
میں اور اسکا واقف راز نہاں نہوں ۔۔۔ آنکھوں میں بس گیا جو مرے دلمیں رہ گیا

راضی۔ دیوان پیارے لال جی رئیس آگرہ آپ کی تصنیف سے گلستاں، بوستاں۔ انوار سہیلی نظم اردو میں طبع ہو چکی ہیں ۱۸۹۵ء میں بعالم ضعیفی انتقال فرمایا۔ کہنہ مشق شاعر تھے۔

کیوں نہ اچھوں کو بُرے گھیرے رہیں اللہ نے
خاروں میں گل پتھروں میں سیم و زر پیدا کیا

چھپاتی ہی بدی سیرت کی صورت　　مکاں سے عیب چھپتا ہے مکیں کا

پست ہمت روتے رہتے ہیں سدا تقدیر کو
صاحب ہمت ہمیشہ کرتے ہیں تدبیر کو

بُرائی سے اچھوں کو ہوتی ہی نفرت　　تو اچھا ہے کیوں پھر ترا دل بُرا ہے
دلسے دلکو راہ ہوتی ہی اگر سچ ہی یہ بات　　تو مرا محبوب مجھ سے کسلئے بیزار ہے
بھول جاتا ہے آپ کو کم ظرف　　کچھ بھی گر اقتدار ہوتا ہے

راقم۔ لالہ بندرابن دہلوی شاگرد سودا و میر تقی میر دہلوی

اے باغباں نہیں تری گلشن سی کچھ غرض　　مجھ کو قسم ہے چھیڑوں اگر برگ بر کو کہیں
اتنا ہی چاہتا ہوں کہ میں اور عندلیب　　آپس میں دردِ دل کہیں ٹک بیٹھ کر کہیں
سنا کسنے حال میرا کہ جوں ابر وہ رویا　　رکھے ہی مگر قصہ اثرِ دعائے باراں

رام۔ پنڈت رام ولاس بسوانی شاگرد جگر بسوانی

دلنے بھی چھوڑ دیا ساتھ ہمارا آخر　　کون تھا منزلِ الفت میں جو رہبر ہوتا

رآم۔ بابو ماہلارام منٹگمری تلمیذ طبیب میرٹھی

اسوقت میرا نامہ لیکر چلا ہی قاصد ۔۔۔ جب ایڑیاں رگڑتے دیکھا مجھو زمیں پر

رآم۔ منشی بیلی رام صاحب کاشمیری۔ عمر ۴۵ سال۔ پہلے طاآلب بنارسی سے اصلاح لیتے تھے۔ اِن کے انتقال کے بعد نوح ناروی کی شاگردی اختیار کی آجکل بمبئی میں مقیم ہیں۔

میرے دل کے ورق جب سب طرف سے بھر گئے سارے
پر پروانہ پر لکھا گیا افسانہ اُلفت کا

راغب۔ منشی شنکر لال راغب ڈیرہ دون

غم تنہائی بے مزہ ہوگا ۔۔۔ گر کوئی کاوش جگر نہ ہوئی
کیا بھروسہ کسی کی باتوں کا ۔۔۔ آرزو بھی پیام بر نہ ہوئی

رحمتی۔ کنور سکھراج بہادر بیکنٹھ باشی رئیس عظیم آباد خلف کنور ہیرالال ضمیر ابن راجہ پیارے لال الفتی کایست دہلوی۔

پوچھتے ہی حال مرغانِ چمن صیّاد نے ۔۔۔ کھولکر باب قفس کچھ مشت پر دکھلا دئے

رعد۔ منشی جب لال کایست سری واستو یہ ولد منشی گنیش پرشاد وکیل ہائیکورٹ وآنریری مجسٹریٹ بھنڈر ریاست گوالیار۔

دلبر کی جگہ درد رہا کرتا ہی دل میں ۔۔۔ گھر اور کا تھا آہ ہوا اسمیں مکیں اور
دل لیگیا جہاں نہ گزر تھا خیال کا ۔۔۔ پہنچے ہیں ہم کہاں سے کہاں راہبر کیساتھ

رمز۔ منشی مہراج سہائے۔ حبیب پوری۔ زیادہ حال معلوم نہوا۔

آپ کیوں کہتے ہیں ہم جور و جفا کرتے نہیں ہم بھی تو کچھ آپ سے اسکا گلا کرتے نہیں

رمز۔ سوامی سدانند سرستی عرف بہاری لال جی حیدر آبادی تلمیذ تائب

ایک گل پھولا تو اسکے ہو گئے دشمن ہزار اس چمن کی رنگ و بو کی اور ہی تاثیر ہے

روشن۔ منشی رام سرن لال بسوانی شاگرد جگر بسوانی

عالم نزع میں ہے جان آنکھ میں دم اٹکا ہے کاش آ جاتے وہ اسوقت تو بہتر ہوتا

روشن۔ بابو شکن لال حیدر بی اے۔ ایل ایل بی۔ پانی پتی

پس مردن ملا ہے چین مجکو شورش دل سے مرا کنج لحد بہتر ہے ارمانوں کی محفل سے

پیغام یہ پہنچا دو جوانان وطن کو پامال خزاں ہونے نہ دیں اپنے چمن کو

اے قومی جوانو اسے سچ کر کے دکھا دو پڑھتے ہو گر افسانہ ایام کہن کو

کوشش ہی تمہاری ہے نہاں راز بزرگی بھولو نہ کبھی اپنے بزرگوں کے سخن کو

روشن۔ بابو منی لال شاہجہاں پوری تلمیذ احسان شاہجہانپوری

عالم افتادگی میں کچھ کہا جاتا نہیں ناتواں تیرا مثال نقش پا خاموش ہے

رواں۔ مسٹر جگت موہن لال۔ بی اے۔ ایل ایل۔ بی وکیل اناؤ۔ خلف

چودھری گنگا پرشاد عمر ۱۴ سال ۱۸۸۹ء سال ولادت ہے۔ لسان الہند

مولانا عزیز لکھنوی کے شاگرد ہیں۔

حسرت انگیز ہے اے شمع لحد تیری حیات جل بجھی جسکے لئے اُسنے نہ جلتے دیکھا

نزع کی اک نگہِ یاس نے وہ کام کیا | عمر بھر جو نہ کیا طاقت گویائی نے
اہلِ نظارہ پہ ہے تہمت تشریح عبث | حسن کو عام کیا حسن کی یکتائی نے
سیہ کاری پر آتا ہے جب انساں کا دل غافل | یہ بالکل بھول جاتا ہے کہ کوئی دیکھتا بھی ہے
حرص دنیا میں گر انسان گرفتار نہ ہو | دل پشیمان نہو روح کبھی خوار نہ ہو
گلوں کو پیار نہ کر مجکو ڈھونڈنے والے | کہ میرے حسن کا جلوہ ہر اک خار میں ہے
گزر ہی جائینگے غربت کے دن بھی | کریں دو دن کو اب اخلاق کم کیا
جانیوالے چلدئے دنیا کی بستی چھوڑ کر | رونے والے ایکدن کیا عمر بھر رویا کریں
روداد محبت کی کیا تمسے کہیں کیا تھی | آغاز غم دل تھا انجام غم دل تھا
ہم نہ بت خانہ کے بندے ہیں نہ کعبہ کے مرید | ہو جہاں نور حقیقت سر جھکانا چاہیئے
مسحور ہیں وہ عالم کل کائنات مجنوں | اللہ رے طلسم لیلائے راز ہستی
داستان شوکت ماضی سے کچھ حاصل نہیں | خود اگر کچھ ہوں تو چھیڑیں قصۂ اجداد بھی
روان غریب کی اہل وطن کو کیا پروا | سمجھ لیا ہے کہ اک نقش رہ گزر نہ سہی

رونق۔ لالہ رام سہائے ولد حکیم منا لال لکھنؤ از خاندان راجہ جھاؤ لال تلمیذ ناسخ ۱۸۶۳ء میں انتقال فرمایا۔

بے ثباتی گل کی جب ظاہر تھی باغ دہر میں | دو گھڑی کیواسطے بدنام کیوں گلچیں ہوا

رونق۔ منشی پیارے لال ابن لالہ جے نرائن کایست ماتھر ساکن روشن پورہ دہلی۔ کثیر التلامذہ۔ کہنہ مشق شاعر ہیں دیوان طبع ہو چکا ہے۔ عمر ۷۶ سال۔

شاگرد راسخ دہلوی۔

ناز کیا ہو اس بہار گلشن ایجاد پر — نقش ہو نیرنگ ہستی خاطر ناشاد پر
دل میں رہ رہ کر کیا ہو جسنے خون آرزو — اعتماد دوستی ہے اس ستم ایجاد پر
کھل نہیں سکتی ستم پر بھی زبان شکوہ سنج — ضبط نے مہریں لگا دی ہیں لب فریاد پر
صفحۂ کاغذ یہ بولا کھنچنے کو ہی تصویر حسن — شوخیاں مچلی ہوئی ہیں خامہ بہزاد پر

ریحاں۔ دیوان دیاکرشن لکھنوی خلف منشی گنگا بخش سری باستب کایست شاگرد منشی موجی رام موجی شاہی زمانہ میں بخشی الملک کا جا لفت رائے الفت کے سررشتہ دار تھے غدر کے بعد پنڈت شیو دین وکیل کے دیوان ہوئے، چھاچھو کے کنویں کے قریب باورچی ٹولے میں وکیل صاحب کے یہاں رہتے تھے استعداد علمی اچھی تھی طبیعت عاشقانہ پائی تھی معاملہ بندی کا خاص مذاق تھا۔ شاعروں کی سوسائٹی میں شریک ہوتے تھے۔ منشی آغا علی شمس شاگرد قاضی محمد خاں اختر۔ منشی فدا علی عیش۔ منشی طوطا رام شایاں۔ اور میاں رنگیں لکھنوی سے صحبت گرم رہتی تھی۔ ان کی وفات کے بعد ان کا دیوان منشی رگھبر دیال نے ترتیب دیا اور منشی براتی لال قدیر نے کاپی لکھی۔ مطبع آفتاب عالمتاب میں طبع ہوا ۱۸۸۵ء میں انتقال فرمایا۔

تیرا ہی نور پاک تھا کچھ بیشتر نہ تھا — نہ آسمان و ہفت زمیں کا اثر نہ تھا
عقل آکے بتاتی نہ اگر فرق مراتب — کچھ تذکرہ عابد و معبود نہ ہوتا

کیا اعتبار اے دل دنیا کی دوستی کا — جھوٹا ہے کارخانہ کوئی نہیں کسی کا
میں بھی نہیں آگاہ برا ہوں کہ بھلا ہوں — اللہ کو ہے علم مرے عیب و ہنر کا
کس دشت بلا خیز میں لائی مجھے وحشت — پانی کا سہارا ہے نہ سایہ ہے شجر کا
گئی امید پہلے صبر نے بعد اسکے رحلت کی — کہوں کیا ماجرا میں خانۂ دل کی تباہی کا
مٹی کی مورتوں کو بنایا نظر فریب — دیوانہ ہوں میں صانع قدرت کی شان کا
اگر پیدا کرے محنت سے جوہر آدمیت کا — مثال مردمک ہو چشم مردم میں گھر انساں کا
رو رو کے شمع کہتی ہے اپنی زبان میں — مہمان شام سے ہوں سحر تک جہان میں
ہے نیک و بد کا ساتھ ازل سے جہان میں — تیر دل میں راستی ہے کجی ہے کمان میں

ز

زاہد۔ بلدیو سہائے سب پوسٹ ماسٹر دڈیل
رقص بسمل کا تماشا دیکھ کر شاداں نہ ہو — ظالم و بیداگر پھولا پھلا کرتی نہیں
زیبا۔ منشی پنڈت برجموہن لال نکو بی اے۔ پروفیسر ہندو سبھا کالج امرتسر
خاموشی کہہ رہی ہے یہ غنچہ تو بہار کی — منہ پہ ہے مہر گو لگی لبیں میں ہے خار کی
کیسے چمن میں دل لگے کیا ہو خوشی بہار کی — جب نہ امید ہو کوئی آمد گلعذار کی
زار۔ منشی مینڈو لال خلف لالہ میندی لال لکھنوی صاحب دیوان قوم کایستھ سکسینہ شاگرد طوطا رام عاصی ۱۸۵۱ء میں انتقال فرمایا۔
کبھی غافل نہ پایا اڑ گئی نیند اہل راحت کی — کیا نالوں نے میرے صفت پاسباں پیدا

میں پژمردہ خاطر ہوں کہ میری آہ افسردہ ہوئی فصل بہاری کیلئے باد خزاں پیدا

زخمیؔ۔ منشی الملوک راجہ رتن سنگھ لکھنوی ایک دیوان فارسی میں طبع ہوا تھا بعمر ۶۵ سال ۱۸۵۶ء میں انتقال فرمایا۔

زر باف آج اُن کو میسر ہے اے فلک کل تک نہ جن کو آتا تھا بننا نواڑ کا

زیبؔ۔ ڈاکٹر کشوری لال ولد پنڈت گیندا رام نطق برادر خرد منشی پیارے لال آنند علوم مشرقی کے علاوہ انگریزی میں کافی قابلیت رکھتے ہیں۔ فن ڈاکٹری میں ید طولیٰ حاصل ہے۔

پیدائش ۱۸۹۲ء وطن مقام لکھنؤ آجکل ملک برما میں گورنمنٹ سروس پر ممتاز ہیں۔

اشکباری دیدۂ بتیاب تو نے کی بہت بخت ہی اُلٹا ہو تو پھر کیا کریں تدبیر کو
کچھ در جاناں سے جنت سے ہمکو کم نہیں ذوق ہے کب خاک کوئے یار پر اکسیر کو
داغ فرقت نے کیا دل غیرت شمس و قمر خانۂ دل میں چھپایا منبع تنویر کو
عجب کچھ اندنوں تقدیر نے چکر میں ڈالا ہے کہ شاخ زندگی ہے مسکن باد خزاں میری

س

ساحرؔ۔ پنڈت امرناتھ دہلوی ولد پنڈت جانکی ناتھ کہنہ مشق شاعر ہیں۔ عمر ۷۵ سال۔

بنا ہے پردۂ پندار دیدۂ دل سے ملا ہے ذوق نظر حسن دو جہاں کیلئے

ساحر۔ پنڈت سوہن لال صاحب بنی۔ سلائے متوطن ریاست کپورتھلہ

مری ناکامی تدبیر دیکھی | دل ایذا طلب تقدیر دیکھی
مری مظلوم خاموشی کو دیکھا | کمال ضبط کی تصویر دیکھی

ساقی۔ پنڈت جواہر ناتھ کول کشمیری بسوہ دار دہلی اُردو فارسی میں اعلےٰ قابلیت رکھتے تھے تصوف کے رنگ میں اچھا فرماتے تھے زیادہ تر آپ کا کلام فارسی میں ہے ۶۵ برس کی عمر میں انتقال کیا۔

قلقل مینا سے کاشور میخانے میں تھا | جذبۂ پیر مغاں کا رنگ پیمانے میں تھا
آمدورفت نفس کے مخمصے میں پڑ گئے | فائدہ کچھ تھا نہ آنے میں نہ کچھ جانے میں تھا
پردہ حائل بنا اگر خیال غیر کیوں | یہ دل محو تماشا اک پری خانے میں تھا
شیوۂ تمکین و پاس وضع کے جو یار ہے | وہ یگانے میں نظر آیا نہ بیگانے میں تھا

سامی۔ منشی دلیپ سنگھ شاگرد جناب کلامی ساکن اورنگ آباد دکن

پردہ دنیا ہے کہ اسے حضرت واعظ آدم | خلد کو چھوڑ کے برسوں اسی عالم میں رہے

سالک۔ منشی سالک رام بیکنٹھ باشی غازیپوری تلمیذ شمشاد لکھنوی۔

چرا کر لیگئی کسکی نگاہ ناز سینے سے | خدا جانے ہوا کیا کچھ پتہ ملتا نہیں دل کا
مبرا عیب سے خوش وہی کم ہوتے ہیں دنیا میں | شہادت کو ہے کافی داغ روئے ماہ کامل کا
لہو نیزاہ دلمیں درد خون آنکھوں سے جاری ہے | نہ پوچھو حال سالک مزرعہ الفت کے حاصل کا

سحر۔ منشی راجکشور لال صاحب ساکن ضلع بستی شاگرد نہیم گورکھپوری

۶۰

پست ہمت وہ ہیں راہ شوق میں جو رہ گئے
حوصلے والے کے آگے دُور کچھ منزل نہیں

سرشار۔ پنڈت رتن ناتھ سپکینڈ باشی کشمیری ثم لکھنوی خلف منشی بیجناتھ کشمیری لکھنوی شاگرد اسیر مؤلف. فسانہ آزاد. سیر کہسار۔ جام سرشار۔ خدائی فوجدار ہشو، پی کہاں، بچھڑی دُلہن الف لیلہ سرشار، دیوان مُرتّب ہو چکا تھا مدّت تک اودھ اخبار کے اڈیٹر رہے۔ آخر عمر میں حیدرآباد تشریف لیگئے وہاں دبدبۂ آصفی کی اڈیٹری کی سنہ ۱۸۴۵ء میں پیدا ہوئے۔ اور سنہ ۱۹۰۶ء میں سرزمین حیدرآباد پر انتقال فرمایا عمر ۵۵ سال.

کاوش خار سے گلشن میں نہ ڈرا ای بلبل
آخر اک دن ثمر نخل وفا ملتا ہے

کعبہ کیا دیر کے بھی لوگ نہیں مجھ سے ملے
یہ تو نوبت ہوئی اب دیکھیے کیا ملتا ہے

دل لگا کر اس پری پیکر سے پچھتانا ہوا
جانکا دشمن ہماری اپنا بیگانا ہوا

جھوٹ میں کہتا نہیں مجکو سلیماں کی قسم
تیرے آتے ہی یہ ویرانہ پری خانہ ہوا

سرور۔ منشی درگا سہائے ولد حکیم پیارے لال صاحب قوم کایست، متوطن قصبۂ جہان آباد ضلع پیلی بھیت۔ مولوی سید کرامت حسین صاحب بہار سے تکمیل درسیہ فارسی کے بعد فن شعر میں بھی اصلاح لی۔ پھر حضرت بیان یزدانی کے شاگرد ہوئے پہلے وحشت تخلص فرماتے تھے پھر سرور اختیار کیا جب ان کی اہلیہ اور اکلوتے بیٹے نے انتقال کیا دنیا سے دل سرد ہوگیا اسی رنج و غم میں ذات الجنب میں مبتلا ہوکر داعی اجل کو لبیک کہا

۱۸۷۳ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۱۱ء میں ۳۰ برس کی عمر پاکر انتقال کیا، نیچرل نظموں میں رنگ تغزل پیدا کیا اور تاثیر و سوز و گداز کی روح پھونکی۔

(بیوہ)

وہ دکھیا ہوں نہیں درد نہاں کا راز داں کوئی
وہ بیکس ہوں نہیں سنتا ہے میری داستاں کوئی
بنایا ہے سراپا داغ حسرت سوز حرماں نے
پنھائے آہ پھولوں کی نہ مجھ کو بدھیاں کوئی
تقاضا لذت ذوق خلش کا ہے شب غم میں
جگر میں آہ رکھدے چیر کر نوک سناں کوئی
زمانہ ہو رہا ہے آہ جب تاریک آنکھوں میں
سنوارے بام پر کیا گیسوئے عنبر فشاں کوئی
سنبھال اے ضبط اٹھ کر اضطراب دل سے ڈرتی ہوں
کہ نازک ہے زمانہ ہو نہ مجھ سے بدگماں کوئی
جلایا چپکے چپکے آتش خاموشی غم نے
بجھائی آہ کب دل کی لگی ابر کرم تو نے

بیر بہوٹی

آہ! او ننھے سے کیڑے نازش صحرا ہے تو　　　شعلہ زار حسن کی چھوٹی سی اک دنیا ہے تو

کچھ عجب عالم ہی تیرے حُسن کے انداز کا ❊ سُرخ ڈورا ہی کسی چشم فسوں پرداز کا
گل بداماں ہی شفق میں شعلۂ تنویر حُسن ❊ خون عاشق یا زمیں پر ہی گریباں گیر حسن
جلوۂ گل سی فضائے وادیٔ پر خار میں ❊ سُرخ تکمہ ہی قبائے سبزۂ کہسار میں
محضر خون شہیداں ہی ترا داماں سُرخ ❊ یا ہی خون کشتگان عشق کا عنوان سُرخ
بادۂ گلگوں ترے چھوٹے سی پیمانے میں ہی ❊ عالم نیرنگ و افسوں تیری میخانے میں ہی
جلوۂ گل سے ہی رنگیں روئے زیبائے بہار ❊ نازنیں ہی یا کوئی محو تماشائے بہار
سبزۂ کہسار نے یہ لعل ہی اگلا کوئی ❊ یہ چمن رہی ہی پھول یا دوشیزۂ رعنا کوئی

سیتاجی کی گریہ وزاری

ہمراہ اپنے بن کو مجھے ناتھ لے چلو ❊ رکھا تمہارے چرنوں کی ہوں ناتھ لیچلو
نازک ہی میرا شیشۂ دل ٹوٹ جائیگا ❊ چھوٹا تمھارا ساتھ تو جی چھوٹ جائیگا
راتیں نہ کٹ سکینگی اکیلے فراق میں ❊ گھڑیاں وہ جسنے جھیلی ہوں جھیلے فراق میں
قسمت نے جب سے باپ کے گھر سے جدا کیا ❊ سوامی! مجھے نہ تمنے نظر سے جدا کیا
پتلی کیطرح آنکھوںمیں شام و سحر رہی ❊ پہلو میں بن کے صبر و شکیب جگر رہی
دُکھ آجتک سہانہ غم روزگار کا ❊ مجھ پر کرم رہا ستم روزگار کا
مانا کہ دشت میں غم و آلام ہیں بہت ❊ بن باسیوں کو دُکھ سحر و شام ہیں بہت
ایذا اگرچہ آبلہ پائی کی ہے کڑی ❊ دوزخ سی بڑھ کے آگ جدائی کی ہی کڑی
یہ آگ وہ ہے جو دل مضطر کو پھونک کر ❊ بجھتی ہی آرزو کے بھرے گھر کو پھونک کر

تاریک تم بغیر ہے عالم میرے لئے — فردوس بھی ہے آہ، جہنم میرے لئے

تسلیم۔ منشی گوری شنکر خلف لالہ چین سکھ رائے ابن لالہ سادھو رام قوم کایستھ استھانہ ساکن لکھنؤ محلہ اشرف آباد شاگرد محمد میرزا صاحب انس لکھنوی فن خوشنویسی سید احمد مرزا صاحب صابر یعنی جناب رشید کے والد سے حاصل کیا اور علم عروض بھی انھیں سے سیکھا۔ پھر بصیغۂ ملازمت ٹھاکر مہراج سنگھ تعلقہ دار پرگنہ اترا قصبۂ سندیلہ ضلع ہردوئی کی ریاست میں تا رہے اور وہیں ۱۹۰۹ء میں انتقال کیا۔

پست ہمت سے حصول مدعا حاصل نہیں — ہاتھ آتا ہے بڑی مشکل سے پانی چاہ کا
کیا بلا ہے آسماں روشن دلوں کے سامنے — کب بھلا بجلی جلا سکتی ہے خرمن ماہ کا
صاف باطن جو ہیں آتی ہیں برابر سے پیش — عکس آئینے میں یکساں ہے گدا و شاہ کا
ہیں بساط بوریا پر حرص سے ایمن گدا — خوف شیران نیستاں کو نہیں روباہ کا
جھریاں آ گئیں تن میں ہوئے سب بال سفید — پر نہ فرق الفت گیسو میں سر مو آیا

بک وضعوں سے کب ممکن ہے چارہ سوزش دل کا
کف دریا نہیں ہوتا ہے مرہم زخم ساحل کا

خاکساروں سے ملو لازم ہے جھک کر منعمو — سر زمیں پر ہے نہال بارور نے خم کیا
حسن کی زینت ہوا آنسو بہانا شمع کا — زیب گردن بزم میں موتی کا مالا ہو گیا
کچھ بجز غم نہیں اس غمکدۂ عالم میں — آدمی ہوتے ہیں اسواسطے گریاں پیدا

باغِ عالم سے ہوا خندۂ عسرت مفقود　　ہونگے اب گل کے عوض غنچۂ پیکاں پیدا،

آشنکی۔ بابو بیجناتھ سہائے ولد منشی درگا سہائے قوم کایست ساکن موضع خواصپور ضلع گیا۔ زمیندار و مختار۔ اُردو۔ انگریزی۔ بھاشا میں اچھی قابلیت رکھتے ہیں شاگرد خلش گیاوی عمر ۲۵ سال۔

بدی کرتے ہیں کیوں اہلِ جہاں نیکی کے بدلے میں
سبب اس کا یہ ہے شاید زمانہ اب خراب آیا

شوگ۔ منشی مہیش پرشاد نائب مدرس مدرسہ نارہ ضلع الہ آباد تلمیذ تاج الشعراء نوح ناروی عمر ۲۴ سال۔

خانۂ دل میں کچھ ارمان نظر آتے ہیں　　میرے گھر میں بھی مہمان نظر آتے ہیں
نقشِ قدم نظر نہیں آتے ہیں راہ میں　　جاتا ہے پرلگا کے وہ دشمن کے گھر میں کیا
آنسو اگر بہے تو زمانہ بھی بہہ گیا　　دریا بھرا ہوا ہے مری چشم تر میں کیا
آدمی پر آدمی قربان ہے　　حسن فطرت ہے خدا کی شان ہے

سیماب۔ ماسٹر جین بہاری لال صاحب ساکن قطب نگر ضلع سیتاپور۔ شاگرد شباب سیتاپوری۔

شمع

دلِ شاد کہیں تجھ سے ہے پر نور مکاں بھی　　مداح ہے ہر طفل ترا پیر و جواں بھی
مضمر ہے تری حال میں نیرنگِ جہاں بھی　　اک ساتھ ہیں آنسو بھی رواں سوز نہاں بھی

جبتک نہو تو جلوہ فگن شام سے گھر میں — مرقد کی طرح رہتا ہے تاریک مکاں بھی
گلگیر نے سر کاٹ لیا ہائے ستم ہے — خاموش ہیں لب تیری نہیں آہ و فغاں بھی

ستم۔ منشی درگاپرشاد خلف منشی ہیرالال کایست متوطن قصبہ گیا تلمیذ کیفی گیاوی و سلیمان خاں جاد دکوا تھوی ۷۰ برس کی عمر میں ۱۹۰۶ء میں انتقال فرمایا۔

رگڑ رگڑ کے جبیں سنگ آستانۂ یار — مٹادیا نہ ہو تجھ کو تو میرا نام نہیں
ہمیشہ جا جا کے پھر پھر آنا یہی تماشہ ہوا کریں گے
ہوا رہے گی خلاف جب تک تو لُٹے دریا بہا کرینگے

ش

شاد۔ منشی بالمکند بیکنٹھ باشی دہلوی اڈیٹر اخبار چنار کہنہ مشق شاعر تھے، ۱۹۱۲ء میں انتقال فرمایا۔

یہ شوخی رنگ میں پیدا کبھی حنا نہ کرے — ہمارا خون دل اسمیں اگر ملا نہ کرے
وہ یہ سمجھ کے مرے وقت نزع آئے ہیں — کہیں یہ جا کے خدا سے مرا گلا نہ کرے

شاد۔ منشی کالی پرشاد سندیلوی ملازم راجہ التفات رسول ہاشمی شاگرد افضل لکھنوی۔

بیدست و پا کو غیب سے دیتا ہے رزق تو — پروردگار جان فدا تیری شان پر
خاک لحد نہ ہو کسی خانہ خراب کی — چھایا ہے کچھ غبار سا آج آسمان پر

شاد - منشی بالک رام پٹیالہ میں سپلائی ڈپو میں سررشتہ دار تھے دفعتہ ۱۹۰۹ء
میں تخفیف میں آ گئے اور پٹیالہ کو خیرباد کہنا پڑا اس حسرت ناک واقعہ کو آپ نے
نظم کیا ہے اسی کا انتخاب درج ہے

حسرت اے پٹیالہ اے گہوارۂ خلد بریں — چھوٹتی ہے آج مجھسے آہ تیری سرزمیں
رخصت اے جوش بہار لالہ رنگیں ادا — حسرت اے نظارۂ سرو خیابان یاسمیں
اب کہاں نالوں سے فرصت ہمصفیران چمن — دود شمع کشتہ ہیں ہم در خور محفل نہیں
تجھسے رخصت ہو رہے ہیں آج ہم اے غمگسار — ڈالتے ہیں تجھپہ حسرت سے نگاہ واپسیں
دیکھئے پھر ہمکو کب ہو تیرا نظارہ نصیب — کھینچکر کب لائے ہمکو تیرے کوچہ کی زمیں
ہم وفاداروں سے آخر کیا ہوا ایسا قصور — تو نے ہمسے یوں جو اے پٹیالہ آنکھیں پھیر لیں
تجھسے اے غمخوار ہمکو یہ توقع تھی نہ حیف — آسماں بنجائے گی کوچہ کی تیرے سرزمیں
پہروں ہم سرگرم تھے حکام کی تعریف میں — کیا خبر تھی ایکدن آجائینگے تخفیف میں

شاد - رادھے بہاری مصر ساکن پرتاب گڑھ -

یاد آ گیا نہ جانے انھیں کیا کہ دیر تک — دیکھا کئے وہ آج ہمارے مزار کو

شاد - بدری ناتھ خلف منشی ہربنس رائے قوم کایست ساکن موضع چندی پور
ضلع گیا مختار عدالت گیا تلمیذ خلش گیاوی وحشر بستیوی عمر تخمیناً ۵۰ سال

مکرتے ہو دل میرا مٹھی میں لیکر — بڑے بے مروت بڑے بے وفا ہو

شاد - ہز اکسلنسی راجہ راجگان مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر یمین السلطنت

جی، سی، ایس، آئی۔ صدر اعظم حیدرآباد دکن خاندانی وسیع الاخلاق ہیں۔ اردو زبان کو ذات گرامی پر کمال فخر و ناز ہے۔

لے لامکاں نرالی ہے شان لاابالی — بخشا شرف یہ دل کو اپنا مکاں بنایا
اس خاک کے کھنڈر میں گل بوٹے ہیں ہزاروں — کیا خوشنما چمن یہ اے باغباں بنایا
اہل ہنر کی قدر زمانے سے مٹ گئی — اب امتیاز ناقص و کامل نہیں رہا
آپ اپنے کو فنا ذات میں اسکی کرنا — بس یہی ایک طریقہ ہے اُسے پانے کا
ذرّہ ذرّہ میں ہے جلوہ اُس کا — یوں عیاں ہے تو نہاں کیا ہوگا
رنگ پریدہ کہتے ہیں دنیا کے نقش کو — باقی خدا کا نام ہے رنگ فنا کے بعد
عشق منظور ہے گر سوز جگر پیدا کر — دیکھنا ہے جو اسے پہلے نظر پیدا کر
دیر و کعبہ میں جو نظر آیا — اس کے جلوہ کا سب تماشا تھا
سرفرازی اسی کو حاصل ہے — جو زمانے میں خاکسار رہا
جنبش تار نفس سے یہ صدا پیدا ہوئی — تو ہی میرا آشنا اور میں ہی ہوں تیرا آشنا
کوئی میں نے معشوق تجھ سا نہ دیکھا — یہ صورت نہ دیکھی یہ جلوہ نہ دیکھا
طریق ہے مرا صوفی کبھی نہ کہتا شاد — بغیر بولے مگر چپ رہا نہیں جاتا

شاطر۔ کنور درباری سنگھ صاحب ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ دہلی بھبت عمر ۲۸ سال تلمیذ نوح ناروی۔

ہے یہ دنیا وہ یہاں پردے میں چھپنے کو چھپیں — دیکھنا ہے مجھے محشر میں کدھر جاتے ہیں

پاسباں شب کا یہ ہی تو ہی وہ درباں دن کا ‌‌ باری باری سے وہاں شمس و قمر جاتے ہیں

شاطرؔ۔ منشی بیلی رام صاحب امرتسری سب انسپکٹر آف ورکس پشاور۔ اُردو فارسی انگریزی میں کافی قابلیت رکھتے تھے۔ علم عروض سے واقف تھے بمبئی کی انجمن ادب نے تاج الشعرا کا خطاب عطا کیا تھا ۱۹۲۲ء میں انتقال کیا۔ عمر ۴۶ سال۔

کسقدر سخت عدم کا بھی سفر ہوتا ہی ‌‌ پہلی منزل میں ہر اک خاک بسر ہوتا ہی
بے ثباتی جہاں آنکھ میں پھر جاتی ہی ‌‌ طرف گور غریباں جو گذر ہوتا ہی
رونے لگتے ہیں سر شام سے سننے والے ‌‌ میری آہوں میں جگر دوز اثر ہوتا ہی

شاکرؔ۔ پنڈت شیوناتھ صاحب نائب دیوان راجہ بنارس۔

غرض مجکو نہیں ہی بغض و کیں سے ‌‌ کہ ہے قطع تعلق کفر و دیں سے
کچھ ایسا گم ہوا ہے اختر بخت ‌‌ نظر آتا نہیں ہے دوربیں سے

شاکرؔ۔ ماسٹر گوردھن داس صاحب سکنڈ ماسٹر مڈل اسکول چھارہ ضلع رہتک اگروال مہاجن ولد لالہ بھگوان داس مہاجن خلف لالہ رام پرشاد بیکنیٹھ باشی جمنا کے کنارے منہدی پور تحصیل سونپت ضلع رہتک وطن ہے۔ ۲۱۔ اکتوبر ۱۹۰۲ء میں پیدا ہوئے۔ دادا ضلع کے نامی ساہوکار تھے بہت سے کنویں بنوائے۔ پو سالے جاری کئے گھر میں رتھ بہلی سب کچھ تھا پوتے نے تعلیم سے فراغت کی اور چار برس سے چھارہ مڈل اسکول کے

سکنڈ ماسٹر ہیں عمر ۲۸ برس کی ہے

بیگانے کو یگانہ بناتی ہے عاجزی — وہ سر بلند ہے جسے آتی ہے عاجزی
بغض و حسد کو جوشِ غضب کو عناد کو — حرفِ غلط کی طرح مٹاتی ہے عاجزی
خانۂ دل جسکا روشن ہو خدا کے نور سے — کام اسکو ہے نہ پرتو سے نہ مطلب حور سے
کچھ مشقت کی کمائی میں جو ملتا ہے مزہ — اسکی لذت پوچھیے جا کر کسی مزدور سے

شاکر۔ منشی کالکا پرشاد خلف لالہ منگل سین بریلوی تلمیذ عیش بریلوی

لڑ گئیں جس سے نگاہیں لڑ گئیں — ہو گئی جس سے محبت ہو گئی

شائق۔ بابو رام سہائے بھرتپوری تلمیذ شیدا دہلوی

میں خط میں لکھنا بھول گیا مدعائے دل — اک مختصر سا ذکر مفصل میں رہ گیا
تیر نگاہِ ناز کے انداز دیکھنا — آنکھوں سے انکی چلکے مرے دل میں رہ گیا

شرارہ۔ بابو دیبی دیال بیکنٹھ ناتھی کائستھ سریواستو ولد گجادھر پرشاد مختار مورثِ اعلیٰ دیوان کاشی رام زمانہ آصف الدولہ میں قانون گوئے سرکار اور جاگیردار تھے۔ متوطن قدیم لکھنؤ محلہ نگریاں ٹھاکر گنج ۱۸۸۵ء میں پیدا ہوئے ۲۸ برس کی عمر میں ۱۹۱۳ء میں انتقال کیا فارسی انگریزی ہندی میں کافی لیاقت رکھتے تھے۔

مسیحا پر ہوا ظاہر چارہ گر ہوئے واقف — اٹھائی جسقدر تکلیف میں نے دردِ پنہاں سے

شفیق۔ منشی لالتا پرشاد خلف منشی بیجی لال شاگرد منشی کنور جی مدہوش دہلوی

لکھنوی و فرحت لکھنوی متوطن قدیم لکھنؤ مؤلف فرہنگ شفق فارسی انگریزی میں اچھی لیاقت رکھتے تھے پیشہ کاپی نویسی قوم کایست تخمیناً ۵۵ برس کی عمر میں انتقال کیا۔

اِسلئے خاک پہ بیٹھا ہوں میں ۔۔۔ کہ اٹھا کر وہ نظر دیکھیں تو
کبر کیوں کرتے ہیں یہ دنیا میں ۔۔۔ پہلے اصل اپنی بشر دیکھیں تو

شگفتہ۔ سردار سدرشن سنگھ امرتسری۔

بیٹھا ہوں آرزوں کی دُنیا لئے ہوئے ۔۔۔ یعنے خیال یار کا نقشہ لیے ہوئے
ڈر ہی نہ اُنکے ظلم کا شکوہ زباں تک آئے ۔۔۔ جاتا ہوں حشر میں لب گویا لیے ہوئے

شگفتہ۔ منشی خیراتی لال کایست سکسینہ متوطن لکھنو محلہ نوبستہ شاگرد نسیم دہلوی کہنہ مشق شاعر تھے بیت بازی کے فن میں کامل تھے۔ ۸۰ سال کی عمر میں ۱۳۱۶ھ میں رحلت فرمائی۔

صاف کیا ہو صحبت ظاہر سے باطن کا غبار ۔۔۔ منہ نظر آتا نہیں آئینہ تصویر میں
مجکو روتے دیکھ کر پاس آئے وہ تفہیم کو ۔۔۔ کیوں نہ دلسے دوں دعائیں اپنے غین میم کو
دیکھو نگاہ شوق سے میری طرح مجھے ۔۔۔ یہ مدعا ہے اور کوئی مدعا نہیں
نہ شرماؤ آنکھیں ملا کر تو دیکھو ۔۔۔ ملاقات ہے ہمسے تمسے کبھی کی
نیمجاں ہوں زندگی ہے وہ چراغ کشتہ ہے ۔۔۔ میری ہستی صورت بود چراغ کشتہ ہے
ہے ثبات زندگی نقش تصور سے رکیک ۔۔۔ بود اپنی بود و نابود چراغ کشتہ ہے

بشکل ناخنِ انگشت سر کٹانے سے — حیات ملتی ہی جب انتقال ہوتا ہی
نزاکت چشم دکھاتے ہیں گر میاں اپنی — کمی پہ جب عرق انفعال ہوتا ہی
ادب بخشتا ہی ایسا ربط الفاظ مناسب نے — دو زانو ہی مری طبع رسا ترکیب اردو سے

شاداں۔ مہاراجہ چندو لال ملقب بہ راجہ بہادر خلف راجہ نرائن داس ابن راجہ لچھمی رام بن راجہ مولچند از نسل راجہ ٹوڈرمل ۱۱۸۰ھ میں بمقام حیدرآباد، پیدا ہوئے۔ قوم کھتری سورج بنسی ۸۵ برس کی عمر میں ملازمت سے مستعفی ہوکر ۹۰ برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔

دیکھ اے غافل نہیں بحر جہاں میں جائے قیام — کان رکھ کر سن دیتا ہی صدا کوس حباب
آتا نہیں جو سامنے مارے حجاب کے — ہم دل سے ہیں نثار اسی آفتاب کے
بھروسا ہی ترا ہی اور ہی تیرے سوا کس کا — نہ دیوے آسرا جب تو مجھے ہو آسرا کس کا
وہی ہی ایک ہر گھٹ میں سمایا — مگر یہ بھید ہر اک نے نہ پایا

شوق۔ پرتھی ناتھ صاحب نبیرۂ آنریبل پنڈت شمبھو ناتھ کشمیری ثم الہ آبادی

عالم پہ بے ثباتی دنیا ہو آشکار — وہ پانی ہی مٹاتا ہی نقش و نگار کو

شوق۔ مہادیو پرشاد۔ ہومیو پیتھک ڈاکٹر جرنل مرچنٹ۔ امین آباد متوطن لکھنؤ عمر ۴۸ سال۔

دل ہی دل وادی ایمن کا ہی دھوکا جسپر — اللہ اللہ ہمارا وہی ویرانہ ہے

شوق۔ پنڈت جگموہن ناتھ صاحب رینہ ڈپٹی کلکٹر سیتاپور شاگرد سید محمد نوح

شہیر مچھلی شہری ۔ آپ کو شاعری کا بہت شوق تھا اکثر مشاعرے کیا کرتے تھے پنشنر ہونے کے بعد منیجر ریاست لکھنا ہو گئے تھے ۔ وطن شاہجہانپور میں تھا عمر تخمیناً ۶۰ برس کی تھی ۔ اب حال معلوم نہیں کہ کہاں ہیں ۔

تری مستوں کی حالت منحصر ہے دورِ صہبا پر ۔۔۔ کبھی ہشیار ہو جانا کبھی سرشار ہو جانا

شایاں ۔ منشی طوطا رام خلف منشی آتما رام ولد لالہ منسکھ رائے بن لالہ نسارام قوم کایستھ سری باستت مولف مہابھارت اردو منظوم طلسم شاہاں الف لیلہ منظوم ۔ تاریخ طلسم ہند ۱۸۹۶ء میں انتقال کیا ۔

رحم دل ہم سا کہاں میکدۂ عالم میں ۔۔۔ آنکھیں بھر آئیں جو جاتے کہیں ساغر دیکھا

مصری کرے نبات ترے لب کے روبرو ۔۔۔ کیا کہیے کس قدر ترا شیریں کلام ہے

شیام ۔ پربھو دیال عرف شیام بابو اکبر آبادی خلف ماسٹر شنکر دیال عاشق شاگرد سید نثار علی شاہ نثار عمر ۲۴ سال ۔

کیونکر چھپے کسی سے حقیقت کا ماجرا ۔۔۔ کثرت سے ہی عیاں تری وحدت کا ماجرا

سوز فراق درد تمنا غم فراق ۔۔۔ پوچھو نہ مجھ غریب سے غربت کا ماجرا

یہ کہہ کے میری شمع لحد ہو گئی خموش ۔۔۔ ناگفتنی ہے صاحب تربت کا ماجرا

کوئی اتنا تو کرے سوزِ محبت پیدا ۔۔۔ شمع نے آگ لگا رکھی ہے پروانو نہیں

شبنم ۔ پنڈت بنسی دھر لسبوانی شاگرد جگر لسبوانی ۔ عمر ۲۴ سال

تو جو بالیں پہ نہ اے شوخ ستمگر ہوتا ۔۔۔ نزع کے وقت ترا نام زباں پر ہوتا

شمیم۔ شیر سنگھ گوروی تلمیذ جناب لسان الہند عزیز لکھنوی

یہ سمجھ کرتا نہ کوئی غم رہے　　کوئے جاناں میں ہمیشہ ہم رہے
دل مرا آباد رہنا چاہیئے　　تم نہیں تو پھر تمھارا غم رہے

شمیم۔ بابو چھتر مل بھر تپوری۔ شیدا دہلوی کے شاگرد ہیں۔

صرف خزاں بہار چمن سر بسر ہوئی　　ماتم گلوں کا شور عنادل میں رہ گیا
اٹھتی ہے کس مزے کی خلش ہر نفس کے ساتھ　　کانٹا تری نظر کا کہیں دل میں رہ گیا
اسکے حسن صاف کا آئینہ تھا گویا جہاں　　وہ سراپا نور ہر اک دل کے کاشانے میں تھا

شایق۔ فتح چند ولد لالہ لبتی رام کایست لکھنوی تلمیذ ناسخ

دماغ دلکو نہ پہنچی گل مراد کی بو　　بہت نہال ہوئی باغ روزگار میں روح

شمس۔ بابو کنھیا لال صاحب فرخ آبادی تلمیذ شیدا فرخ آبادی۔

مجذوب بھی حیراں ہیں سالک بھی پریشاں　　کیا راز خدا آئے بھلا عقل بشر میں
اسطرح سے کوئی پئے تفریح چلا ہے　　ہے تیر و کماں ہاتھ میں خنجر ہے کمر میں

شیدا۔ جناب منشی پرشری دیال صاحب عمر تخمیناً ۳۰ سال بسوانی تلمیذ حکیم جگر بسوانی

مہرباں وہ مہ خوبی کبھی ہمسر ہوتا　　اپنا اجڑا ہوا کاشانہ منور ہوتا
حشر کیں بھی جو ہوتی تری چہرہ پہ نقاب　　اور بیتاب ہمارا دل مضطر ہوتا

شیدا۔ پنولال صاحب شیدا فرخ آبادی تلمیذ قمر لکھنوی

کچھ نہ کچھ صدمۂ غم جان کو سے آتا ہے　　یار کی بزم سے کوئی نہیں پھرا خالی
ہم جدھر دیکھتے ہیں آنکھ اٹھا کر شیدا　　اچھے لوگوں سے نظر آتی ہے دنیا خالی

شیدا ۔ منشی چندی پرشاد دہلوی سابق اڈیٹر کمال دہلوی عمر ، سال ۔

بیخودی شوق سے یہ لطف جلجانے میں تھا　　شمع کے دل کی لگی کا سوز پروانے میں تھا
اک تماشئے نظر تھا جلوہ گاہ کائنات　　کیا تمنا کے بجز اس آرزو خانے میں تھا
سنتے ہیں آدم کی لغزش ہوگئی وجہ جہاں　　عالم فانی نہاں گندم کے اک دانے میں تھا

شیدا ۔ چودھری بابو رام ولد چودھری لال بہاری قوم کایست سری واستویہ زمیندار قصبہ مچھرہٹہ ضلع سیتاپور ولادت ۱۸۵۸ء فارسی میں فارغ التحصیل ۔ ابھی پچیس برس کی عمر تھی کہ والد نے انتقال فرمایا ۔ عدم توجہی سے زمینداری جاتی رہی تو چھاونی سیتاپور میں خطوط نویسی کرنے لگے تین سو صفحہ کا دیوان چھپنے گیا وہ تلف ہوگیا دوسرا دیوان تیار کیا سیتاپور سے مچھرہٹہ آرہے تھے ڈاکہ پڑا اسباب کے ساتھ وہ بھی جاتا رہا ضعف دماغ ضعف بصارت نے شاعری سے بے نیاز کر دیا ۱۹۲۶ء میں بعمر ۵ ، سال انتقال فرمایا آپ کے صاحبزادہ رام سروپ خزانہ صدر کلکٹری سیتاپور میں ملازم ہیں ضبط تخلص ہے

کس نے پردہ سے رخ روشن نمایاں کر دیا　　ذرہ خاک زمیں کو مہر تاباں کر دیا
یکساں ہیں مجھے گلشن توحید میں دونوں　　گل دوست اگر ہوگا عدو خار نہ ہوگا
تو بے نیاز ہے مجھ سے سب ہیں نیاز مند　　اس ناز اس ادا کا کوئی مہ جبیں نہیں

شیدا۔ پنڈت مادھورام صاحب محرر جوڈیشلی سہارنپور

اے تیغ ناامیدی زخمی نہ کر مرا دل
اُمید وصل جاناں مہمان ہی یہیں پر

شیطان۔ برجموہن ناتھ کشمیری ولد کیشو ناتھ اور منشی دیا شنکر نسیم کے حقیقی پوتے فارسی انگریزی میں اچھی قابلیت رکھتے تھے اعزا کی ایذا رسانی سے دل گرفتہ رہتے تھے۔ افیون کا کسی قدر شوق تھا عدالت میں ملازم تھے نہایت زکی الطبع تھے شعر کا مذاق صحیح رکھتے تھے لیکن ظرافت کیطرف طبیعت زیادہ مائل تھی کلام فحش زیادہ ہے۔ بعض اشعار اس عیب سے پاک ہیں ہر وقت فنافی الشعر رہتے تھے اور بازار میں اپنا کلام بلند آواز سے پڑھا کرتے تھے سنہ ۱۹۱۰ء میں انتقال کیا۔

اب خیر نہیں اپنے نشیمن کی چمن میں
گل خوش ہیں اگر ہمسے تو صیاد خفا ہے

جھوٹے وعدے ترے غنیمت ہیں
اسمیں تسکین دل تو ہوتی ہے

ص

صابر۔ اکھوری سیتل پرشاد خلف اکھوری لچھمن سہائے قوم کایست متوطن میگرو ضلع گیا۔ ابتدائے عمر سے اُردو شاعری کا شوق ہے مجموعہ کلام مرتب ہے عمر ۶۰ سال۔

بڑھنے لگا تعظیم کو ہر خار مغیلاں
دیکھا جو کہیں دشت میں مجھ آبلہ پا کو

گردش چرخ سے گھبراتا ہی کیوں دل میرا
شاید اس پردے میں پنہاں کوئی حکمت ہوگی

صابر۔ ماسٹر ست دیو عرف ایس ڈی راٹھور۔ ادیب عالم پنجاب یونیورسٹی، ولادت سنہ ۱۹۰۱ء خلف سی ڈی راٹھور۔ متوطن و ٹیچر ہائی اسکول کھنہ ضلع لدھیانہ تلمیذ پیارے لال صاحب آنند کھنوی فارسی انگریزی میں اچھی قابلیت رکھتے ہیں سکریٹری بزم سخن آپ کو اردو زبان کی خدمت کا بیحد شوق ہے۔ بسنت میں انجمن کی طرف سے ایک مشاعرہ ہوتا ہے جس میں اطراف کے شعرا تشریف لاتے ہیں۔ قوم راجپوت بی اے۔

سنا تو کرتے ہیں لوگوں سے بیرخی انکی　　　بلا کے ان کو مگر ایکبار دیکھیں گے
کرینگے تھام کے دل ہم کچھ اسطرح نالے　　　نظر اٹھا کے وہ بے اختیار دیکھیں گے

صادق۔ پنڈت دیبی پرشاد صاحب ولد پنڈت کشن لال برہمن ولادت سنہ ۱۸۲۴ء بریلوی۔ دراز قد فربہ جسم سینہ کشادہ پیشانی فراخ رنگ گندمی، تمام عمر میں چار شادیاں کیں۔ چوبیس اولادیں ہوئیں۔ جن میں سے اب تک چار بقید حیات ہیں پنڈت لچھمی نرائن ادیب پنڈت ہر نراین سحر، پنڈت بشن نرائن حامی اور ایک صاحبزادی ہیں یہ چاروں بچے آخری بی. بی سے ہیں۔ شاعری کا شوق سنہ ۱۸۶۰ء سے شروع ہوا۔ جلیس منیر شکوہ آبادی لالہ مادھو رام جوہر اور ڈپٹی کلب حسین خاں نادر تھے۔ پہلے فخر تخلص تھا۔ لیکن منیر کے مشورہ سے صادق تخلص رکھا اور انھیں سے مشورہ سخن ہونے لگا۔ ۳۱۔ دسمبر سنہ ۱۹۲۱ء، ۹۷ برس کی عمر میں بیکنٹھ باشی ہوئے۔

خوش طبیعی سے ایدل ہوتا ہے نام سب کا　　نافہ سے اپنے آہو مشہور ہے ختن میں

جب نہو خرچ تو کیا مال سے حاصل ہے حریص　　یو نتو ہر غنچہ کی مٹھی میں بھی زر ہوتا ہے

سخت دل سنگ سے خالی نہیں ہے صادق　　دیکھ سینے میں تپھر کے شرر ہوتا ہے

صدر۔ منشی لچھمی پرشاد ولد منشی نوبت رائے قوم کایستھ سکینہ دوسرے عمر ۶۲ سال ساکن بازار کھالہ لکھنؤ۔ تلمیذ منشی شگفتہ لکھنوی شاگرد نسیم دہلوی کہنہ مشق ہیں۔ آپ مشیر الدولہ مہاراجہ بالکرشن بہادر جسارت جنگ کے نواس داماد ہیں۔ نانا منشی لالچند اُنس مرزا قتیل کے شاگرد تھے۔

جارج پنجم کی تاجپوشی کے موقع پر ۱۹۱۱ء میں آپ نے قصیدۂ تہنیت لکھ کر بھیجا تھا اسی کے صلہ میں آپ کارونیشن دربار دہلی میں طلب کئے گئے تمغا اور سارٹیفکیٹ اعزازی مرحمت ہوا۔

فارسی بھی خوب کہتے تھے سنجر ایرانی اور خواجہ عزیز لکھنوی سے تلمذ ہے استعداد علمی فارسی میں بہت اچھی ہے عربی بھی شرح جامی تک پڑھی تھی ہر صنف سخن میں آپ کا کلام موجود ہے۔ تاریخ گوئی میں خاص ملکہ حاصل ہے ۱۹۲۶ء میں والی بھوپال کی مسند نشینی پر قصیدہ اردو میں کہا جسکے ہر مصرع سے تاریخ نکلتی ہے صنعت غیر منقوطہ اردو میں بہت کچھ کہا آجکل دہلی میں قیام ہے۔

ثبات دہر ہماری نظر میں خاک نہیں　　کہ اس مکان کے دیوار و در میں خاک نہیں

جہاں میں ایسی مخالف ہے طبع آپس میں — کسی کی قدر کسی کی نظر میں خاک نہیں
ازل سے حصے میں ہے خاک و باد و آتش و آب — کچھ اور اسکے سوا میرے گھر میں خاک نہیں

شباب ہی سے ہوے صدا اپنے بال سفید
اُڑی بھی ایسی کبھی دوپہر میں خاک نہیں

جہاں گردش میں جام بادہ گلفام آتا ہے — ہمیں جمشید کا عبرت سے یاد انجام آتا ہے
اٹھ استقبال کو بہر خدا اے قالب خاکی — لحد پر فاتحہ پڑھنے وہ سیم اندام آتا ہے
ہمدم نہیں انیس نہیں آشنا نہیں — آ اے اجل کہ زیست کا تنہا مزا نہیں
تنہا کو بھی جہاں میں نہیں کنج عافیت — کیا بیقرار طائر قبلہ نما نہیں
گلکاریاں تھیں دزد حنا کی نظر فریب — دست صنم تھا یا سبد گلفروش تھا
وہ رد خلق تھا میں جہاں میں کہ بعد مرگ — احباب کو جنازہ مرا بار دوش تھا
کوئی گل تجھسا نظر آیا نہ اے گلزار حسن — عمر بھر دیکھا تماشہ گلشن ایجاد کا
بہار آئی تو آئے ہمصفیر و کیا خوشی مجھ کو — قفس سے میں اگر نکلا بھی تو بے بال و پر نکلا
عدم سے آئے جائینگے عدم کو — ہماری ابتدا و انتہا کیا
بازار دہر میں زر کامل عیار ہوں — مجھ کو زیادہ اے فلک سفلہ کس نہیں
بندۂ عشق ہوں مذہب کا مرے نام نہیں — کفر سے کام نہیں تابع اسلام نہیں

صحرائی - لالہ بلدیو سہائے مدیر خصوصی قوس قزح اسکے علاوہ بہت سے رسائل کے اڈیٹر رہ چکے ہیں خود رسالہ نوشیرواں کوئٹہ بلوچستان سے نکالا تھا

جو بند ہو گیا عمر تخمیناً ۳۵ سال متوطن کوئٹہ بلوچستان

چرخ پر پھیلا ہوا ہے ایک عالم نور کا ہے گماں ہر ایک تارے پر چراغ طور کا
لیلی شب نے بھرے ہیں لعن میں موتی نئے ہر خم نطارہ بن جاتا ہے گھونگھٹ حور کا
عکس سے تاروں کے آئینہ ہیں موجیں بحر کی قطرہ قطرہ پر ہے دھوکا ساغر بلور کا
جب چنی تاروں کی افشاں لعتبان چرخ نے اور ہی کچھ ہو گیا تھا رخ شب دیجور کا
کی مدارات نظر شمعیں جلا دیں دور تک یاسمیں کی چرخ پر سیجیں بچھا دیں دور تک

صفا۔ لالہ منو لال لکھنوی ساکن محلہ نوبستہ کایست شاگرد میر تقی میر ۱۸۳۰ء میں انتقال کیا۔

چرخ کو کب یہ سلیقہ ہے ستمگاری میں کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں

صفی۔ منشی کوڑے سنگھ خلف لالہ مہر سنگھ زمیندار موضع رسولپور ضلع میرٹھ تلمیذ زکی دہلوی و شوکت میرٹھی ذوق شاعری کے ساتھ طبیعت تصوف کی طرف مائل تھی اور صوفی شاہ نجم الدین سے عقیدت رکھتے تھے جیسا کہ ایک مقطع میں فرماتے ہیں۔

بفیض حضرت مرشد کہ کہئے نجم دیں ان کو
صفی طینت میں تیری پارسائی ہوتی جاتی ہے

دیوان ان کی وفات کے بعد منشی بختاور سنگھ پٹواری کشن پور فرزند مصنف نے چھپوا دیا کہ بقائے نام رہے۔

طلسم جلوہ کن آئینہ ہی خود نمائی کا / تصور میں غیر از ذات ملا میں ہم کہاں اپنا
جو دیکھے چشم حق بیں سے فنا میں ہی بقا پنہاں / بنا ہر قطرہ گم ہو ہو کے بحر بیکراں اپنا
عدم آغاز عالم ہی فنا انجام دوراں ہی / مثال خواب حائل ہی یہ قصۂ درمیاں اپنا
چمن کے رنگ تغیر کا ہی نظر سے خطاب / وہ گل ہی کونسا جسکو غم خزاں نہوا
حیف ہمنے قیام دنیا میں / دم کی دم صورت حباب کیا
ساز تار نفس کی ہے یہ صدا / دار دنیا ہے مثل خواب غلط
اگر چشم حق بیں سے ہم دیکھتے ہیں / تو دل ہی میں دیر و حرم دیکھتے ہیں
عبرت پذیر گردش دوراں سے ہو صفی / جائے بہار صاف نمود خزاں ہی اب

صوفی ۔ بشیشر ناتھ صاحب لاہوری شاگرد وجاہت جھنجھانوی

جلوہ ہی تیرے نور کا سارے جہاں پر / ہی چاندنی زمیں پہ چاند آسماں پر

صنم ۔ بابو امبکا سہائے خلف منشی جگن ناتھ سہائے قوم کایست متوطن ہرنام دیہہ ضلع گیا تلمیذ رشید خلش گیاوی عمر ۱۸ سال

بیفائدہ کیوں ہاتھ اُٹھاتا ہی دعا کو / معلوم ہے دل کا تری احوال خدا کو
لکھ آج صنم تو وہ پھڑکتے ہوئے اشعار / تڑپا دے غزل اپنی سنا کر شعرا کو

صید ۔ لالہ برہمہ یو سہائے خلف لالہ بلدیو سہائے بیکنیٹھ باشی قوم کایست مختار عدالت کلکٹری ساکن موضع نجابت پور ۔ پرگنہ اردل سب ڈویژن جہان آباد ضلع گیا کتب درسیات فارسی میں فارغ التحصیل ہیں انگریزی میں مہارت

رکھتے ہیں۔ شاعری کا شوق کمسنی سے ہے فوٹوگرافی باغبانی میجک ستار ہارمونیم میں کافی معلومات رکھتے ہیں ابتداءً میں شتم گیاوی سے اصلاح لی پھر حضرت خلش گیاوی سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ میونسپل کمشنر بھی رہ چکے ہیں دیوان مرتب ہے عمر ۵۰ سال

جلوہ افگن ہے وہی دونوں جگہ ای ناصح — مرتبہ کم نہیں ہے کعبہ سے بت خانے کا
لڑ گئی اُنسے نظر دل پر لگی چوٹ — سزا کس کو ملی تھا جرم کس کا
سیماب ہے دل میرا ہیں آئینہ اگر آپ — دل جل کر رہیں جوہر و شمشیر کی صورت

ط

طالب۔ بابو اقبال بہادر سنہا سیتاپوری۔

ای جنوں صدقے ہزار آزادیاں اس قید پر — وہ اگر خود بیٹھ کر دربانیٔ زنداں کریں
انتہائے سوز غم سے ہو گئے آنسو بھی خشک — اب اثر پیدا کہاں ہے دیدۂ گریاں کریں
انتہائے رنج و راحت کا سبب ہے کیا عجب — مشکلیں حد سے گزر کر کار دل آساں کریں
بنکے شمع انجمن سوتے ہیں جو اے لحد — ہائے وہ آباد تیری منزل ویراں کریں

طالب۔ مسٹر نند لال بی اے وکیل چکوال ولادت ۱۸۹۹ء عمر ۳۱ سال، وطن سری نگر کشمیر قوم پنڈت تعلیم فارسی منشی عالم منشی فاضل ادب فاضل شاگرد امیر کشمیری و منشی رام سہائے تمنا لکھنوی۔ و پنڈت برجموہن ناتھ صاحب دتاتریہ کیفی۔

غم اور خوشی کا دل ہی پہ اَرو مدار ہے
بیدل ہوئے خزاں ہوئی با دِل بہار ہے
ٹوٹے ہیں آسمان کی تارے خیال سے
گلشن تصورات کا باغ و بہار ہے

طالب۔ منشی ونایک پرشاد بنارسی ڈرامائسٹ۔ اکثر بمبئی میں قیام رہتا تھا تھوڑا زمانہ ہوا انتقال فرمایا۔

حیات البشر

انسان بے بنیان کی ہے زندگی اک آن کی
آئی قضا انسان کی تو خیر کب ہے جان کی
یہ برق ہے یا ہے شرر یا سایۂ دیوار و در
شبنم سے ہے ہم شکل گہر یا غنچہ گلزار تر
مثل نمود شام ہے یا صبح کا ہنگام ہے
اک شعبدے کا دام ہے اور زندگانی نام ہے
شب نے مٹایا شام کو دن نے سحر کی جان لی
ناگاہ ٹوٹا شعبدہ موت آگئی انسان کی

خواب عبرت

اک روز کہ میں خواب میں ہنگام سحر تھا
ناگاہ مرا تربت قیصر پہ گزر تھا
یاد آئی یکایک جو مجھے شوکت مرحوم
عبرت سے یہ دریافت کیا با دل مغموم
کیوں مٹ گئے وہ نقش نگیں کیا ہوئی صولت
کیا تھی اسی دو ہاتھ زمیں کیلئے دولت

تربت سے ندا آئی کہ اے وائے مقدر
دو ہاتھ میں بھی پاؤں نہ پھیلا سکا بستر

دو ہاتھ زمیں بھی نہیں آرام کی جا ہے
ہر عضو ترا اسمیں بھی کیڑوں کی غذا ہے

طاہر۔ منشی خیراتی لال کایست لکھنوی مالک اخبار خیر خواہ اودھ سنہ ۱۸۸۲ء میں انتقال فرمایا۔

کمال گرمیٔ حسن تباں سے گلشن میں
شگوفہ پھول ہوا شرم سے گل آب ہوا

عروج دولت دنیا پہ جو ہوا نازاں
میان آب رواں ساغر حباب ہوا

طپش۔ منشی گنگا پرشاد صاحب بسوانی تلمیذ جگر بسوانی

اسقدر صاف ہے آئینۂ دل عاشق کا
قدر کرتا جو کہیں آج سکندر ہوتا

آپ کیوں میری محبت کو برا کہتے ہیں
ایسی باتوں کا ہے صدمہ مرے دلبر ہوتا

طالب۔ لالہ شیش چندر کایستھ سکسینہ طالب دہلوی خلف رائے صاحب لالہ مہیش داس صاحب آنریری مجسٹریٹ دہلی عمر ۲۰ سال تلمیذ جناب برقؔ دہلوی

الٰہی تو نے آنکھ کو وہ قوت تقریر دی
جس سے عریاں میری احساسات کی تصویر ہے

نقش صد حیرت ہوں میں عبرت کا ساماں دیکھ کر
ہوش گم ہیں منظر شہر خموشاں دیکھ کر

رضا تسلیم و عجز و انکساری اپنا شیوہ ہے
ستم ہے در پئے آزار ہیں اہل جہاں پھر بھی

یہیں پر ہے یہ خط امتیازی نسل آدم میں
وہاں پر ایک ہیں سب خواہ ہندو یا مسلماں ہو

بلا تفریق مذہب فیض پہنچا اہل دنیا کو
تعصب سے بری ہو خلق کی راحت کا خواہاں ہو

جو نیرنگ جہاں کو ایک افسانہ سمجھتا ہو
اثر انداز اس پر گردش دوراں کیوں ہو

ع

عاجزؔ۔ منشی ننھے لال کایست سری واستو۔ پیدائش ۱۸۷۲ء چھ مہینے کی عمر میں چیچک کے نکلنے سے آنکھوں سے ہاتھ دھو بیٹھے مگر اسقدر ذکی تھے کہ اسی حالت میں عربی فارسی سنسکرت میں کافی دستگاہ حاصل کی اور علم موسیقی رام کشن داس سے سیکھا۔ شاعری میں محمد سجاد حسین وقار لکھنوی کے شاگرد ہوئے۔ انکے انتقال کے بعد بلیغ لکھنوی سے تلمذ حاصل کیا ان کا دیوان نظم دلکش بعد وفات طبع ہوا۔ ۵۳ برس کی عمر میں ۱۹۲۵ء میں انتقال کیا۔

خاک کے پتلے کو حق نے کردیا سب کچھ عطا — کون سی نعمت ہے جس سے یہ محروم انسان رہ گیا
راحت و تکلیف کی اسکے خبر ملتی نہیں — جو یہاں سے داخل شہر خموشاں ہوگیا
اسی سے اچھے برے کی تمیز کر لینا — عطا کیا ہے تمھیں حق نے آئنہ دلکا
نزع کی حالت میں یہ عالم رہا تقریر کا — اقربا بھی مدعا سمجھے نہ مجھ دلگیر کا
خوف ہے کانٹو نکے ہمنے گل نہ توڑے باغ میں — عیش کی خواہش میں ہمکو غم کا کھٹکا ہوگیا

عاملؔ۔ رام پرشاد خلف شیو پرشاد کھتری ان کے مورث اعلیٰ لاہور کے رہنے والے تھے مگر فکر معاش لکھنؤ کھینچ لائی۔ کتاب ایکادشی مہاتم بحر طلسم دریائے طلسم ان کی تصنیف سے ہیں مہراج سکھ رام اخلاص کے شاگرد تھے چنانچہ اپنا حال ایک مثنوی میں نظم کیا ہے۔

میں ہوں اِک بندۂ ناچیز ناشاد — مجھے کہتی ہے خلقت رام پرشاد
پدر تھے میرے شیو پرشاد نامی — بقوم کھتری اُستاد نامی
بزرگوں کا وطن ہے شہر لاہور — عجب رنگیں چمن ہے شہر لاہور
پھرایا بخت واژوں نے وطن سے — اُڑا ایا صورت بلبل چمن سے
غرض مدت سے یاں دلشاد ہوں میں — میان لکھنؤ آباد ہوں میں

عاجز۔ برج باشی لال امروہوی ضلع مرادآباد

ہر سو چمن میں جامہ گل بھی ہے تار تار — کیسا جنوں کا جوش ہے فصل بہار میں

عاجز۔ بھاگیرت لال صاحب فوٹو گرافر دیٹیر تلمیذ حباب وجاہت

خواہشوں کے ہاتھ سے جینے کے لالے پڑ گئے — دلمیں اب پیدا کوئی ہم مدعا کرتی نہیں
مثل دریا آنکھوں میں نہاں ہے آنسو ایک ایک — راز ہے اسمیں جو ہم طوفاں بپا کرتی نہیں
کشتگان عشق کی مدفن مٹاتی ہیں تو کیا — نام دنیا سے شہیدوں کے مٹا کرتے نہیں

عاشق۔ ماسٹر شنکر دیال ایم اے ابن گردھاری لال بن چھبیلی رام بن خوشحال رائے ساکن موضع سانڈی انگریزی و فارسی میں ایم اے تھے، ۱۹۱۰ء میں لعمر ۶۶ سال انتقال فرمایا۔

پھر تمنا کا ہوا جوش کہ اصرار کرے — پھر تغافل نے نکالا نیا طرز انکار

غافل۔ دیوان کیشوداس خلف دیوان کشن کشور رئیس و آنریری مجسٹریٹ لاہور تلمیذ تاجور نجیب آبادی۔

انکے ہر ایک لطف میں پنہاں ہیں سو ستم گل کر دیا ہی اشک نے شمع مزار کو

عبور۔ کنور رامبے سہائے خلف اکبر راجہ جیالال گلشن لکھنوی ۱۹۰۹ء میں ۷۰ برس کی عمر میں انتقال کیا۔

اسے برق کسکے خرمن ہستی پہ ہی نظر کچھ بھید تو بتا مجھے اس اضطراب کا

عشرت۔ لالہ میکولال صاحب لکھنوی تلمیذ جلال لکھنوی عمر ۶۲ سال، آجکل ڈیرہ دون میں ہیں۔

مہرباں جو وہ مہ کامل نہیں چاندنی راتوں سے کچھ حاصل نہیں

ذکر ہر جا ہے تری بیداد کا زخم سے خالی کسی کا دل نہیں

عشرت۔ کنور مٹھن لال صاحب دہلوی متعلم طبیہ کالج دہلی۔

ازا دہم بھی ہوتے ای کاش زندگی میں یہ آرزو تو لیکر جاتے نہ جی کی جی میں

غم میں ہوئے گریزاں آنسو بھی میری مجھ سے آتا ہی کام کسکے کب کوئی بیکسی میں

عطا۔ منشی ایشری پرشاد عظیم آبادی کالیست مولف عروض عطا۔ اُردو زبان کے شیدائی تھے ۶۰ برس کی عمر میں تخمیناً دس برس ہوئے انتقال کیا

ذکر میری وفا کا سن کے کہا کیسی بے مثل یہ کہانی ہے

عادل۔ منشی نندکشور متوطن سیتاپور قوم کالیست ۱۸۶۸ء تک بقید حیات تھے۔ تلمیذ اوج

وہیں پہنچینگے جو فرصت ہوئی غم کھانے سے دو قدم خانہ اللہ ہے بتخانے سے

عرشؔ ۔ پنڈت بال مکند عرش ملسیانی قصبۂ ملسیان ضلع جالندھر خلف جناب جوشؔ ملسیانی۔ تاریخ ولادت ۲۰ ستمبر ۱۹۰۸ء۔ ایف اے تک تعلیم ہے پہلے محکمۂ نہر میں اُوورسیر تھے۔ اب محکمۂ صنعت و حرفت میں ملازم ہیں۔

اے ذوقِ سفر تو ہو تو پڑا نہیں مجھ کو — صحرا مرے آ گئے ہو کہ دریا مرے آ گئے
یہ آرزو تو ہی کہ کوئی آرزو نہ ہو — میں کس طرح کہوں کہ کوئی آرزو نہیں

یہاں ہر دم نئے منظر یہاں ہر دم نئے نقشے
یہ دنیا ہے نئی اس کو پُرانی کون کہتا ہے

مرا دل ہی مرے دل کا بیاں ہے — محبت کی دو حرفی داستاں ہے
کوئی پوچھے قفس والوں کی حالت — اٹھا گلشن کی جانب سے دھواں ہے

غ

غریبؔ ۔ تاج بہادر عرف لالہ خدا بخش صاحب خلف منشی عالم چند صاحب عرف لالہ حسین بخش ابن لالہ اجودھیا پرشاد صاحب بن دیبی پرشاد صاحب دہلوی۔ ساکن لکھنؤ محلہ بتاکو منڈی۔ پہلے مطبع ثمر ہند میں منیجر تھے۔ مصلح شگی۔ کاپی نویسی میں دخل رکھتے تھے پھر اپنا مطبع کیا اور محلہ چوپٹیاں میں سکونت اختیار کی۔ ہمیشہ عشرۂ محرم میں تعزیہ رکھتے تھے اور مختلف شعبدات لوگوں کی دلچسپی کے لئے دکھاتے تھے۔ جیسے لالوں کا لڑنا فوارہ کا چھوٹنا۔ اور سبیل بھی رکھتے تھے ۱۸۹۰ء میں تخمیناً ۷۰ برس کی

عمر میں انتقال کیا۔

مجھ سے انکے در و دیوار کو یہ الفت ہے
میں اگر واں سے چلوں ساتھ ہی دیوار چلے

غنیمت۔ بابو اجودھیا پرشاد صاحب۔ بی۔ اے۔ کایست امانوی ضلع گیا شاگرد بتیاب عظیم آبادی آریا سماج آشرم میں ملازمت کر کے پنڈت ہو گئے۔

بوستاں میں پھاڑ ڈالا گل نے اپنا پیرہن
کیسر کو نکلا جو وہ گلگوں قبا برسات میں

غیرت۔ منشی کنھیالال۔ بھٹناگر۔ سکندر آبادی ضلع میرٹھ۔

نہ آئی گھر مرے کیا جانے کیا سمجھ کے قضا
یہاں تو جان بھی حاضر ہے میہماں کیلئے

سنو اے اہل عبرت کہہ رہی ہے خاک پروانہ
کہ جل بھنکر کسیدن شمع بھی محفل سے نکلیگی

ف

فدا۔ لالہ ٹھاکر پرشاد صاحب خلف راجہ رام ساکن لکھنؤ پوری ٹولہ ۱۸۸۰ء میں بعمر ۶۴ برس انتقال کیا۔

بعد مرنے کے کیا یاد کسی نے نہ فدا
کسقدر جلد ہمیں اہل وطن بھول گئے

فدا۔ پنڈت دت ستہ پرشاد بی۔ اے۔

فدا جہاں میں جہاں یکسا نظر نے کام کیا
مشاہدہ ہی میں ہمنے سحر کو شام کیا

کہ ہو رہا ہے نہاں صنعتوں میں کاریگر
نظر فریب بہت اسنے انتظام کیا

ہنسا کہیں وہ کسی پھول کی تبسم میں
صبا کے ساتھ چمن میں کہیں خرام کیا

کہیں غزال کی آنکھوں سے دلکو چھین لیا
کہیں ترنم دریا کو نیک نام کیا

ہمالیہ میں اثر ریز اسکی شوکت ہے — زبان شیر سے اظہار احتشام کیا
اسی کا نور جھلکتا ہے چاند سورج میں — کسی کو بزم میں ساغر کسی کو جام کیا
برس رہا ہے کرم اسکا ابر رحمت میں — فضا میں اسکے اشارے نے فیض عام کیا
ہے رگ رگ میں بگر بیاں کہ کس لئے اسنے — نظر سے بچنے کا اسدرجہ اہتمام کیا

فراق۔ مسٹر رگھوپت فراق۔ بی اے۔ ولد منشی گورکھ پرشاد صاحب نوجوان شاعر ہیں نظم و نثر دونوں میں ملکہ رکھتے ہیں۔ عمر ۲۵ سال

وہ میکش ہوں کہ موج بادہ خود ساغر سے اٹھ اٹھ کر
مرے ہونٹوں تک آئی اور ساقی بار بار آئی

کچھ لڑکھڑا رہی ہے نسیم بہار بھی — ساغر بکف اٹھا کوئی صبح بہار کیا
میکدے سے کوئی پیکر جو چلا کھنچ ہی گئی — ایک تصویر چھلکتے ہوئے پیمانے کی
رنگ تو حیا چھلکتا تھا دم گردش جام — شیخ نے ہو کے خرابات نشیں دیکھ لیا

فرحت۔ منشی شنکر دیال بن منشی پورن چند۔ لکھنوی شاگرد منشی جواہر سنگھ جوہر۔ علم انگریزی فارسی ناگری میں خاص مہارت رکھتے تھے۔ آپ نے بہت مذہبی کتابیں سنسکرت سے اردو میں نظم کی ہیں انمیں سے رامائن اردو منظوم بہت مشہور ہے ۱۸۹۰ء بعمر ۶۰ سال انتقال فرمایا

رنگ دنیا کا بس اب نوع دگر ہوتا ہے — پیری آتی ہے جوانی کا سفر ہوتا ہے

فریاد۔ منشی بدری نرائن ولد منشی درگا پرشاد کایستہ ساکن موضع ندرہ

ضلع گیا۔ نقل نویس کلکٹری گیا۔ اسسٹنٹ سکرٹری انجمن حشیم سخن۔ مذہ شاگرد
نسیم لکھنوی عمر ۲۷ سال۔

پوچھو نہ ہجر یار میں رونے سے کیا ہوا　　سوکھا ہوا درخت تمنا ہرا ہوا

فہیم۔ ماسٹر بر بھودیال کایست سریواستو خلف منشی گجادھر پرشاد مختار
لکھنوی ساکن محلہ نگریاں ٹھاکر گنج۔ آپ کے بزرگ دیوان کاشی رام
قانون گو پرگنہ سترکھ و جاگیردار نواب آصف الدولہ کے عہد میں گزرے
ہیں۔ انگریزی فارسی اردو بخوبی جانتے ہیں۔ تعلیم فارسی و ہندی
منشی شنکر لال ثابت منشی جگناتھ خوشتر۔ ناظم رامائن اردو سے حاصل
کی علم نجوم میں بھی دخل ہے۔ جبیر لکھنوی کے شاگرد ہیں۔ کتاب
سری کرشن جنم کے مصنف ہیں۔ ۱۸۹۶ء میں پیدا ہوئے۔

نکلنا انکی مٹھی سی بہت مشکل سمجھتے ہیں　　ہم اپنا دل سمجھتے ہیں وہ اپنا دل سمجھتے ہیں

جوانی کیا گئی دل سے امنگیں بھی ہوئیں رخصت　　ہم اپنے دلکو اب اجڑی ہوئی محفل سمجھتے ہیں

زہے نصیب کہ در کا تری گدا ہوں میں　　فقیر کون کہے مجھ کو بادشاہوں میں

زیر زمیں ہیں دونوں کا احوال ایک سا　　کیا بینوا فقیر ہے کیا تاجدار ہے

کعبۂ دل سے مرے کیا نسبت دیر و حرم　　ہے تفاوت عبد اور معبود کی تعمیر میں

بڑھ گئے احباب شوق منزل مقصود میں
ہم شکستہ پا غبار کارواں دیکھا کئے

امید کیا پھر آئے گزری ہوئی جوانی — واپس نہ تیر آیا چھٹکر کبھی کماں سے
ڈوبنے والے کو اک تنکے کا سہارا ہے بہت — میرے دلکو ہو گئی تسکیں تمھاری یاد سے

عیش و غم سے کوئی جا خالی نہیں ہے اے فہیم
باغ میں ہنستے ہیں گل شبنم کو گریاں دیکھ کر

فیض۔ بابو جگناتھ پرشاد صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر و مہتمم بندوبست ضلع نمار شاگرد وسیم مرحوم۔ آپنے ایک تذکرہ شعرا بھی لکھا ہے۔ عمر تخمیناً ۶۰ برس کی ہے ۱۹۲۲ء سے حال معلوم نہیں ہوا۔

داغ پیری ہیں نوجوانی کا — چاند ہے صبح زندگانی کا
قصۂ مرگ کوہ کن بھی ہے — ایک ٹکڑا مری کہانی کا
شمع رو رو کے کہتی ہے مری تربت پر — ہائے اس قبر پہ چھائی ہوئی حسرت کیا ہے
دیداس لالہ کا سینے کے شگفتہ کوئی پھول — اور یہ دل افسردہ کی قیمت کیا ہے

فلک۔ منشی لال چند سابق اڈیٹر تیہکاری انکے کلام کا ایک مجموعہ فلک کے نام سے ۱۹۱۲ء میں چھپ چکا ہے تخمیناً ۵۰ برس کی عمر ہے۔

جدائی دو ہونیکو ہے بچھڑے ملنے والے ہیں — خزاں جاتی ہے گلشن میں نئے گل کھلنے والے ہیں
باغ سے صرصر کا جھونکا آشیانہ لیگیا — عندلیبوں کو قفس میں آب و دانہ لیگیا

فہمی۔ جناب منشی گنگا پرشاد صاحب خلف اکبر منشی شیو پرشاد صاحب وہبی لکھنوی کایستھ سکسینہ خلف منشی سوبھا رام صاحب وصفی آپ کا تخلص پہلے

بہتر تھا بمقابلہ حجر کین لکھنوی اور اکثر ایک دوسرے سے نوک جھوک رہا کی چنانچہ آپ کا یہ مصرع زبان زد ہر ہے میں وہ بہتر ہوں اُٹھا کر پھینک دو حجر کین
عمر ۶۰ سال

وہ آئے دم نزع بہر عیادت ۔ قضا دیکھ لینے دے صورت کسی کی

ق

قابل۔ بھیروں پرشاد حیدرآبادی شاگرد ثاقب لکھنوی

دیکھے خط النسے زبانی بھی یہ کہنا قاصد ۔ آپ کا خیر طلب خیر سگال اچھا ہے

قمر۔ منشی بالکرشن قمر ولد منشی رادھے لال صاحب عمر ۶۴ سال لکھنوی۔ پیشہ ڈاکٹری۔

روغن گل کی جلا دیتے ہیں محفل میں چراغ ۔ دعا دل کو لڑا دیتے ہیں پروانے سے
آپکی خلوت سرا میں کیوں صبا ہو بار یاب ۔ آنیوالی جانیوالی کوچہ و بازار کی،

قمر۔ بدری پرشاد بی۔اے وکیل گورکھپوری۔ شاگرد وسیم۔

جلتا ہے اب تو جام بلوریں بھی باغمیں ۔ پتھر میں جان ڈالدی جوش بہار نے

قیصر۔ منشی شیام سندر کلرک جنرل پوسٹ آفس حضرت گنج لکھنو۔

رہنے دو قبر کی آغوش میں خاموش مجھے ۔ بعد اک عمر کے سویا ہوں کہاں ہوش مجھے
اقربا وہ جو کبھی بیست بدم بھرتے تھے ۔ بعد مرنے کے کریں دلسے فراموش مجھے
سامنے داور محشر کے وہ شرمندہ ہیں ۔ اے زباں رہنے بھی دے حشر میں خاموش مجھے

تمر۔ لالہ للت بہاری لال صاحب تعلقدار پنج مجسٹریٹ بسواں
اپنا آئینہ دل میں جو دکھاتا اس کو   صورت آئینہ حیراں سکندر ہوتا

کرشن۔ ڈاکٹر پیرہلاد کرشن شرما دہلوی
سما رہا ہو کوئی گلعذار آنکھوں میں   نہ کیوں ہو پیچ گلو نکی بہار آنکھوں میں
جو کوئی آئے تو مشکل ہو نزع کی آساں   اٹک رہی ہو مری جان زار آنکھوں میں
لکھدیا جو کچھ کہ قسمت میں اسے منظور ہے   کاتب قدرت کا ہم شکوہ گلا کرتے نہیں

کنھیّا۔ رائے بہادر کنھیالال صاحب آنریری مجسٹریٹ وصدر خزانچی کانپور
کیوں نہ مرجاتا مریض غم بیاماں دیکھ کر   رو دیا سب گھر کا گھر انکو پریشاں دیکھ کر
خوابگاہ کشتگان ناز ہی عبرت کی جا   فاتحہ تم بھی پڑھو گور غریباں دیکھ کر

کشتہ۔ بابو اودھ کشور پرشاد صاحب کشتہ بی۔ اے ایل۔ ایل بی وکیل، ومینوسپل کمشنر خلف بابو بندیشری پرشاد کایست ساکن موضع پروہسہ، ضلع گیا۔ شاگرد خلش گیاوی۔ وحضرت نوح ناروی۔
اتنا شہرہ ہے ماہ کامل کا   لیکن اک داغ ہی مرے دل کا
پھول برسائیں وہ رقیبوں پر   میں تو کانٹا ہوں انکی محفل کا
مال مفلس سمجھ کے اے کشتہ   کوئی گاہک نہیں مرے دل کا

کشتہ۔ منشی بھگوان داس صاحب جلال پوری شاگرد تجلی جلالپوری

کیا عبادت کو وہ آئیں وقت نزع اپنی حالت دید کے قابل نہیں

گ

گلشن۔ راجہ جیالال بہادر۔ رئیس اعظم شہر لکھنؤ۔ خلف رائے بھوانی بخش صاحب قوم کایستہ چودھری سابقہ تعلقدار مرتضی نگر ضلع اوناؤ۔ عہد حضرت فردوس منزل محمد علی شاہ فرمانروائے ملک اودھ میں بعہدۂ سردفتر محکمہ خاص سلطانی ممتاز تھے آپ کی بزرگوار برابر دربار شاہان اودھ و شاہان دہلی میں بعہدۂ جلیل القدر سرافراز رہے۔ آپ کا سال ولادت ۱۸۰۵ء اور سال وفات ۱۸۶۵ء ہے شاگرد خواجہ حیدر علی آتش۔ پھاٹک راجہ جیالال متصل سرائے معالیجاں اور ایک باغ متصل علیگنج آپ کی یادگار موجود ہے۔ آپ صاحب دیوان ہیں ۶۰ برس کی عمر میں انتقال فرمایا

نام سے تیرے جو زینت مطلع دیواں ہوا
ہر ورق خورشید کا مانند نور افشاں ہوا

منشی قدرت کے مدح ہو نہیں اے گلشن تو ہی
یہ سمجھ لے چاک تیرا نامہ عصیاں ہوا

بہار آئی شگوفہ پھولا کھلا ہے تختہ ہر ایک چمن کا
کہیں تماشا ہے یاسمن کا کہیں نظارہ ہے نسترن کا

جو یاد آیا وہ روئے رنگیں بہا ان آنکھوں سے اشک خونیں
کہ ہو گیا ہے رگ گل تر ہر ایک تار اپنے پیرہن کا

سر رشتہ دلکو زلف گرہ گیر سے ہوا
دیوانے کو یہ سلسلہ زنجیر سے ہوا

گلشن - دیوان منشی رادھے لال کول کشمیری عمر ۵۰ سال رئیس لاہور
پوچھو نہ ہم سے کون ہیں اور ہم کہاں کے ہیں
مشکل یہ دو سوال ہیں جو امتحاں کے ہیں

گوہر - بھوانی پرشاد ملکتوی ضلع گیا -
کھولدے میخانہ کر تاب کرم آراستہ
لطف ہے ساقی مے گلفام کا برسات میں

ل

لچھمن - منشی لچھمن پرشاد صاحب چاند نگری -
ترا دھیان میرے دل پاک میں ہے
تصور ترا چشم نمناک میں ہے
یہ ادنیٰ تماشا ہے قدرت کا تیری
زمیں پر ہے کچھ اور نہ افلاک میں ہے

م

مادھو - منشی مادھو رام جگی ولد لالہ گنگا پرشاد بھگت بکینٹھ باشی قوم کایست سکسینہ - علم نجوم حکمت - علم موسیقی سے واقف ہیں - جد امجد دیوان دہلی والد دیوان نواب مرشد آباد کے تھے - خود آخری شاہ اودھ کے زمانے میں بخشی الملک کے عہدہ پر ممتاز تھے - اسوقت عمر پچانوے سال کی ہے آپ کا شمار فقرا میں ہے -

بلا اپنا نہ دلبر جب کوئے ما قیماں میں
ترا دیوانہ اکثر جا نکلتا ہے بیاباں میں
جگر سے دلیہ دل سے چشم پر آنکھوں سے مژگاں پر
یہ نکلے اشک غم آخر جھپکے تھے دو دامن میں

محسن - دیوان امرناتھ - امرتسری - امرت سینما اور شاہی سینما کے مالک ہیں -

علم دوست اور ادب اُردو کے دلدادہ ہیں۔ بزم روشن امرتسر کو آپ کی ذات سے گرانقدر امداد ملتی رہتی ہے۔ بزم اُردو امرتسر اور منروا لاج کے آپ اعلیٰ رکن رہے ہیں۔ کہنہ مشق شاعر ہیں عمر تخمیناً ۶۰ سال۔

دام صید افکار ہی ہی عقدۂ مشکل مجھے
اب رہا کر دے طلسم ہستی باطل مجھے

دارِ فانی کی مسافت ہی قریبِ اختتام
آ رہی ہے یاد پھر بھولی ہوئی منزل مجھے

قیس ہوں دیدار لیلیٰ حق فطری ہی مرا
اک نقط حد ادب ہے پردۂ محمل مجھے

مائل۔ منشی دیبی پرشاد صاحب مین پوری تلمیذ داغ مرحوم کہنہ مشق شاعر ہیں

ہم تو کچھ ہو چلے ہیں خوگر مشق جفا
سختیاں سہہ کر دل ہو جائے پتھر اور بھی

ہائے یہ کہنا کسی کا مجھ سے وقت اضطراب
مرتے ہیں تیرے سوا دنیا میں مجبر اور بھی

آج وہ محشر میں مائل بے نقاب آنیکو ہے
ہو نجائے دیکھئے محشر میں محشر اور بھی

ماہ۔ ٹھاکر راج بہادر زمیندار موضع بوٹہ ضلع ہردوئی شاگرد جگر بسوانی۔

اور کھل جاتے سر معرکہ جوہر اسکے
خون میں میرے جو تر آپکا خنجر ہوتا

مائل۔ لاجپت داس صاحب دہلوی

خود فنا ہو جائے انسان پھر وصال یار کیا
آنکھ جھپکا نا ہی بام عرش تک جاتے ہوئے

آنکھوں آنکھوں میں نگاہیں بنکے آجاؤ تو کہیں
پھر کوئی دیکھیگا کیا آتے ہوئے جاتے ہوئے

مختسر۔ جناب بابو پیارے موہن لال صاحب کالیست۔ سری واستو، گو رکھپوری۔

فصل گل آئی ہی محشر کا بیاباں ہو جائے ۔ میرا دامن ہی گل تر کا گریباں ہو جائے

محروم ۔ منشی تلوک چند صاحب محروم بی ۔ اے متوطن عیسیٰ خیل ضلع میانوالی ۔ پیدائش ۱۸۸۵ء عمر ۴۰ سال ۔

جب ترا جلوۂ رخسار نظر آتا ہے ۔ مجھ کو اک عالم انوار نظر آتا ہے

اسکی تدبیر بھی اے چارہ گر دہر کہ نہیں ۔ دل کے آئینے میں زنگار نظر آتا ہے

حشر میں میری طرف جھک کے کہا رحمت نے ۔ مجھ کو یہ شخص گنہگار نظر آتا ہے

نظر آتے تھے کبھی خار میں جلوے گل کے ۔ پھول بھی اب تو مجھے خار نظر آتا ہے

نوجوانی میں ترے رخ پہ یہ زردی محروم ۔ ہو نہو عشق کا آزار نظر آتا ہے

شب غم

وہی شام دھندلی دھندلی وہی رات کالی کالی

وہی خامشی ہوا میں وہی بدلیوں کی جالی

وہی شمع پھیکی پھیکی مرے ساتھ رونے والی

وہی میں وہی مرا دل وہی شورِ بے خیالی

شب غم بری بلا ہے شب غم بری بلا ہے

محب ۔ منشی برج بھوکن لال ۔ چتر گپت ونشی سری واستو یہ دوسرے کایست ۔ خاندانی لقب بگیہ دھاری ۔ عرف جگدھیا چھتری وان ولد منشی بھیروں پرشاد سکینڈ ہاشمی ساکن قدیم دریاباد ضلع بارہ بنکی اودھ ولادت

سنہ ۱۸۷۳ء تلمیذ نظر لکھنوی۔ ابھی کمسن تھے کہ باپ کا انتقال ہوگیا۔ غریب ماں نے تعلیم جاری رکھی اسکے بعد ملازمت کا سلسلہ سنہ ۱۹۲۰ء تک قائم رہا اسکے بعد آزادانہ زندگی شروع ہوئی تصنیف و تالیف مضمون نگاری ہندی فارسی انگریزی بھاشا زبان کی۔ خوشنویسی۔ فیاض اصحاب کی قدردانی رؤسا کی علم دوستی ذریعہ بسر اوقات ہے۔ نثر میں تاریخ دریاآباد اور نظم میں رنگ زمانہ آپ کی تصنیف سے طبع ہو چکی ہیں اسوقت آپ کی عمر ۶۵ سال کی ہے۔

اُٹھے گر چشم ظاہر بیں سے پردہ خودنمائی کا — نظر آنے لگے ہر چیز میں جلوہ خدائی کا
جہاں کے ساز و ساماں پر نہ ہونا چاہیئے نازاں — جب اپنی موت پر قابو نہیں دنیا میں انساں کا
پست ہمت جو ہیں انکو کب ہے دنیا میں قرار؟ — ایک جا سایہ کبھی رہتا نہیں دیوار کا
جو عالی ظرف ہیں انکو نہیں فکر تن آسانی — کہ غیر دل کے مزے کیواسطے ہے جام گردش میں
دہر میں کم مایہ کو نخوت مٹا دیتی ہے یوں — دفعتہً جیسے ہوا سے کوئی قطرا خشک ہو
خود فراموشی عالم ہے طلسم قدرت، — آئے جو لوگ یہاں، ملک عدم بھول گئے

مخلص۔ رائے آنند رام دلی کے رہنے والے فارسی میں مرزا بیدل اور خان آرزو کے شاگرد تھے۔ کبھی کبھی اُردو بھی کہتے تھے نہایت قابل اُستاد تھے۔

دھوم آنے کی کسکی گلزار میں پڑی ہے — ہاتھ ارگجے کا پیالہ نرگس لئے کھڑی ہے

نذاق۔ پنڈت شیو نراین صاحب شرما وید راج دہلوی

اگر کھانے ہیں عزت سے تجھے تقدیر کے ٹکڑے
تو وہ تدبیر کر جس سے ملیں توقیر کے ٹکڑے

قیامت ہی نہیں ملتی کہیں توقیر کے ٹکڑے
کئے ہیں کیا مری تقدیر نے تدبیر کے ٹکڑے

مجھے ہیں کھینچنے دل پر ادا و ناز کے نقشے
اس آئینہ میں کچھ تو نگاری تصویر کے ٹکڑے

مسکین۔ لالہ گنج بہاری لال صاحب کالیستھ سکسینہ ساکن سدھور تحصیل حیدر گڑھ ضلع بارہ بنکی ہیں کسی زمیندار کے یہاں متصدیوں میں ملازم تھے کہنہ مشق شاعر تھے ۱۹۱۸ء ۸۶ برس کی عمر میں انتقال کیا۔

وہاں جب وہ غیروں کی محفل میں بیٹھے
یہاں رہ گیا دل تڑپ کر کسی کا

پیام اجل سے نہیں کم ہے مجھ کو
وہ منہ پھیرنا ہائے ہنس کر کسی کا

مسرت۔ لالہ گوری شنکر کایست ساکن محلہ اشرف آباد لکھنؤ تلمیذ حکیم فدا احمد دانش لکھنوی۔ ۴۸ برس کی عمر میں ۱۹۱۲ء میں انتقال فرمایا۔

تجلی تھی وہ کیسی جس سے موسیٰ کو غش آیا تھا
مجھے بھی دیکھنا ہے سوئے کوہ طور جاتا ہوں

مقبول۔ لالہ جدیسکھ رائے خوشنویس ولد جنی لال خیر آبادی ساکن لکھنؤ آپ فرمان نویس سلطانی تھے شاگرد منشی مینڈو لال صاحب زار

بہت کھلائیگا گل گر جنوں سلامت ہے
دکھائیگا ابھی کیا کیا بہار دل میرا

منکسر۔ رام ٹی نام خلف لالہ سورج بلی چودھری۔ وطن قصبہ دریاباد ضلع بارہ بنکی، سکونت حال ردولی ضلع بارہ بنکی۔ ذریعہ معاش تجارت ہے۔

بی۔ اے کی ڈگری بنارس ہندو یونیورسٹی سے لیکر لکھنؤ یونیورسٹی میں قانون پڑھ رہے ہیں۔ شاگرد جناب آزاد لکھنؤ عمر ۲۴ سال۔

دام ہوا و حرص میں محصور کر دیا
ہر طرح مرغ روح کو مجبور کر دیا

منزل کے ہم قریب پہنچ ہی گئے تھے آہ
خود بینی و خودی نے مگر دور کر دیا

اسرار وحدت اُسپہ سب آئینہ ہو گئے
جسنے کہ دل سے داغ دوئی دور کر دیا

منور۔ منشی شبیشیر پرشاد خلف ملک الشعرا منشی دوار کا پرشاد افق ابن منشی پورن چند ذرہ بن منشی آلیشری پرشاد شعاعی سال ولادت جولائی ۱۸۹۶ء عمر ۳۴ سال قوم کایستھ سکسینہ ابتدا میں اپنے والد ماجد سے اصلاح لیتے تھے پھر منشی نظر کے شاگرد ہوئے اب منشی صدر صاحب سے تلمذ ہے۔ خاندانی شاعر ہیں تیرہ برس کی عمر سے مشق سخن جاری ہو۔ انگریزی ناول کے ترجمے بھی کئے ہیں نیچرل نظمیں زیادہ تر کہتے ہیں طبیعت اس فن میں مناسب ہو۔ ریلوے دفتر میں ملازم ہیں۔ ہندوستان میں اکثر رسائل میں آپکا کلام شائع ہوا کرتا ہے رباعیوں کا ایک مجموعہ چھپ چکا ہو

کمال خود شناسی مدعائے زندگانی ہو
فنائی الذات ہونا حیات جاودانی ہو

کوئی کیا راز سمجھے اس طلسمی کارخانے کا
مری ہستی میں مضمر ایک دنیائے معانی ہو

مرتے مرتے بھی ہو کچھ زیست کی خواہش ہائی
اہل دنیا کو ذرا عبرت انجام نہیں

مرتبہ یہ جان دینے سے حاصل ہو گیا
سوز پروانہ فروغ شمع محفل ہو گیا

اسقدر محو فریب آرزو دل ہو گیا — اب تعلق چھوٹنا دنیا سے مشکل ہو گیا
کیوں رہروی جادہ عرفاں نہ کیجئے — اس راہ میں نہیں ہیں گرد سفر کا نام
عشق بقائے روح ہے عشق غذائے روح ہے — یہ جو نہیں تو دہر میں لطف حیات ہی نہیں
معمور دل ہے اسکی تجلی سے آجتک — دیکھا بس اک نگاہ تھا روزِ ازل جسے

موجی۔ منشی موجی رام خلف دیوان چھتر پت لکھنوی ملازم بہار الدولہ امیر الملک نواب حسن علیخاں خلف نواب سعادت علیخاں شاگرد مصحفی نامی گرامی استاد صاحب تلامذہ تھے۔

وصل بھی دیکھا جدائی دیکھ لی — حق نے جو صورت دکھائی دیکھ لی
دل کے آئینہ میں ہے تصویر یار — جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

موہن۔ پنڈت موہن لال صاحب سکندر آبادی عمر تخمیناً ۲۰ برس۔

مکاں سے ہمکو تعلق نہ لا مکاں سے ہمیں — جہاں ہے جلوہ ترا ہے غرض وہاں سے ہمیں
سراغ ملگیا یہ تیر کی نشاں سے ہمیں — تمہیں نے صید کیا تیری کماں سے ہمیں
تمام عمر اسی آرزو میں ختم ہوئی — پیام وصل ملا آپ کی زباں سے ہمیں

موہن۔ مدن موہن لال صاحب دہلوی نو آموز شاعر ہیں۔

فلک کو بھی یہ تمنا رہے مٹانیکی — چمن میں خاک بھی چھوڑی نہ آشیانیکی
وہ عاقبت میں مری کام آئی اے موہن — میں اپنے ساتھ جو دنیا سے لیگیا نیکی

منت۔ منشی رامدیال صاحب تلمیذ نور میرٹھی

نہ دیکھو گی پھر اے بحر جہاں کے ڈوبنے والو
حبابو آنکھ بھر کے سوئے ساحل دیکھتے جاؤ

مہتاب ۔ مہتاب رائے صاحب ۔ مددگار مہتمم متفرقات خانگی سرفرازالامراء شاگرد نائب

حد پر اپنی ہو یہی حسن ہر اک چیز کا ہی
میل اچھا ہی زیادہ نہ ملال اچھا ہی

ہنسکے بجلی کی گرا اپنکی انھیں مشق ہی خوب
رو کے برسانے کا مینھ ہم میں کمال اچھا ہی

مہر ۔ بابو نرائن پرشاد ورما ۔ جانشین فصیح الملک نواب مرزا داغ دہلوی ۔ عمر تخمیناً ۵ سال ریاست گوالیار میں کسی اعلیٰ عہدے پر ممتاز ہیں ۔ نہایت خلیق ۔ مذاق صحیح رکھتے ہیں ایک دیوان اور ایک مثنوی طبع ہو چکی ہی

ملائیگا قیامت میں یہ کیونکر ہو یقیں ہمکو
یہیں اللہ نے رکھا کہیں تمکو کہیں ہمکو

سمایا ہی تمہارا حسن جسدن سے نگاہوں میں
زمانے میں نظر آتا نہیں کوئی حسیں ہمکو

الٰہی چھوڑ کر دنیا کو ہم جنت میں کیوں جائیں
جو ملنا ہو وہاں ہمکو وہ ملجائے یہیں ہمکو

مہر ۔ حکیم سورج کنول عرف دو گل خلف حکیم حریداس تخلص پرشاد ساکن دولت نگر ضلع گجرات عمر ۳۰ سال علمی قابلیت منشی فاضل پیشہ تجارت ان کے بزرگ دس پشت سے دہلی کے رہنے والے تھے غدر کے زمانہ سے گجرات میں سکونت اختیار کی ۔

چڑھ گئے دار پہ ہم خندہ جبیں تیرے لئے
اس سے بڑھ کر تجھے امید وفا کونسی ہی

کیا اعتبار ہو ہمیں ہستی کا اپنی مہر
ہر اک چراغ جب یہ سر رہگذار کا

مست ۔ بابو نند کشور لال ایم اے ۔ ایل ایل بی ۔ رئیس و زمیندار وکیل گیا قوم کایست ۔ عالم شباب سے ذوق سخن تھا ۔ اردو کے محقق تھے علمی اور ملکی کاموں سے بہت دلچسپی تھی شاگرد اکبر داناپوری ۵۵ برس کی عمر میں انتقال فرمایا ۔

اٹھا بخار دلسے تو آنسو ٹپک پڑے　　　سچ ہے کہ مینہ نہ برسے گا جبتک گھٹا نہ ہو

مکیش ۔ منشی جانکی پرشاد صاحب ولد منشی برجلال ساکن قصبہ جائس ضلع رائے بریلی ولادت ۱۸۸۱ء ۔ مورث اعلیٰ چودھری رائے ملناتھ صاحب اکبر بادشاہ کے زمانہ میں قنوج سے جائس آئے بادشاہ کیطرف سے چوراسی موضع اور خطاب رائے و چودھری مرحمت ہوا ۔ فارسی اردو بھاشا میں اچھی قابلیت ہے اردو فارسی کے شاعر ہیں ۔ رامائن نظم اردو ۔ ایزد نامہ بطرز خالق باری آپ کی تصنیف سے طبع ہو چکی ہیں ۔ فن تاریخگوئی اور قصیدہ گوئی میں کافی مہارت ہے اسوقت مڈل اسکول ارکھا ضلع رائے بریلی میں ہیڈ ماسٹر ہیں ۔

سیکڑوں لاکھوں مصیبت اور دل رنجور کا　　　مور کے سر پر ہے گویا بار کوہ طور کا
میں عالی حوصلہ ہوں مری نظروں میں فلک　　　دانۂ اسپند ہے بیضہ ہے یا عصفور کا
بار غم پڑتا ہے جسکے سر اٹھاتا ہے وہی　　　کام کچھ اس میں نہیں حمال کا مزدور کا
ہم ہیں مکیش لالہ و گل سے ہمیں ہے کام کیا　　　ہے فقط درکار ہم کو باغچہ انگور کا

جہاں میں ایسے ہیں اہل نظر ہم ۔ وہی آئے نظر دیکھیں جدھر ہم
مثال نیر اعظم شب و روز ۔ رہا کرتے ہیں سرگرم سفر ہم

میکش ۔ سروپ نرائن بجنوری خلف منشی لچھمی نرائن رئیس بجنور تعلیم انگلش ایف اے تک اردو فارسی میں قابلیت رکھتے ہیں ۔ کالکٹری پیلی بھیت میں ہیڈ کلرک ہیں تلمیذ نثار ۔

وہ کاش چین بنکے مرے لمیں آسکیں ۔ کہدو کہ کوئی دردسے محروم خواب ہے

میکش ۔ منشی سورج بھان ساکن تھانہ ۔ دیوان طبع ہو چکا ہے ۱۹۱۵ء تک بقید حیات تھے ۔

حشر میں شرمندہ ہو تیری بلا ۔ تو شہید ناز کا قاتل نہیں
تہمتیں جھوٹی لگاتے ہو لگاؤ ۔ یاد رکھو اس سے کچھ حاصل نہیں

ن

ناز ۔ لالہ نانک چند ولد لالہ کرم چند متوطن ضلع ہزارہ صوبہ سرحدی ولادت سنہ ۱۹ء عمر ۳۰ سال تعلیم انگریزی فارسی انٹرنس تک ۔ اسوقت اخبار پرتاب کے اڈیٹر ہیں ۔ اخبار میں ہر ہفتہ ایک مشاعرہ شایع کرتے ہیں کلام زیادہ تر سیاسیات پر ہوتا ہے ۔

محفل ہست و بود کو جسنے بنا دیا ہے مست ۔ میں وہ فضائے عشق میں سوز شکست ساز ہوں
مجھسے ملی شگفتگی رنگ گل خموش کو ۔ غمکدہ نمود میں کیف طرب طراز ہوں

چارہ گر دوں سے کیا غرض چارہ گروں سے کام کیا / درد دل حزیں کا میں آپ ہی چارہ ساز ہوں

ناداں ۔ اکھوری پر ایگ دت ولد اکھوری گردھاری لال صاحب وطن موضع اکھوری ضلع گیا قوم کائستھ مختار ڈالٹین گنج تلمیذ سریکا بری ۱۹۳۰ء میں ۶۰ برس کی عمر میں انتقال کیا ان کے بھائی اکھوری گوپی کشور ڈپٹی مجسٹریٹ گیا ہیں ۔

اب تو روتا ہوں ہجر میں ناداں / دل لگایا تھا دل لگی کے لئے

ناز ۔ لالہ شیر سنگھ دہلوی تلمیذ برق دہلوی ۔

ہو گئے راز آشنا وہ مجھ کو گریاں دیکھ کر / آنسوؤں سے تر بتر دامان مژگاں دیکھ کر
دل کی بربادی کا عقدہ مجھ پہ روشن ہو گیا / آنسوؤں میں آج رنگ خون ارماں دیکھ کر
کیسے کیسے چاند کے ٹکڑے نہاں ہیں زیر خاک / کانپ اٹھتا ہوں سوئے گور غریباں دیکھ کر

ناز ۔ سردار بسنت سنگھ

ایسی بھی چند گھڑیاں تھیں میری زندگی میں / برسوں جیا ہوں جنکو میں یاد کر کے جی میں
آیا ہوں بھیک لینے صبر و طمانیت کی / تسکین سے سونیوالو دنیائے خاموشی میں
مجنوں بنانیوالے اک اور یہ عنایت / آباد کر مجھے بھی صحرائے بیخودی میں

ناشاد ۔ پرنسپل رام پرشاد گھوسلا ۔ ایم اے ۔ ای ۔ ای ایس ۔ اور حال معلوم نہیں

دلمیں بھری ہیں حسرتیں غم ہے بھرا نگاہ میں / درد بھرا جگر میں ہے یاس بھری ہے آہ میں
بوئے دل برشتہ ہے گل کی شمیم سے عیاں / چاک جگر کی ہے صدا نغمۂ مرغ گلستاں

حسرتؔ یاس کا ہی رنگ محفل انبساط میں — غم کی خمار کی جھلک جام مۓ نشاط میں
خندۂ گل ہی عارضی اور ہی عارضی بہار — آئی خزاں تو پھر وہی صحن چمن میں خار زار
صدمۂ غم سے ٹوٹ کر ساغر دل ہی چور چور — عیش و طرب کی بزم میں بادۂ غم کا ہی سرور
برق جہانگی زد میں ہی مرغ چمن کا آشیاں — فصل خزاں کا منتظر رہتا ہی صحن گلستاں
بھولا ہی کیوں حباب کو حسن و جز دیکھ ناز میں — خاک نشیں ہو سر جھکا درگہ بے نیاز میں

ناؔدم۔ منشی رام دیال برادر منشی مینڈولال صاحب زار لکھنوی ۱۸۶۰ء میں انتقال کیا صاحب دیوان تھے محلہ نوبستہ میں رہتے تھے صاحب ملامذہ تھے۔

ملک الموت نے مارا نہ قضا نے مارا — ہمکو تو ایک ستمگر کی ادا نے مارا

ناؔمی۔ منشی دیبی دیال صاحب عرف منیب جی لکھنوی شاگرد غالب دہلوی اکبر پور ضلع فیض آباد میں رہتے تھے۔ تھوڑا زمانہ ہوا کہ انتقال فرمایا

کبھی صبا سے معطر نہو گلوں کا دماغ ، — طواف تیری گلی کا اگر صبا نہ کرے
روتا ہوں ہجر میں تو یہ کہتا ہے آسماں — طوفان اشک نے مری مٹی خراب کی
توڑتا پھولوں کو گلچیں نہ کبھی گلشن میں — نالۂ بلبل بیدل بھی اثر رکھتے ہیں

ناؔمی۔ منشی روپ کشور ولد منشی نندلال سہارنپوری تلمیذ شنکر لال ساقی۔ سکندر آبادی و غریب سہارنپوری عمر ۵ سال قوم جینی مہاجن۔ فارسی و انگریزی میں کافی مہارت رکھتے ہیں آپ کی ہر غزل میں ایک مطلع نعتیہ ضرور ہوتا ہے

آیا جو نام پاک محمد زبان پر　　　صلِّ علیٰ کا شور ہوا آسمان پر

فنا کرتا ہی خود بینوں کو ہستی سے گزر جانا

مٹاتا ہے حبابوں کو ہوا کا سر میں بھر جانا

بہی جاتی ہی عمر کی کشتی　　　ناخدا کا پتہ نہ ساحل کا

نانک۔ لالہ نانک چند کھتری ولد لالہ راجہ رام لکھنوی محلہ سھورن ٹولہ عمر ۳۶ سال شاگرد پیارے صاحب رشید اکیس برس کی عمر سے شاعری کا شوق ہوا تین برس کے بعد مرثیہ گوئی کا شوق ہوا پہلا مرثیہ نواب اکرام اللہ خاں کے امام باڑے میں ربیع الاوّل کو پڑھا جسمیں آپ کی کافی شہرت ہوئی۔ دوسرا مرثیہ مولانا سید نقی صاحب مرحوم کے امام باڑے میں پڑھا مجمع کثیر تھا ہندو شیعہ سنی سب لوگ شریک مجلس تھے مظفر نگر کی نمائش میں ۲۸ء کو مشاعرہ ہوا اسمیں ایک شعر حاصل مشاعرہ تھا۔

یاں ذات عشق فانی واں حسن جاودانی　　　موسیٰ نہ سمجھے اتنا کس سے مقابلہ تھا

اسکے بعد اور بہت سے مشاعروں میں شریک ہوئے ایک دیوان چند مرثیے رباعی آپ کی تالیف سے مطبوعہ موجود ہیں۔

ہر خیال ماسوا سے مطلقاً بیگانہ ہم　　　اپنی شمع حسن کے ہیں آپ ہی پروانہ ہم

ہمسے زندوں کو نہ سمجھے کوئی مجبور نشاط　　　پاس ساقی ہی دگر نہ لوٹ لیں میخانہ ہم

محدود زندگانی دنیا ہے اسقدر　　　ہر سانس پر گماں ہی کہیں آخری نہو

اے قیس نظر حسن حقیقت سے خبر دار ... سایہ ہے اسے لیلیٰ محمل نہ سمجھنا
جو ہوا اور ہوگا جو کچھ سب تمہارا کام ہے ... میں تو ہوں خود مختار یہ الزام ہی الزام ہے
تم حجاب نور سے باہر تو آجاؤ کبھی ... بے تامل سجدے میں گرنا ہمارا کام ہے
اب کہیں میں اور جلوہ طور نیاز ہے ... موسیٰ ابھی ساتھ ساتھ ہیں دیدار کیلئے
عشق بے پایاں ہے شرح شوق بے پایاں نہ پوچھ ... انتہا یہ ہے کہ اب جو لفظ ہے افسانہ ہے

ناچیز۔ ٹھاکر کلیان سنگھ خلف ٹھاکر مدن سنگھ میرٹھی شاگرد قلق میرٹھی ہیڈ مولوی ڈی۔ ایس۔ ہائی اسکول عمر ۵۹ سال کہنہ مشق خلیق اور باا ثر ہیں۔

استفادہ اسقدر ہے نالہ دلسوز نے مجھے ... شام غم آسان ہو جاتی ہے مشکل سے مجھے
دیکھنے کے قابل تھی اے ناچیز غرقابی مری ... آرزوئے دستگیری بعد ساحل سے مجھے

نالاں۔ ماسٹر گور بخش سنگھ ولد سردار سندر سنگھ ابن سردار بھگوان سنگھ ولادت ۱۸۹۰ء عمر ۴۳ سال آپ کے مورث اعلیٰ بلاقی سنگھ مہاراجہ گجپت سنگھ والی جنید کے حقیقی بھائی تھے۔

ابھی چھ سات برس کی عمر تھی اسکول میں داخل ہو چکے تھے کہ والد نے عین شباب میں کثرت مے نوشی سے انتقال فرمایا جب کوئی مربی نہ رہا سلسلہ تعلیم منقطع ہو گیا آوارہ گردی نصیب ہوئی تو چھوٹی پھپھی نے بڑی پھپھی کے پاس ڈرولی ضلع فیروزپور بھیجدیا۔ اور وہاں دیو سماج ہائی اسکول ضلع موگا میں داخل ہو گئے ابھی چھٹی جماعت میں تھے کہ شاعری کا شوق ہوا اتفاق سے اسکول کے

وہ استاد شاعری کا شوق رکھتے تھے دونوں میں شاعرانہ نوک جھونک ہوا کرتی تھی ان کی صحبت سے اس فن میں بہت مدد ملی اصلاح سخن بھی ہونے لگی۔ پھر مولانا محمد اسمٰعیل صاحب فائق دھرم کوٹی کی خدمت میں حاضر ہو کر اکتساب فن کیا فارسی علم ادب کی تکمیل جناب فائق سے کر کے پنجاب یونیورسٹی کے امتحان منشی فاضل میں کامیابی حاصل کر کے ۱۹۲۵ء انٹرنس پاس کیا اب ڈی یو سماج ہائی اسکول موگا میں فارسی کے مدرس اول ہیں۔

چمن والوں نے ملکر لوٹ لی طرز فغاں میری
سنے گا کون دنیا میں الٰہی داستاں میری
رلا دوں ہنسنے والوں کو ہلا دوں دل حسینوں کے
اگر اک روز بھی فریاد سن لے آسماں میری
حال کیا پوچھتے ہو شمع سے پروانوں کا
حافظ اللہ ہے ان سوختہ سامانوں کا
عشق نے تخت نشینوں کو کیا خاک نشیں
جو کہیں زیر اسے مرد ہیں میدانوں کا

نسیم۔ پنڈت دیا شنکر ولد پنڈت گنگا پرشاد۔ کشمیری لکھنوی ساکن کشمیری محلہ مصنف گلزار نسیم شاگرد آتش۔ ان کا کلام کسی تعریف اور تعرف کا محتاج نہیں ہے ۱۸۶۴ء میں انتقال کیا۔

روح رواں و جسم کی صورت میں کیا کہوں
جھونکا ہوا کا تھا ادھر آیا اُدھر گیا
سمجھا ہے حق کو اپنے ہی جانب ہر ایک شخص
یہ چاند اسکے ساتھ چلا جو جدھر گیا
بوئے گل غنچہ سے کہتی ہے نسیم
بات نکلی منہ سے افسانہ چلا
صد وا! بر گھر بار کو دیکھا تو کہا
عالم آب میں بھی ہوتے ہیں حبابے پیدا

نسیم اس چمن میں گُل تر کی صورت
پھٹے کپڑے رکھتے ہیں پردہ ہمارا

ہم شیشۂ شکستہ ہیں تم کیف موج مے
بنیاد عیش مٹنے ہی ہمسے بنا ہُو رنج

صدقے اس پروردگار پاک کے جسنے کیا
بہر طفل غنچہ پیدا شیر بے پستان صبح

کل تک جو شمع محفل عیش و نشاط تھے
جلتا نہیں چراغ بھی آج انکی گور پر

دل بدل آئینہ ہے دیر و حرم
حق جو پوچھو ایک در ہے دو طرف

کفر و ایمان دونوں جانب کی سنے
اسلئے گوش بشر ہے دو طرف

ذلت ہے جو پھیلائے بشر پیش بشر ہاتھ
یارب نہ کبھی ہاتھ کا ہو دست نگر ہاتھ

جب تک جیتے جی مرے کام آئیگی
کیا یہ دنیا عاقبت بخشائیگی

خم نہ بن کر خود غرض ہو جائیے
مثل ساغر اور کے کام آئیے

منت دلا کسی کی نہ اصلاً اٹھائیے
مر جائیے نہ ناز مسیحا اٹھائیے

خاکساری وہ ہے کہ ذروں پر
روز باران نور ہونا چاہیئے

کان میں سب کے اپنی بات نہ ڈال
آبرو مثل آب گوہر ہے

غنچے ہنستے ہیں یہ کہ گلچیں کو
خار ہے گل کی باس زر کیوں ہے

عہد پیری میں روانہ ہوئے یوں ہوش و حواس
صبح کو جیسے مسافر سے ہو منزل خالی

دہر میں کمیاب کیا نایاب ہیں
کیمیا درویش سچا آشنا

پہنچی نہ راحت ہمسے کسیکو اور اذیت کوش ہوئے
جان پڑی تب بار ستم تھے مر کے وبال دوش ہوئے

نشاط۔ منشی بخت بہادر بسوانی تلمیذ جگر بسوانی

نہ کچھ عرش پر ہے نہ افلاک میں ہے
غرض ہے جو کچھ وہ اسی خاک میں ہے

وہی پھول ہیں خار میں بھی وہی ہے
وہ گلشن کی خس اور خاشاک میں ہے

بشر جان دیدیکے ملتے ہیں اسمیں
کشش کونسی ہائے اس خاک میں ہے

نشتر۔ سرداری لال صاحب میرٹھی عمر ۲۰ سال

ضبط میں بھی ہوگئی رسوائیوں کی انتہا
ابتو اک اک اشک غم طوفان بداماں چاہئے

نرمل۔ آتمارام شرما ولد بی پی شرما۔ ورنیکلر ٹیچر کرر ہان اسکول ڈاکخانہ
بھٹو ضلع حصار۔ عمر ۲۵ سال۔

آتش غم سے میں جلکر ملگیا جب خاک میں
رو رہے ہیں قبر پر وہ یہ تباہی دیکھ کر

نظم۔ رائے ٹھاکر پرشاد صاحب صیغہ دار مصارف فوج حضور نظام

تم گئے جاؤ بھاؤ نہ جفائیں ہر روز
ہم ہی تمسے کبھی جائینگے حال اچھا ہے

نظم۔ منشی مکٹ بہاری لال صاحب فرخ آبادی تلمیذ رشید افرخ آبادی۔
عمر تخمیناً ۲۵ سال نومشق شاعر ہیں۔

ناز ہے حد سے سوا حسن پر اپنے انکو
وہ سمجھتا ہے حسینوں سے ہے دنیا خالی

نظم۔ راجہ رجن لال بیکنٹھ باشی شاگرد مینڈھو لال زار لکھنو

چشم سے اپنی بہا کرتے ہیں اکثر آنسو
ہم اگر چاہیں یہ چشمہ ابھی دریا ہو جائے

نظر۔ نرسنگھ پرشاد گورکھپوری بی اے۔ عمر ۲۲ سال تلمیذ اثیم

لطف میں فطرتی تمام منظر کوہسار کے
رنگ ہے آب نقرہ کا آب میں آبشار کے

نظر۔ منشی نوبت رائے ولد ماسٹر الفت رائے کایستھ سکسینہ ساکن محلہ نوازگنج شاگرد رشید آغا مظہر صاحب مظہر لکھنوی مصور بے بدل تھے اور اس فن کو منشی چندن لال سے حاصل کیا تھا خوشنویس بھی تھے ابتدائے عمر سے شاعری کا شوق تھا غزل محنت سے کہتے تھے۔ منشی کھنولال تائب کی تحریک سے رسالہ خدنگ نظر شایع کیا تھا جو دس برس تک جاری رہا پھر رسالہ ادیب کے اڈیٹر ہو کر الہ آباد گئے وہاں سال بھر رہ کر ترک ملازمت کر کے لکھنؤ چلے آئے کچھ دنوں خانہ نشین رہے پھر اودھ اخبار کی اڈیٹری ملی ۵۰ برس کی عمر میں ۱۹۱۶ء میں انتقال فرمایا۔ ایک مرتبہ نواب مرزا ملک شاگرد رشید لکھنوی کے مشاعرہ محلہ مفتی گنج میں ایک مطلع پڑھا جس کی داد شعرا نے بے انتہا دی۔

یا دل ہی مرا یا ترا نقش کف پا ہی
غل ہی کہ اک آئینہ سر راہ پڑا ہے

اسی طرح ایک مشاعرے میں یہ مطلع حاصل طرح مان لیا گیا۔

نزع میں دیکھا جو انکو اپنے پاس آتے ہوئے
اُٹھ گئے اکبار دونوں ہاتھ تھرّاتے ہوئے

ہندو شعرا میں ان کے معاصرین نے غزل گوئی میں ایسا مرتبہ نہیں پایا جو انکو حاصل تھا۔ تحقیق الفاظ کا بیحد شوق تھا۔

ہنستا ہے داغ جگر پر تھر ہے
پھول اُن کے ہاتھ کا توڑا ہوا

مطلب دل کا لب شمع سے پایا نہ جواب
سر دھنا رات کو پروانوں نے کیسا کیسا

یاد آتا ہے مزہ کس شیخ کی تعزیر کا
دلکو حسرت ہے کہ پہلو ڈھونڈیئے تقصیر کا

جانکر ٹھنڈی ہوا وہ چین سے سوتی تو ہیں
دم بھروں کیونکر نہ آہ سرد بے تاثیر کا

محو حیرت ہو رہا ہوں داغ حسرت دیکھ کر
بلبل تصویر ہوں میں گلشن تصویر کا

مر گیا زنداں ہی جب میں وحشی آتش نفس
بجھ گیا شعلہ چراغ خانۂ زنجیر کا

عشق نے لاکھ دیئے قلزم غم میں غوطے
پیرہن خشک رہا صورت گوہر اپنا

منزلت اپنی اگر غور سے دیکھی ہوتی
آپ میں حسرت تماشا میں تماشا ہوتا

اہل دنیا کو کسیدن نہوئی فکر عدم
کیا مسافر ہیں کہ جکو نہ وطن یاد آیا

کون رہتا ہے مذاق بیجل سے مطمئن
خندہ بیجا نے غنچوں کو پریشاں کردیا

اس سے پہلے اک پرستاں تھی مری بزم خیال
وحشت دل نے بھری محفل کو ویراں کر دیا

ہو رہا تھا مجھے انس عین خلوت میں ملال
آنسوؤں نے آکے دونوں کو پشیماں کردیا

راز جسکو فلسفی کہتے ہیں ہفت افلاک کا
ہے وہ اک جوہر مرے آئینہ ادراک کا

وہاں گور کو بجس نہ سمجھو پوچھنے والو
کہیگا حال خود بینا مرا مردہ زباں ہو کر

مد نظر ہے عالم فانی کی مجھ کو سیر
عینک بناؤں ڈھونڈ کے چشمہ حباب کا

مرا دل پھیر دیں ہیں عذر فردا سے در گذرا
قیامت میں سنے گا کون میری شور محشر میں

سرائے دہر میں مہماں نوازی بھی عجب شے ہے
خوشی سے پاؤں پھیلائے ہیں ارمان دلکے دامن میں

آخر شر کر لک غم نے ورق ہستی سے
صورت حرف غلط کردیا زائل مجھ کو

یہ کس انداز سے ہمکو مٹایا نا امیدی نے
تماشا ہی کہ ہم زندہ ہیں دل مردہ میں داخل ہی

وہ چراغ کشتہ تھی ہستی ہماری کیا
سمجھے ہزار سال جو دم بھر یہاں رہے

معشوق بےمروت و احباب خود غرض
سچ ہی وفا کی جنس کا دنیا میں کال ہی

ہی عارفوں کو نفس کشی باعث حیات
جی جاوٴ نہیں جو دلکی تمنا مرے کوئی

نگم۔ لالہ بلدیو سنگھ دہلوی۔

غنچوں کو لگ رہی ہی دنیا کی اب ہوائیں
ایسا نہو زیادہ ہی اور گل کھلائیں

نہال۔ کنور چندی سہائے صاحب خلف راجہ جیا لال گلشن۔ رئیس شہر لکھنؤ زبان فارسی میں مذاق کامل رکھتے تھے۔ اردو شاعری میں نواب عاشور علیخاں بہادر سے تلمذ رکھتے تھے۔ آپ کا سال پیدائش ۱۸۱۶ء اور سال وفات ۱۸۶۵ء ہی فن خوشنویسی کے استاد کامل تھے۔ طرز سخن حسب ذیل ہی۔

لکھا جو وصف دہن غیب سے ندا آئی
عدم کا قصد کیا تیرے دل میں کیا آئی

جو نخلبند ازل کا ہوا چمن میں خیال
نظر گلوں میں عجب شان کبریا آئی

غریق بحر محبت کی لی خبر نہ کبھی
خدا سے شرم نہ کچھ تجھکو ناخدا آئی

بہار گلشن ہستی ہی قائم شادی و غم سے
جو گل خنداں ہی گلشن میں تو گریاں شمع محفل میں

جہاں معشوق ہو عاشق وہیں اسکا پہنچتا ہی
چمن میں جائے پروانہ نہ بلبل آئے محفل میں

نہال اسکے کرم سے پار بیڑا ہوگا تیرا بھی
بچایا نوح کو طوفاں سے جسنے عین مشکل میں

نیؔر۔ منشی جگبندر ناتھ پشاوری خلف جبدار صاحب لالہ امیر چند گورنمنٹ پنشنر پشاور۔ ولادت ۱۹۱۱ء بمقام نوشہرہ ضلع پشاور عمر تقریباً اُنیس سال پہلے خلیلؔ افغانی سے تلمذ تھا۔ اب جناب بسملؔ صاحب پشاوری جانشین تاج الشعرا حضرت شاطرؔ صاحب سے تلمذ ہے۔ ۱۹ برس کی عمر ہے۔ نہایت خلیق ملنسار نیک طینت ہیں۔

میں منکر تو نہیں مالک خُدا ہے | مگر دل تو بتوں پر ہی فدا ہے
مری تقدیر کی خوبی زمانے سے نرالی ہے | کہ مر مر کے ملا ساغر تو وہ بھی مےؔ سے خالی ہے
دلِ لبریزِ الفت سے کبھی شکوہ نہ نکلے گا | وہی کالنسہ صدا ہے جو اندر سے خالی ہے
بلائیں ہر گلِ شاداب کی جی بھر کے لیتی جا | چمن میں آج ای بلبل نہ گلچیں ہے نہ مالی ہے

و

وحشیؔ۔ منشی کرشن سہائے بی اے وکیل کانپور عمر ۳۵ سال

منزلِ گور میں رحمت کا بھروسا کرنا | سونے والے اسی تکیہ کا سہارا کرنا
خندۂ برق بھی ہے خندۂ گل میں مضمر | چھیڑ غنچوں سے نہ اے بلبل شیدا کرنا
دیکھو او کوچۂ جاناں سے گزرنیوالے | اس جگہ فرض ہے ہر گام پہ سجدا کرنا

ورماؔ۔ گنگا پرشاد ورما ساکن پرتاب گڈھ مقیم ناگپور

کسطرح سے دیکھیں تری قدرت کے تماشے | آنکھیں تو ہیں موجود مگر نور نہیں ہے

وشنوؔ۔ بابو وشنو شنکر رجسٹرار دفتر کونسل لکھنؤ عمر ۴۰ سال

صبر سے کام لیا جب کسی شیدائی نے | جلوہ حسن دکھایا تری رعنائی نے

وفا۔ منشی بابولال صاحب اناؤ عمر ۴۵ سال۔ آپ اناؤ میں رجسٹرار قانونگو ہیں

فائدہ انساں کو کیا ہو کوشش تدبیر سے | زور کچھ چلتا نہیں بگڑی ہوئی تقدیر سے
قطع کرتی ہیں تعلق گھر سے جب وحشی تمے | سلسلہ کرتے ہیں پیدا خانۂ زنجیر سے

وفا۔ راجہ شیو کمار قوم کالیست کرے سرسی باستت ساکن کٹرہ ضلع الہ آباد نواب آصف الدولہ کے عہد مبارک میں وقائع نگار تھے۔ فارسی کا دیوان مرتب ہو چکا تھا۔ اردو میں کبھی کبھی طبع آزمائی کرتے تھے۔ سودا اور میر کے زمانے میں مشاعروں میں اکثر شریک ہوئے میر سے تلمذ حاصل تھا ۱۸۰۵ء میں انتقال فرمایا۔

مشتعل رات وہ آتش تھی مرے سینے میں | کہ نہ رکھا گیا ہاتھ اپنے جگر پر اپنا
مدتیں گزریں نہ یہ بھی تو ہوا ہائے نصیب | کہ کبھی دور ہی سے دیکھنا ہو جائے نصیب
پہنچیں یہ ہاتھ جو اس پائے نگاریں پہ مرے | ہمنشیں میں نے بھلا ایسے کہاں پائے نصیب

وفا۔ پنڈت میلا رام صاحب وفا لاہوری۔

کسکو نصیب ہوتے ہیں پھر جلسہائے عیش | جیتا ہے کون دیکھیے اگلی بہار تک
تم بھی کرو نہ جبر مری جان اسقدر | ہم بھی کرینگے صبر مگر اختیار تک
زیبا ہے جتنا فخر کرے سرزمین ہند | حصہ فقط اسی کا ولادت ہے رام کی
ایسا کوئی حریف سعادت نہ ہو سکا | تاریخ میں نظیر سعادت ہے رام کی

جی چاہتا ہی اُنکے قدم چوم لیجئے ۔ جنکے دلونپہ نقش ارادت ہی رام کا

وقار ۔ منشی گوردیال کاپی نویس کالیست ساکن محلہ نوبستہ لکھنؤ شاگرد منشی مینڈولال زار ۔ ۵۰ برس کی عمر میں ۱۹۰۹ء میں انتقال کیا ۔

یہ طرفہ آگ بھڑکی عارض تاباں کی الفت میں ۔ کہ جلتے استخواں ہیں شمع کے مانند تربت میں

نہیں ممکن کہ پہنچے کشتی امید ساحل تک ۔ ہمارا نا خدا خود غرق ہی دریائے نخوت میں

وقار ۔ بخشی نوندہ رائے صاحب لکھنوی کالیستہ ساکن نوبستہ ۱۸۸۵ء میں انتقال فرمایا ۔

بہار حسن سے گلزار آب آب ہوا ۔ لشکل قطرہ بنا غنچہ ۔ گل حباب ہوا

طلب کا خط مجھے بھیجا رقیب کے ہاتھوں ۔ ترحم آپ کا حق ہیں مرے عتاب ہوا

گلہ بتوں کا خدا سے کروں معاذ اللہ ۔ یہی کہونگا مجھے رنج بے حساب ہوا

وقار فرط ترد د سے جب دعا مانگی ۔ ندا یہ غیب سے آئی کہ کامیاب ہوا

وہبی ۔ منشی شیو پرشاد صاحب وہبی خلف منشی سُو بھارام وصفی لکھنوی کالیست تلمیذ آفتاب الدولہ قلق

غافلو یہ دار دنیا بھی مسافر خانہ ہی ۔ چار دن کی زندگی گزرا ہوا افسانہ ہی

ہ

ہوش ۔ لالہ شیو نرائن صاحب ساکن جرول شاگرد اثیم ۔ خلف دیوان بیجناتھ صاحب ۔

کسی گل اندام کا ہوں کشتہ گلوں کی چادر نہو تو کیا غم
گلوں سے سینہ ہی باغ رضواں تمام تربت مہک رہی ہی

زمانے میں بدنام ہو جان بھی دے　　حسینوں کی الفت کا حاصل یہی ہی

ہمدرد - بابو بشمبر ناتھ صاحب آنریری مجسٹریٹ و صدر خزانچی و رئیس کانپور عمر تخمیناً پچاس سال شاعری کا شوق بیحد ہے - اکثر مشاعرے بھی منعقد فرماتے ہیں .

بے پروبالی یہ میری مجکو نالاں دیکھ کر　　رو دیا صیاد بھی حال پریشاں دیکھ کر
اُٹھ گو دیوانے کا تیرے داخلہ زنداں میں　　کھینچکر اک آہ اور سوئے بیاباں دیکھ کر
مرنیوالے کو جگہ حسب وصیت جب نہ دی　　رک گیا از خود جنازہ کوئے جاناں دیکھ کر
بعد میرے میری شوریدہ سری پر سب اسیر　　سر ٹپکتے ہیں در و دیوار زنداں دیکھ کر
منفعل ہو کر پڑھا خوف خدا سے فاتحہ　　انکو یہ غیرت ہوئی گور غریباں دیکھ کر

ہمت - منشی بنسی دھر کایست سکسینہ بن رائے دیبی دین خلف منولال داری . شاگرد نادم ان کے شاگردوں میں منشی باقر علی ہمسر نواب کسری جاہ بہت مشہور تھے - ساکن محلہ نوبستہ کہنہ مشق شاعر تھے - قصہ ہنس جواہر آپنے اُردو میں نظم کیا ہے تحقیق الفاظ کا بہت شوق تھا صاحب تلامذہ تھے مشاعروں میں اکثر شریک ہوتے تھے سنہ ۱۸۸۰ء میں انتقال فرمایا آپ کا دیوان قلمی موجود ہے .

اسیر دام ہو کر بلبل شیدا نہ کر شیون ۔۔۔ شریک حال ہوتا کون ہے کسکی مصیبت میں
وہ وزرۂ دولت دنیا پہ نازاں ہو نہ اے منعم ۔۔۔ زمانے کا دگرگوں حال ہو جاتا ہے ساعت میں
ہوس بیجا ہے در عشق ہو شان و عیش کی ہمت ۔۔۔ ہوئے ختم کار دنیوی دم بھر کی فرصت میں

ہمدرد ۔ سردار راجندر سنگھ رئیس شاہ آباد ضلع کرنال ۔

خون ناحق رہے کہیں رنگ نہ لائے ظالم ۔۔۔ خاکساروں کو خدا کے لئے برباد نہ کر

ہنر ۔ بابو دیو کی نندن لال صاحب لائل پوری

یہ آرزو نہیں اصلا کہ عز و جاہ ملے ۔۔۔ فدا ہوں جسپہ الٰہی وہ رشک ماہ ملے

ہنر ۔ ڈاکٹر پورن سنگھ امرتسری چیف اوڈیٹر رسالہ چمن عمر تخمیناً ۴۰ سال

کرتا ہے کون ماتم بیکس جہان میں ۔۔۔ ہے شمع بھی خموش ہمارے مزار کی
جو مٹاتا ہے کسی کو خود بھی مٹجاتا ہے وہ ۔۔۔ مٹگیا دارا تو کیا باقی سکندر رہ گیا
دولت علم و ہنر وہ ہے نہیں جسکو زوال ۔۔۔ اے ہنر جو بے ہنر نکلا وہ بے زر رہ گیا

ہنر ۔ پانڈے سرسوتی پرشاد صاحب گورکھپوری شاگرد نسیم

دامن لحد کا دامن گلچیں سے کم نہیں ۔۔۔ اتنے چڑھائے پھول کسی گلعذار نے
اے عندلیب باغ میں کلیاں جو ہنس پڑیں ۔۔۔ کیا گدگدا دیا ہے نسیم بہار نے
سوئے کچھ ایسی نیند کہ کروٹ نہ لی کبھی ۔۔۔ کچھ راحت ایسی پائی ہے اہل مزار نے
بنا کوئی ستم جسوقت وہ ایجاد کرتے ہیں ۔۔۔ خدا کا شکر ہے پہلے مجھی کو یاد کرتے ہیں
کوئی تازہ ستم گلچیں نے توڑا ان گلوں پر کیا ۔۔۔ عنادل کیوں چمن میں اسطرح فریاد کرتے ہیں

نوٹ

تذکرہ ابھی پریس میں تھا کہ جا بجا سے شعرا کے حالات مزید موصول ہوئے یہ بات خلاف تہذیب تھی کہ میں اُنھیں نظر انداز کر دیتا اس لئے ترتیب کے خلاف لکھنے پر مجبور ہوا ۔

آشفتہ ۔ نرنجن سنگھ آشفتہ خلف بابو گنگا پرشاد منصف علی گڑھ رئیس دہلی بغرض تجارت آگرہ میں اقامت اختیار کی تلمیذ نثار

آپ رسوا نہوا کر دیا برباد مجھے ۔ تو نرالا ہے نرالی ہے تری شان جفا

اخگر ۔ پربھو دیال کانپوری تلمیذ حکیم ناطق لکھنوی ۔

دیکھنے والے اگر چشم حقیقت باز ہے ۔ دیکھ لے ہر ایک ذرہ جلوہ گاہ ناز ہے
آمد و رفت نفس بھی معرفت کا راز ہے ۔ ساز ہستی نغمۂ توحید کا آغاز ہے
دل کے نغمے منتشر ہیں غم کے آنسو خشک ہیں ۔ ساز ہستی کو زمانے کی ہوا ناساز ہے

آرزو ۔ بابو رام ناتھ پرشاد صاحب اڈوکیٹ الہ آباد

ہمنشیں اب قصۂ عہد جوانی کچھ نہ پوچھ ۔ کانپ اُٹھتا ہے جگر جب یاد کر لیتا ہوں میں

ادیب ۔ پنڈت لچھمی نرائن خلف پنڈت دیبی پرشاد صادق بریلوی مرادآباد ریلوے میں کسی اعلیٰ عہدے پر ملازم ہیں ۔

ہائے قسمت میں شریک بزم جانانہ نہیں ۔ شمع تو موجود ہے محفل میں پروانہ نہیں

اسیر ۔ اکھوری نند کشور ولد اکھوری بھکاری لال زمیندار ساکن موضع

بہاری ضلع گیا قوم کالیست شاگرد خلش گیاوی۔

ہر وقت ستاتے ہو جوار باب وفا کو　　کیا حشر میں تم منہ نہ دکھاؤگے خدا کو

کوچہ سے ترے اٹھ کے کہیں جا نہیں سکتا　　آرام ملا وہ مرے نقش کف پا کو

احقر۔ بابو رادھے شیام رستوگی ایم۔ اے۔ ایل ایل۔ بی خلف بابو رگھبر دیال زمیندار و رئیس لکھنؤ ولادت ۱۹۰۶ء اور ۱۹۲۷ء میں انگریزی ڈگری درجہ اول لکھنؤ یونیورسٹی سے حاصل کی اسی سال لکھنؤ یونیورسٹی میں بعہدۂ لکچرار زبان انگریزی ممتاز ہوئے۔ اردو و فارسی میں کافی استعداد رکھتے ہیں نہایت سلیم الطبع متین بامروت ہیں۔

جو دیا ہمیں وہ بچشم و سر نہ دیا تو اس پہ نہیں نظر
ہے عمل طریقہ صبر پر نہیں دخل کوچۂ آز میں
تجھے دیکھے کیسے کوئی بشر کسی بت میں آکے ہو جلوہ گر
کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباس مجاز میں
تو ہی گل میں ہے تو ہی بو میں ہے تو ہی موج میں تو ہی جو میں ہے
تو ہی نشو اور نمو میں ہے تو ہی جملہ نقش و طراز میں
اسے غور تو کرو تم ذرا ہمہ اوست کا ہے یہ مسئلہ
وہی ناز و حسن کی ہے حیا وہی عشق اور نیاز میں
جو مثال شمع ہو لو لگی تو وصال ہوگا ضرور ہی

جو حضور قلب ہو شیخ جی تو اثر بھی ہو گا نماز میں
شب و روز آ حقر بے ریا ہے پائے بندہ رہ رضا
تہ دل سے ایک یہی دعا ہی جناب بندہ نواز میں

افضل۔ رائے شنکر پرشاد سررشتہ دار دفتر توشہ خانہ حضور نظام دکن

جس طرف میں دیکھتا ہوں یار کی تنویر ہے
آنکھ کی پردہ میں بھی اس حور کی تصویر ہے

ازم۔ منشی شیاما چرن ولد منشی کھنی لال عرف منشی دیبی پرشاد ولادت ۲۶ اپریل ۱۸۸۱ء پیشہ مختاری قوم کایست متوطن بریلی شاگرد حلم بریلوی

آہ و فغاں میں ہجر کی شب کچھ اثر نہیں
کیسی یہ مبتدا ہی نکلتی خبر نہیں
کمبخت درد دل بھی قیامت کا درد ہی
کوئی علاج اس کیلئے کارگر نہیں
چشم پُرنم اُن سے سب کہدیگی حال درد دل
آنکھوں آنکھوں ہی میں ساری گفتگو ہو جائیگی
ایک ہی جلوہ نظر آیا ہمیں دونوں جگہ
کر چکے نظارۂ دیر و حرم اچھی طرح
دل کیا جگر بھی پھنک گیا برق جمال سے
خانہ خراب کر گیا ذوق نظر مجھے
ترقی کوشش و محنت ہی سے دنیا میں ہوتی ہی
تنزل اُنکا لازم ہی جو ہمت ہار بیٹھے ہیں

بیر۔ دہابیر پنڈت ہیڈ مولوی ادریش ایچ ای اسکول بتیا ضلع چمپارن

دیتی ہی مجکو قدرت صانع کا وہ پتہ
جو شے بنائی ہے مرے پروردگار نے

برق۔ پریم کمار جالندھری عمر ۲۰ سال

جس نے خود اپنا انتظام کیا   کی حکومت خدائی پر اس نے

تقدیر۔ بند لشری پرشاد وکیل گونڈہ عمر ۳۰ سال

چپ رہے ہم پھر بھی حالِ دل نہ پوشیدہ رہا   خاموشی گویا زبانِ حال کی آواز ہے

تاباں۔ منشی پرسوتم دیو کپور خلف جمعدار لالہ بالمکند صاحب کپور آئی اے ایس سی پنشنر انسپکٹر پشاور ولادت ۲۴۔ جولائی ۱۹۰۹ء بمقام پشاور ابتدائی تعلیم پشاور میں حاصل کر کے دھاریوال میں انٹرنس پاس کر کے جگجیت بڑودہ دا انجینئرنگ کالج امرت سر کے سب اوورسیری کی سند لی شاگرد خلیل افغانی دبل پشاوری عمر ۲۱ سال۔

پاؤں پھیلائے نہ چادر سے زیادہ کوئی   کیونکہ اس فعل میں کچھ عزت و توقیر نہیں

دھوم اس دنیا میں تھی جس تیغ جوہر دار کی   کاٹتی ہے کسطرح رگ رگ کے وہ میرا گلا

جہانگیر۔ سردار کیسر سنگھ ولد سردار بوٹا سنگھ ہیڈ ڈرافٹسمین امرت سری ولادت ۱۸۷۱ء تلمیذ شمس العلما پروفیسر آزاد دہلوی ابتدائی تعلیم ایبٹ آباد ضلع ہزارہ میں ہوئی۔ کچھ عرصہ تک لاہور میں انٹرنس پاس کر کے رڑکی میں سب انجینئری کا اعلےٰ امتحان پاس کر کے مختلف اضلاع پنجاب میں سپروائزر سب ڈویژنل آفیسری پر ممتاز رہ کر محکمہ انجینئری میں بیس سالہ ملازمت کے بعد گوشہ نشینی اختیار کی کلام مختلف اخبارات و رسائل میں شایع ہو چکا ہے نہایت کہنہ مشق اور خوشگو شاعر ہیں۔

بتوں کی محبت کا ہے جزو لازم　　خدا سے ذرا دور ہی دُور رہنا

دہیں تیوری چڑھی مجکو جو دیکھا تو پھیلاتے　　سوال وصل کا پردے ہی پر دہیں جواب آیا

خدا جو دے تو یہاں دید کی گدائی کر　　جہاں کو سے لیکے جہانگیر شاہ کیا ہوگا

عجب عشق کے شہر کا حال دیکھا　　یہ آباد ہوتا ہے ویران ہو کر

صید بسمل کے تڑپنے سے تغافل اسقدر　　ایکدن بجلی گرے گی خانۂ صیاد پر

دیر و حرم ہیں شیخ و برہمن کیو اسطے　　ہم جنکو پوجتے ہیں وہ پتھر ہی در ہیں

جہانگیر گھبرا گئے ایسی جلدی　　محبت ہے یہ کچھ حکومت نہیں ہے

میں ہتھکنڈوں سے حسینوں کے خوب واقف ہوں　　مجھے بھی ایسے ہی لوگوں سے کام رہتا ہے

کوئی ایسا نہیں ملتا کہ ملائے اُس سے　　یوں تو اپنی بھی زمانہ سے شناسائی ہے

دور ساغر دور گردوں ہو گیا　　چشم ساقی سے مروت اُٹھ گئی

جابر ۔ بابو جگل کشور بی۔اے۔ وکیل خلف منشی مادھو حزن قوم کایست ساکن محلہ رمنہ گیا شاگرد حشر بتوی ۱۹۱۰ء میں بعمر ۴۸ سال انتقال فرمایا

لڑا دینا آپس میں ہے کار دنیا　　جو سر ہے کسی کا تو پتھر کسی کا

نہیں پرہیز لازم خاک سے انسان کو ہرگز　　کہ آخر مٹی میں ملنا ہی اسکو جو بنا گل سے

جودت ۔ منشی جدو بیر سہائے خلف منشی بنواری لال متوطن مان پور قصبہ گیا شاگرد حشر و شفق و کوثر قوم کایست ۱۹۱۲ء ۵۵ برس کی عمر میں راہی عالم بقا ہوئے ۔

طور پر برق جو چمکی ہوئے موسیٰ بیہوش — جلوۂ رخ کے سوا اسمیں کوئی راز بھی تھا
کج ادائی نے تمھاری یہ اثر دکھلا دیا — پڑ گئے زلف سیہ فام میں خم آپ سے آپ

جذبؔ ۔ منشی رگھوا ندر راؤ وکیل عالم نگر

دولت علم و ہنر وہ ہے نہیں جسکو زوال — گلشن بنجار ملے عالی ہنر دولت نہیں
نفع ہو نقصاں ہو ۔ کر لو کام اپنا آپ ہی — غیر کے ہر کام میں اچھی مگر برکت نہیں

خیرؔ ۔ رائے نرہری پرشاد منتظم دفتر معتمد پیشکاری تلمیذ مولوی میر احمد علی

وحشت دل اندنوں ایسی گریباں گیر ہے — طوق گردن میں ہے میرے پاؤں میں زنجیر ہے

خرمؔ ۔ منشی ستیل پرشاد منصبدار حیدرآباد۔

ہوئی ہے جیسی کہ کن سے نمود ہستی کی — فنا بھی ہوگی یوہیں ایک روز ہو ہو کر

خلیقؔ ۔ راجہ دیبی داس سوم ۔ تعلقدار حیدرآباد شاگرد حفیظ جونپوری

نہ تو اکر ذرہ تجھے آنا ہے لے موت ضرور — گر شب ہجر میں آ جاتی تو احساں ہوتا

خمارؔ ۔ برجموہن لال بریلوی تلمیذ ہوش بریلوی

اُٹھی جبتک نہ دھواں دلسے نزاں ہوں کیا اشک — کہیں پانی بھی برستا ہے گھٹا سے پہلے
وہ بیکس ہوں سو بار آ کر قضا — سرہانے مرے نوحہ گر ہو گئی

خوبؔ ۔ خوب چند عرف بابالال حیدرآبادی تلمیذ ہرمز عمر ۶۴ سال۔

محبت ہے ترے تیر نظر سے — نکالوں کس طرح اسکو جگر سے

دہاتیؔ ۔ بابو ہری ہر پرشاد جنجل عرف لال بابو قوم اگروال خلف بابو

ہری کشن داس جنجل ساکن محلہ لہری ٹولہ گیا عمر ۶۰ سال. آپ کو اردو شاعری کا بیحد شوق ہے اکثر کلام ظرافت آمیز ہوا کرتا ہے. کلام میں جدت و تازگی ہے. متعدد ناٹک کے مصنف ہیں

بستان دہر میں یہ گلستاں ہے کس لئے نغمہ سرائے مرغ خوش الحاں ہے کس لئے
جب زندگی ہی اپنی دہاتی ہے بے ثبات عیش و نشاط کا سر و ساماں ہے کس لئے
دنیا کا انقلاب دکھانے کیواسطے محتاج مجکو کر دیا دانے کیواسطے
راحت جو بعد رنج دہاتی ہوئی نصیب اچھا سبق ملا یہ زمانے کیواسطے

دلبر. ٹھاکر مہپال سنگھ رئیس ادسر کوٹ ضلع گونڈہ

دُھری مصیبتوں کا قاتل کو سامنا ہے دامن پہ کچھ پڑے ہیں کچھ داغ آستیں پر

دل. بابو فیروز چند بھنڈاری سب انسپکٹر حیدر آباد سندھ تلمیذ دبیر

مجی ہے دعوم بہت جب سے لن ترانی کی یہ آرزو ہے کبھی انسے گفتگو ہوتی
کعبۂ دل بتوں کی جا بھی ہے حرم پاک کبریا بھی ہے

ریحاں. بھگوتی پرشاد صاحب بی. اے ایل ایل بی وکیل. گورکھپور. شاگرد وسیم،

کیا کہئے حال ہستی ناپائدار کا جھونکا ہو کوئی جیسے نسیم بہار کا
جسکے کرم سے باغ جہاں ہے ہرا بھرا ریحاں مجھی ہے عشق اسی گلعذار کا

رند. گنگا پرشاد لکھنوی شاگرد جرأت دہلوی ۱۸۵۲ء میں انتقال کیا

روتا ہوں چپکے چپکے آتا ہے یاد جس دم   وہ دیکھنا کسی کا نظریں چرا چرا کر

سنبہی۔ پنڈت رام سنبہی ساکن قصبہ ریواڑی ضلع گوڑگانوں تلمیذ سائل دہلوی عمر ۴۸ سال۔

کونسا گھر ہے کہ جسمیں نہیں چرچا تیرا   دیر ہو یا ہو حرم ذکر ہے ہر جا تیرا

سحر۔ پنڈت ہر نرائن خلف پنڈت دیبی پرشاد صاحب صادق بریلوی آپ بسلسلۂ ملازمت ڈیرہ دون میں قیام رکھتے ہیں

تپ غم ہم سراپا عشق ہیں تیری جوالی ہیں   جگر پر داغ تن پر آبلے سینے میں چھالے ہیں
میں اپنی موت کا خواہاں خضر ہیں زیست کے طالب   انھیں جینے کی حسرت ہے مجھے مرنیکے لالے ہیں

سحر۔ منشی اقبال ورما ہنگامی۔

دُرے اجل نے زمانہ کو رنج و غم کیا کیا   دلوں پہ موت کے ہاتھوں ہوئے ستم کیا کیا
بچا نہ شاہ بھی اِس سے فقیر بھی نہ بچا   غریب بھی نہ بچا اور امیر بھی نہ بچا
نہیں ہے دہر گزر گاہ خاص و عام ہے یہ   کچھ اسمیں شک نہیں عبرت کا اک مقام ہے یہ

شعلہ۔ منشی بنواری لال کالیست بیکنٹھ باشی بریلوی تخمیناً ۵۵ سال کی عمر سنہ ۱۹۱۶ء میں انتقال کیا

ہمنے آہ دلِ ناکام سے وہ کام لیا   کہ فلک پر کے فرشتوں نے بھی دل تھام لیا

صبور۔ کنور گوپال سہائے خلف راجہ جیالال گلشن ولادت سنہ ۱۸۲۱ء شاگرد آتش۔ شاہی میں بخشی فوج تھے۔ انگریزی میں نائب تحصیلدار ملیح آباد اور

ایک سال کے بعد ریاست گوپال پور کے نائب ہوئے فارسی کے اچھے نثار تھے سنہ ۱۹۰۱ء میں انتقال فرمایا۔

حبب نہ اثبات دہن ٹھہرا یہی ثابت ہوا
بات جو ہی یار کی وہ غیر کی آواز ہی

مال دنیائے دنی کی میں نہیں رکھتا ہوس
بندیاں روز ازل سے باب حرص آز ہی

رازق مطلق کو عسرت میں نہ بھولے آدمی
بند ہی گر ایک در تو دوسرا در باز ہی

صادق: جھجو سنگھ صاحب بی اے وکیل اجّین متوطن بلند شہر عمر ۴۸ سال

نہ لے ساتھ اپنے گناہوں کا توشہ
عدم کے مسافر سفر کرنے والے

غم و رنج و اندوہ و حرماں فقط ہیں
تسلی مری وقت پر کرنیوالے

صاحب۔ صاجرائے مورّخ کالیست ہمثیل تارنجگو تھے عہد آصف الدولہ کے شاعر تھے۔ مشہور ہے کہ نواب آصف الدولہ عیش باغ کے پھاٹک سے جا رہے تھے دیکھا کہ پھاٹک پر جو مٹی کا شیر ہے اسکے منہ میں طوطے نے اپنا گھر بنایا نواب نے مسکرا کر صاجرائے کی طرف دیکھا اُنھوں نے ہاتھ باندھ کر عرض کی

قربان شہ کے صدقے کیا عدل کا نشاں ہی
جو شیر کے دہن میں طوطی کا آشیاں ہی

عاصی۔ منشی طوطارام کالیست بلگرامی سنہ ۱۲۶۰ھ میں انتقال کیا۔

تر ہو گئی مسی ترے لب کی شراب سے
حیراں ہوں رات بھیگ گئی آفتاب سے

غمخوار۔ بھگوان داس صاحب ملازم ڈاکخانہ صدر گورکھپور۔ تلمیذ

غم گورکھپوری۔

آنسو بہائے قبر پر اس گلعذار نے — کیا رو کے کہہ دیا مری شمع مزار نے

غریب۔ منشی شیام سندر لال صاحب گورکھپوری شاگرد غم گورکھپوری

غرہ بہت بہار کو تھا اپنے حسن پر — شرمندہ کر دیا اسے تیرے نکھار نے

فصیح۔ منشی ربہادر فصیح پنشنر ساکن کٹڑا خدایار خاں لکھنؤ۔

نہیں دل کوئی بھی ایسا نہو جسمیں جا تیری — سمائی نور بنکر چشم عالم میں ضیا تیری
نتائج اپنے ہی اعمال کی پاتے ہیں دنیا میں — ہمیں اے آسماں ہوگی ستایش ناروا تیری
ترے اسرار انساں کی سمجھ میں آ نہیں سکتے — جہانتک ہم پہنچے شان ہے اس سے سوا تیری
نہ کعبہ ہی مکاں تیرا نہ بتخانہ ہے گھر تیرا — جو آنکھیں ہوں تو ہر دل میں نظر آتی ہے جا تیری

فروغ۔ کنور بدری کرشن رئیس سکندر آباد وکیل دہلی۔

بت و بتخانہ و دیر و کنشت و کعبہ و مسجد — متاع پارسائی سب ہوئی جاگیر میخانہ

فدا۔ پنڈت برج کرشن گنجور جوائنٹ سکریٹری انجمن نقاد سخن فیض آباد
خلف پنڈت دیا کرشن صاحب گنجور کشمیری ثم فیض آبادی عمر ۲۲ سال
اردو فارسی انگریزی میں کافی قابلیت رکھتے ہیں۔ فی الحال اسٹار پرنٹنگ
پریس لکھنؤ میں منیجر ہیں۔ نہایت خلیق ہیں۔

قطرہ خون جگر کی دیکھئے نیرنگیاں — آنکھ میں آنسو بنا دامن میں دریا ہوگیا
نظر آیا جو کہیں دیکھنے والا کوئی — جلوہ دوست بھی پردہ سے نمایاں ہوتا

اب رکھا کیا ہے وہاں حضرت آدم بھی نہیں | لطف آتا جو کوئی خلد میں انساں ہوتا
ہمیں اس نزع کے عالم میں بھی آرام آجائے | بوقت آخری گر یار کا پیغام آجائے
کیا مسرت دے مجھے باد صبا | میرے پہلو میں دل ناشاد ہے

قیس۔ رام پرشاد وکیل گیا خلف منشی سنجیون لال دیوان راج ریاست ٹکاری تلمیذ اکبر دانا پوری اُردو شاعری کا نہایت شوق تھا ایک انجمن لٹریری کلب گیا کے نام سے قائم کیا تھا جسمیں ہر مہینہ مشاعرہ ہوتا تھا۔ دیوان مرتب ہو چکا تھا ۱۹۰۸ء میں انتقال فرمایا۔

چلے باغ دنیا سے کیا لیکے ہم | نہ کچھ رنگ لائے نہ پھولے پھلے
عجیب شان سے دیکھا ہے اسکو پہلو میں | ہمارے خواب کی تعبیر دیکھئے کیا ہو
شوق سے آئے تھے تربت کے مٹانیکے لئے | چپ کھڑے ہیں آپ کیوں گور غریباں دیکھکر

قصیر۔ منشی گوری شنکر صاحب شاگرد ظہیر دہلوی

تمہارا کیا اجارہ ہے دکھائیں کیوں بتائیں کیوں
کہیں سے لائے ہیں تصویر ہے اک بیمروّت کی
نکل آیا ہے کیا انکار میں اقرار کا پہلو
بڑے موقع پہ کچھ انکی زباں نے آج لکنت کی

قمر۔ بدری پرشاد صاحب بی اے ایل ایل بی۔ وکیل گورکھپور شاگرد وسیم
تو نے اللہ کا گھر کعبہ نشیں دیکھ لیا | میں نے بتخانہ میں کعبہ کا مکیں دیکھ لیا

کمتر۔ بابو کنھیالال رستوگی ایم اے۔ (فارسی) خلف بابو رگھبر دیال زمیندار و رئیس لکھنؤ ولادت ۱۹۰۸ء اور ۱۹۳۰ء میں لکھنؤ یونیورسٹی سے فارسی ایم اے کی ڈگری درجہ اول حاصل کی فارسی مضمون نگاری میں کامل مہارت ہے۔ نہایت خوش مزاج اور خلیق ہیں۔

پرند مشت پر وہ اشرف المخلوق انساں ہے یا — کہاں سے لائیگی بلبل دہن میرا زباں میری
مجازی ہی فقط زینہ ہے اک عشق حقیقی کا — کھلے جو چشم دل تو شیخ دیکھے نرد باں میری
جلال باغبان باغ عالم کا تصور ہے — ہمیشہ گل کھلاتی ہے بہار بے خزاں میری
نہیں چھوٹیگی زندی شیخ جی جنت کے وعدہ پر — وہ ارزاں اور نسیہ۔ نقد یہ جنس گراں میری
رہے جسکی ثنا میں سب رسول و انبیا عاجز — لکھوں حمد و ثنا اسکی کہاں تاب و تواں میری
بہت بے چین ہے یہ قطرۂ مہجور مدت سے — تمنا ہے کرے امداد بحر بیکراں میری
نہیں کمتر کی خوبی شاعری الہام غیبی ہے — عبث کرتی ہیں مدحت شاعران نکتہ داں میری

کیفی۔ پنڈت برجموہن ناتریہ دہلوی کہنہ مشق شاعر ہیں عمر تخمیناً ۸۶ سال

خاک دیر و کعبہ کی خوب چھان لی تو نے — اب ذرا جھکا کر سر دیکھ دل کے منہ میں
دیکھ اے تماشائی گل ہے رنگ و بو بالکل — امتیاز نا ممکن ہے عرض سے جوہر میں

عاجز۔ بابو کنھیالال صاحب ورما عاجز بوڈھانی نیشنر اسٹیٹ سر موزنا ہین

زباں کو ہے کہاں طاقت تری مدحت سرائی کی
قلم بھی لکھ نہیں سکتا صفت تیری ثنا تیری

نہ ہو جب تک اشارا تیرا پتّہ بھی نہیں ہلتا
وہی ہوتا ہے اے مالک جو ہوتی ہے رضا تیری

حسرت۔ منشی آتمارام خلف رائے دولت رام نبیرۂ راجہ کنور سین بہادر دہلوی سنہ ۱۹۰۳ء میں انتقال کیا۔

دیکھا جدھر اُٹھا کے نظر خاک کر دیا
دل کیا بچے کہ تیرے اشارے بلا کے ہیں

حیران۔ منشی رام نرائن خلف منشی میکو سنگھ دہلوی قوم کھتری۔ تلمیذ داغ دہلوی۔

مر گئے تو مٹیں تمنائیں
نکلے ارمان خاک میں مِل کے

قرینے کا مذاق اچھا سلیقہ کی ہنسی اچھی
پسند خاطر احباب ہو وہ دل لگی اچھی

صوفی۔ شاہ حسن بنارسی عمر ۵۰ سال پیشکار کلکٹری بنارس۔

اب تو صوفی درمیاں سے اُٹھ گئے سارے حجاب
میری اسکے رشتہ تار رگ جاں رہ گیا

شایق۔ بابو بہاری لال صاحب تانگڑی کھتری پرادھے۔ خلف بابو ہنومان پرشاد جی۔ ولادت سنہ ۱۸۷۱ء مڈل کلاس پاس کر کے انگریزی کتابوں کی دوکان چوک میں کھولی۔ کچھ دنوں بنارس کے محکمۂ ریلوے میں رہ کر ملازمت ترک کر کے لکھنؤ چلے آئے۔ کوٹھی نمبر ۱۴ واقع قیصر باغ لکھنؤ میں اقامت گزیں ہیں۔ حالانکہ آپ اردو نوشت و خواند سے ناواقف ہیں۔ مگر صحبت شعرا سے کلام اچھا ہوتا ہے۔ سنہ ۱۸۹۲ء سے شاد پسر دبیر لکھنوی

سکے شاگرد ہیں۔ غزل ہندی میں لکھتے ہیں اور داد سخن پاتے ہیں۔

لگا خدنگ دو شعبہ ہی نوک مژگاں کا
بغل میں دل بھی ہی زخمی مرا جگر کیطرح

شادی کی اب امید ہی پیرانہ سری میں
جھڑتے ہیں مری پھول چراغ سحری میں

گر بلندی پر ستارہ ہو مری تقدیر کا
بام پر نظارہ ہو اس ماہ پر تنویر کا

مشتاق۔ جگنا تھ پرشاد متوطن بنارس تلمیذ آفاق

حسن تھا جبتک نہ ظاہر عشق کی شہرت نہ تھی
شمع جب روشن نہ تھی پیدا کہاں پروانہ تھا

غور سے دیکھا تو اے مشتاق ثابت ہوا
کوئی بھی اپنا نہ تھا جو تھا یہاں بیگانہ تھا

نشتر۔ بابو ہر گوبند دیال وکیل اور بی اے تلمیذ قمر لکھنوی

دیکھکر پھولونکو یہ بیساختہ گزرا خیال
اکدن آخر ہیں یہ گلچیں کی دامن کیلئے

تم بھی نشتر چھوڑ کر اکدن اسی کے ہو رہو
جسکی رحمت ایک سی ہی دوست دشمن کیلئے

شاطر۔ شمبر سہائے خلف نرائن داس صاحب ولادت ۱۸۶۹ء ویش اگروال تلمیذ عیاں میرٹھی زمیندار موضع بسوت ساکن موضع ہرچند پور ضلع میرٹھ۔ اردو فارسی انگریزی جانتے ہیں عمر ۴۱ سال۔

رہروان رہ الفت کا نہ پوچھو احوال
تھک کے یہ بیٹھیں جہاں بس وہیں منزل ہوجائے

آنسے کھلینگی جب بلبل قفس کی تیلیاں
تب کہینگے سوز دل کو تیرے پرتاثیر ہم

باغ عالم کے کرشمے اور تو دیکھے سبھی
دم نکلتے دیکھنا ہی عاشق دلگیر کا

جوہر۔ بابو متھرا پرشاد بساریہ سب ڈپٹی انسپکٹر مدارس ضلع بہرائچ

یہ نا عیش سے تیری بسر ہوتی ہی دنیا میں — مگر کچھ فکر عقبیٰ کی بھی دُنیادار کر لینا

مائل۔ بابو بھولاناتھ مائل ساکن مڈپورہ

دل کو تباہ کیجئے پر دیکھ بھال کے — یہ ٹوٹا پھوٹا گھر حرم کردگار ہے

برشتہ۔ پنڈت رام چرن متوطن قصبہ نجف گڑھ

برشتہ بھی آکے بادہ الفت کا اک ساغر — چڑھا کر ہو گیا ہی عاشق دلگیر منخانہ

ملا۔ پنڈت آنند رام ملا۔ ایم اے۔ ایل ایل بی کشمیری ثم لکھنوی خلف پنڈت جگت نراین صاحب وائس چانسلر لکھنو یونیورسٹی سابق وزیر لوکل سلف گورنمنٹ ولادت ماہ ستمبر ۱۹۰۱ء عمر ۲۹ سال تلمیذ مولوی برکت اللہ رضا مرحوم آپ کا شمار لکھنؤ کے کامیاب کلا میں ہی۔

نقل اندر سے لگا لیتے ہیں زندانوں میں — اُف تمنائے اسیری ترے دیوانوں کی

نظر۔ رائے ٹھاکر پرشاد صیغہ دار حیدرآباد دکن

نامہ بر کہنا زبانی بھی یہ اسکو دیکے خط — عاشق مایوس کی یہ آخری تحریر ہے

ہنر۔ بابو دیو کی نندن لال صاحب الہ آبادی شاگرد نظر۔

کیا لکھوں اس سے زیادہ خوبی قسمت کا حال — ایک خط میں سو جگہ بگڑی ہوئی تقدیر ہی

رونق۔ ماسٹر لچھمی نرائن دھون خلف بابو بالکرشن ولادت ۱۸۸۳ء مقام سوندھی ٹولہ لکھنؤ شاگرد شاد دبیر میر لکھنوی قوم کھتری اگروال تعلیم ایف اے پاس سابق سکنڈ ماسٹر جوبلی ہائی اسکول حال پنشنر سررشتہ تعلیم آپ کے

بزرگ اکبرآباد کے متوطن تھے۔ غدر کے بعد والد اور چچا لکھنؤ میں بصیغہ ملازمت مسکن پذیر ہوئے دادا بابو گوپال سنگھ بھی لکھنؤ چلے آئے نہایت شریف اور نیک نفس بزرگ ہیں۔ اُردو فارسی انگریزی میں اچھی قابلیت رکھتے ہیں۔

سر بلندوں کو کیا قدرت نے رونق لپت یہ — رنگ پیلا پڑ گیا غیرت سے چرخ پیر کا
واہ کب ساقی کو میرا دھیان آیا حیف ہے — جبکہ میری عمر کا لبریز پیمانہ ہوا
تنگ آکر زن دنیا سے عدم کو جو گیا — نام اسنے نہ لیا لوٹ کر گھر آنے کا
قاتل نے جب چکایا قصہ رگ و گلو کا — خنجر کے منھ پہ میرے زخموں نے خون تھوکا
نیکو کی عیب جوئی ہے باعث فضیحت — منہ پر پڑیگا اُڑ کر گر آسماں پہ تھوکا
پتہ کیا پوچھتے ہو دلستاں کا — وہ باشندہ ہے ملک لامکاں کا
ذرا حظ نہ ہمکو ملا زندگی کا — گزر سب زمانہ گیا زندگی کا

اشک۔ رام سرن پرشاد ساکن سمھری

کیسے بیدرد ستمگر یہ حسین ہوتے ہیں — لیکے دل لاکھوں کا پھر پردہ نشیں ہوتے ہیں

اثر۔ منشی مولچند صاحب عرف بابو پرشاد کایستھ سریواستو دوسرے رئیس زمیندار پسر اکبر جناب منشی مینڈی لال صاحب متوطن خیرآباد۔ محلہ بھولن پور۔ ضلع سیتاپور پہلے عیش تخلص تھا۔ شاگرد مولوی حسن علی خاں صاحب حسنؔ رامپوری۔ فن شعر و انشا و تاریخ میں مہارت تامہ

رکھتے تھے۔ خط نستعلیق و خط شکست اچھا تھا۔ اُردو میں ایک ناول "چاک گریباں" اور متعدد قومی نظمیں۔ قصائد۔ تاریخ۔ چند غزلیں ہیں زیادہ کلام فارسی میں ہے۔ ۴۵ برس کی عمر پاکر ۱۹۰۶ء میں وفات پائی۔

ہشیار ہوں جو عاشق کیف شراب ہوں چونکیں جو محو نغمۂ چنگ و رباب ہوں
جاگیں جو مست لذت خواب شباب ہوں اب ڈ لیسے متعدیٔ کار صواب ہوں
دیکھیں بچشم ہوش جو حالت ہے قوم کی
بس حد بھی ہو چکی ہے تغافل کی نوم کی

نہو جو دل سے جویائے حقیقت وہ پہنچے کیسے اسرار نہاں تک
اثر کرنا تھا اُنکے دلمیں اے آہ کیا کیا تو نے جاکر آسماں تک
کریں کیا خوبیٔ قسمت کا شکوہ رقیب اپنا بنا ہے راز داں تک
رخصت دیدار گر دی ہے توفیض جود سے ضبط بھی مجھ کو عطا ہو جلوہ دیدار کا
بُت پرستی بادہ خواری میں کٹا عہد شباب اب اثر توبہ کرو ہے وقت استغفار کا

آرام۔ منشی لچھمن لال کایست دہلوی شاگرد میر انشا اللہ خاں انشا

ہمدمو مجھ سے یہ کہتے ہو، تو یار سے مل اسکو سمجھاؤ ذرا یہ کہ نہ اغیار سے مل

احمر۔ بابو کرشن دیو بھونوی نکلی مارکیٹ کراچی

قاصد اتنا انھیں پیغام زبانی دینا کس خطا پر نہ مجھے اے دوست فراموش مجھے

انکسار۔ لالہ سرجو پرشاد صاحب لکھنوی شاگرد احسان شاہجہانپوری

والبتہ جوانی تھے لطف زندگی کے
پیری نے منہ دکھایا اب کیا کرینگے جی کے

مرنے پہ کون کسکے آتا ہے فاتحہ کو
اپنے پرائے ساتھی ہوتے ہیں جیتے جی کے

الفت۔ اننت رام ساکن پٹنہ عظیم آباد

دل ہاتھ سے سمجھ کے حسینوں کو دیجئے
قصہ نہیں سنا ہے فرشتوں کی چاہ کا

کچھ ہے حفیظ گورکا اے منعمو خیال
دو دن فقط بلند ہے گوشہ مزار کا

برہم۔ جناب پنڈت امبکا پرشاد صاحب دکشت برہمن ولد جناب پنڈت گردیال جی صاحب وکیل ولادت مضافات کانپور۔ متوطن لکھنؤ یہاں تعلیم ایم اے تک حاصل کی۔ جبلپور میں فارسی کی پروفیسری پر مامور ہوئے۔ ۱۸۸۹ء میں جوبلی اسکول میں سکنڈ ماسٹر ہوئے۔ ڈائرکٹر صاحب سے ناچاقی ہونے پر ترک روزگار کر کے محکمہ پولیس میں کورٹ انسپکٹری پر معین ہوئے۔ تھوڑا زمانہ ہوا انتقال کیا۔ قدر بلگرامی کی شاگرد تھے

ساری دنیا ہے غریب الوطنوں کا مسکن
ہائے کس سے کوئی پوچھے وطن کسکا ہے

دلمیں عاشق کے اتر جائے جو نشتر بنکر
ایسا ناصح کی سوا اور سخن کسکا ہے

بیدار۔ کیدار ناتھ صاحب اسسٹنٹ ماسٹر اسکول کھیرا گڑھ

دوست کا دوست کو بھی رنج نہیں ہوتا ہے
پھول بھی گریہ شبنم پہ کہیں روتا ہے

بہار۔ الکھوری شیونندن پرشاد کایست ہیڈ ماسٹر اسکول اروَل۔

شاگرد داغ دہلوی۔

فائدہ خاک جمع زر میں نہیں　　　کچھ نہیں خیر اگر بشر میں نہیں

برق۔ پریم کمار آذری عمر تخمیناً ۲۲ سال۔

چار حرف آرزو سننی ہیں تم کو ناگوار　　　تم سنو گے خاک لیسے داستان آرزو
گلشن عالم کا منظر بھی ہے کتنا دلفریب　　　تنکے تنکے پر بندھا ہے آشیان آرزو

امیر۔ گوبردھن پرشاد ۱۹۰۳ء میں انسپکٹر پولیس ضلع بھاگلپور تھے۔

جذبۂ دل کی ہیں تاثیر دکھاتا تم کو　　　مرے قابو میں میری جان اگر دل ہوتا

تاالف۔ ماسٹر بھولا سنگھ ٹیچر لوئر مڈل اسکول مغطم۔ تحصیل فاضلکا۔ ضلع فیروزپور عمر ۲۵ سال۔

دم گریہ مجھے وہ چھوڑ کر کیوں جاتے ہیں　　　ایسے طوفان میں دریا کا سفر کرتے ہیں
دشمن اپنا وہ بنا لیتے ہیں اک دنیا کو　　　اس زمانے میں جو اظہار ہنر کرتے ہیں

جوش۔ مسٹر موہن سنگھ ڈسٹرکٹ جیل میرٹھ

ای نسیم سحری تو نے اڑا دی افسوس　　　رونق بزم فقط خاک تھی پروانے کی

حسرت۔ بشن داس۔ محکمۂ نہر مالاکند ضلع سیتاپور

مجھ کو نفرت ہے نمود و نام سے　　　کام رکھتا ہوں میں اپنے کام سے
چھوڑ دنیا کی ہوس گر مرد ہے　　　زندگی ہو گی بسر آرام سے

رسا۔ کشن دیال الہ آبادی

عشق وہ زخم ہی جسکا نہیں کوئی مرہم — یہ مرض وہ ہی کہ جسکا نہیں درماں دیکھا

رند۔ پنڈت رام متوطن تھانہ بھون۔

حافظ و ناصر خدا ای رند اب جاتی ہیں ہم — بول اٹھا دل یار کی ناز و ادا کو دیکھ کر

سائل۔ جناب خزانچی لال دہلوی مقیم سہارن پور۔

دو روزہ زیست میں لیں اپنے سر برائی کیا — کریں تمھاری طرح ہم بھی بیوفائی کیا
بجز مروت و اخلاص و دوستی و وفا — بتائیے تو سہی ہم میں ہی برائی کیا

سوسن۔ ہر پرشاد ہیڈ کلرک سررشتہ تعلیم ضلع سیتاپور۔

چلے آتے تھے گھر پر بے بلائے — مری بھی راہ پر قسمت کبھی تھی

سفیر۔ بابو جوتی پرشاد وکیل متھرا۔

ابھی کل تک جو دیدہ زیب تھے گلزار عالم میں
صبا سر پیٹتی ہی آج ان پھولوں کے ماتم میں

شجاع۔ منشی رام لال شجاع متوطن کھاچر

بخت سیہ نے بعد فنا یہ اثر کیا — کم کم ہی روشنی مری شمع مزار میں

شہیر۔ منشی لوک چند منشی فاضل ادیب فاضل متوطن مقام سیٹری
ڈاک خانہ مورنڈا ضلع انبالہ۔

آپ کی بزم تو بہتر ہے مجھے جنت سے — زندگی ہمیں گزرتی ہی عجب راحت سے
دیکھنا ہو جس کو آ کر دیکھ لے — جان باقی ہے ابھی بیمار میں

شفق۔ کرتار ناتھ شفق شیدائی متوطن سیال کوٹ عمر تخمیناً ۲۰ سال

انسان کا حیات پہ کب اختیار ہی ۔۔۔ سلے بے خبر اجل تری سر پر سوار ہی

شفق۔ کنجبہاری لال شفق وکیل۔ راج بجے پور شاگرد قلق میرٹھی۔

اب اسکی جستجو ہے اور میں ہوں ۔۔۔ تفحص چار سو ہے اور میں ہوں

صبا۔ پربھی چندلال صاحب رئیس پورنیہ۔ شاگرد شوق نیموی۔

عشق لیلی کا اگر قیس کو کامل ہوتا ۔۔۔ مانع دید نہ کچھ پردۂ محمل ہوتا

صابر۔ بید نرائن سنگھ صاحب اہلکار ریاست اجیگڑھ۔ شاگرد یاس لکھنوی۔

نغمہ طرازیوں کی فرصت مجھے کہاں ہی ۔۔۔ رخصت ہے فصل گل کی کانٹوں میں آشیاں ہیں

ضیا۔ بابو ہرش چندر بی اے ایل ایل بی وکیل دایونند پوری۔ عمر ۳۰ سال۔

پوچھتے کیا حال ہو مجھ خانماں برباد کا ۔۔۔ مشغلہ ہی آہ کا یا شغل ہی فریاد کا

وہ قیامت کا سماں میری نظر میں کیں نہو ۔۔۔ آہ کرنا اور مٹ جانا دل ناشاد کا

طرب۔ متصدی لال صاحب کایست خلف مرلی دھر صاحب عطار شاگرد ظہور۔

ہمارا خون برابر بہائے جاتے ہیں ۔۔۔ وہ اپنے پاؤں میں مہندی لگائے جاتے ہیں

عاشق۔ گوکل چند کھتری متوطن تھانہ بھون شاگرد شوکت میرٹھی

حسن کا سودا کرتے ہیں وفا کو دیکھ کر ہم بھی دینگے نقد دل جور و جفا کو دیکھ کر

غش۔ راجہ بہادر ساکن موضع اسولی مقیم لکھنؤ

سمجھ میں کچھ نہیں آتا کشش کیسی ہے منزل میں
وہ آتے ہیں مری آنکھوں سے ہو کر خانۂ دل میں

فائق۔ کنجبہاری لال صاحب کانپوری۔

ان کی شوخی تو دیکھئے فائق پوچھتے ہیں مزاج بسمل سے

فدا۔ کاشی ناتھ صاحب شاگرد واجد ساکن تھانہ بھون۔

تھا مقدر میں غم جدائی کا کیا گلہ ان کی بیوفائی کا

کمال۔ لالہ جگناتھ صاحب ساکن نور محل تلمیذ جوش ملیسانی

بڑی مدت کے بعد آخر طلسم بیخودی ٹوٹا
بیان غم کیا پھر آنسوؤں نے ترجماں ہو کر
اٹھا اور اٹھ کے سر قدموں پہ اُنکے ڈالکر میں نے
سنائی داستاں اپنی مجسم داستاں ہو کر
ہوا جب گدگدا آتی ہے غنچے مسکراتے ہیں
حجاب ناز سے خوشبو نکلتی ہے جواں ہو کر

گل۔ گلاب رائے صاحب ورما بیاوری۔

چلے آؤ گے میرے گھر دیکھ لینا یہ آہ رسا کا اثر دیکھ لینا

لکشمی۔ بابو لچھمی نرائن صاحب دہلوی مصنف گان جواہر

یہ اپنی کم نصیبی ہے کہ ہم محروم جاتے ہیں
خطا ہے اس میں ساقی کی نہ کچھ تقصیر منجانہ
تو ہی تو ہے تصور میں جہاں یہ لکشمی جائے
تو ہی ہے شیشہ و ساغر تو ہی ہے میر منجانہ

منظور۔ منشی کالی پرشاد منظور گورکھپوری تلمیذ مقصور گورکھپوری۔

نہ مغرور ہو حسن پر اپنے کوئی ۔۔۔ کہ یکساں رہا کب زمانہ کسی کا
مجھے کعبہ و دیر سے کیا غرض ہے ۔۔۔ مرا سر ہوا اور آستانہ کسی کا

مبتہج۔ سانول داس کھتری محافظ دفتر کلکٹری ضلع اناؤ سنہ ۱۹۰۰ء میں انتقال کیا۔

تلوار کیوں نکالی تھی مقتل میں آپنے ۔۔۔ منظور میرے قتل کا گر امتحاں نہ تھا

مونس۔ پرکاش چندر سیوہارہ ضلع بجنور یوپی۔

عداوت تھی یہاں تک باغباں کو ۔۔۔ لگا دی آگ شاخ آشیاں کو
ہزاروں کے ہوئے ارماں پورے ۔۔۔ ہمیں سے دشمنی ہے آسماں کو

مائل۔ پنڈت جگدیپ نرائن چودھری ساکن شاہجہاں پور

بیوفائی کا اسکی کیا شکوہ ۔۔۔ کوئی معشوق باوفا بھی ہے

نسیم۔ لالہ لکشمی چند جی ساکن نور محل۔

تمناؤں میں ارمانوں میں پھر ہلچل ہوئی پیدا
بڑی مشکل میں ڈالا ہے کسی نے مہرباں ہو کر
نہ جانے آہ تھی کوئی تمنا تھی کہ حسرت تھی
مگر کچھ تو ضرور اُٹھا تھا سینے سے دھواں ہو کر

اثر۔ سرجو پرشاد صاحب کایست نگم قصبہ اکبرپور ٹانڈہ

ہمکو کیا کام اہل دنیا سے ہیں گدا تیرے آستانے کے

ایجاد۔ منشی دیبی سہائے اکبرپوری شاگرد عجز لکھنوی۔

وہ دل لے کے چپکے سے چلتے ہوئے یہاں رہ گئے ہاتھ ملتے ہوئے

افسر۔ موہن لال صاحب متوطن رڑکی ضلع سہارنپور۔

تمہارے جھوٹے وعدے بھی کبھی پورے نہیں ہوتے
یہ پرسوں کیا ہے جس کی انتہا ہوتی نہیں برسوں

بدر۔ مسٹر ہردیال کھنا بی۔ اے۔ لکھنوی۔

تمھیں شمشیر براں کی ضرورت کیا ہے مقتل میں
گلا خود کاٹ لیں گے کج ادائی دیکھنے والے

دیوانہ۔ منشی ہنس گوپال شاہجہانپوری

آپ ہی کچھ دل بتا سے کہتے جائیں یہ سمجھتا ہی نہیں ہے مرے سمجھانے سے
ای اجل آ شب فرقت میں کہ غم سے چھوٹوں ہو گی آساں یہ مشکل تری آجانے سے

زیبا۔ رائے اجودھیا پرشاد شاہجہانپوری

بُتِ الحمد کہ تاثیر ہوئی تو اتنی　　نیند آ جاتی ہے انکو مرے افسانے سے

شمیم۔ شیو پرشاد عرف رجّو لال شاگرد رشید فیض آبادی مقیم باندہ

انجم کے چراغوں کو فلک پر کیا ٹھنڈا　　ای مہرلقا میری ہی آہ سحری نے

شائق۔ پانڈے گوری پرشاد عرف خوشوقت رائے گورکھپوری

ہزاروں خون ناحق ہونگے اِن ہاتھوں سے کچھ دن میں
یہ کہتے ہیں ترا دست حنائی دیکھنے والے

علو۔ کو بیر ناتھ صاحب ساکن کھیتولی ضلع اعظم گڈھ

دلوں میں تہلکہ سا پڑ گیا غل مچ گیا ہر سو
ہوئے غش یار کی جلوہ نمائی دیکھنے والے

عنقا۔ لالہ لال چند صاحب متوطن جگراواں ہیڈ ماسٹر انجینرنگ ہائی یا پولر اسکول۔

بتوں کی محبت نے مذہب کو لوٹا　　چلے دیر کو ہم مسلمان ہوکر

قمر۔ حکیم چھدامی لال صاحب عطاپوری شاگرد طپش

نہ جائیں کہیں آپ مہمان ہوکر　　مرے دلمیں بیٹھے رہیں جان ہوکر

گویا۔ گنگا بشن لال صاحب متوطن سلطانپور پہلے آپکا تخلص سرجوش تھا

آپ ہی ہر بات پر جھوٹے بنے　　ہم رہے ثابت قدم اقرار پر

مظلوم. مرلی دھر ہیڈ ماسٹر اینگلو ورنیکولر مڈل ہندو اسکول جگراواں

سر طور موسیٰ جو ملجائیں ہمکو		انھیں لنترانی سنائیں تمھاری

ناز. بابو ہیرا نگم اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر شیر شاہ.

وصل کی رات ہے تو ہجر کا دن		یہی نیرنگ ہیں زمانے کے
اے فلک غمزدوں کو یہ تکلیف		ہمتو قائل نہ تھے ستانے کے

رسوا. بابو ہرکشنداس کلرک پنجاب ریلوے مقیم دہلوی. شاگرد آغا شاعر دہلوی.

نیچی نظروں سے ہوئے جاتے ہیں بسمل لاکھوں		حشر برپا کرے گر آنکھ اُٹھائے کوئی

زنگ. بابو گنگا پرشاد بلند شہری تلمیذ ساقی میرٹھی.

حشر کے دن اپنے عاشق سے ملیں گے وہ ضرور
قول کے پورے بھی ہیں اور صادق الاقرار ہیں

رند. لالہ کھیم نرائن رند لکھنوی نبیرۂ راجہ لچھمی نرائن ورفیق. مہراجہ ٹکیٹ رائے.

نالہ طنبور و چنگ اے اہل غفلت تم سنو
گوش زد ہوتی ہے ہر دم یہ نصیحت ساز سے
ہے سزا اسکی کہ روز و شب وہ پائے گوشمال
راز دل بے پردہ جو کہدے بلند آواز سے

رنگ ۔ لالہ کیشو داس خلف رائے بہادر لالہ ہیما مل متوطن دہلی
۱۸۸۰ء میں انتقال کیا ۔

ہو کفیل کار اپنا حبیب حید دو جہاں — لاکھ کوہ غم اگر سر پر ہوں نازل کیا ہوا

رنگ ۔ لالہ لکھپت رائے ساکن حسین پور ضلع مظفر نگر

دلکی تڑپ کا بعد فنا بھی خیال ہو — تربت میں بھی ٹھہرنا ہمارا محال ہو
آپ بھی ہو دل بتیاب گرفتار بلا — مجکو بھی ایسی مصیبت میں پھنسا رکھا ہو

رنگین ۔ لالہ بلاس رائے برادر خرد مہاراجہ بینی بہادر متوطن منڈیاؤں ضلع لکھنؤ ۔

غیروں کے پاس جانا ہمسے کبھی نہ ملنا — افسوس ہو تو وہ ہو ارمان ہو تو یہ ہو

رنگین منشی موہن لال کایست دہلوی ۔

رنگیں نہیں ہو قطرۂ شبنم یہ باغ میں — باد صبا نے مے سے بھرا ہو ایاغ میں

رونق ۔ رادھا موہن لال اہلمد ریاست ترو ا ضلع فرخ آباد

ملبوس ہے ظاہر میں فقیرانہ ہمارا — پر حوصلۂ دل تو ہو شاہانہ ہمارا

زار ۔ پنڈت تربھون ناتھ خلف پنڈت پرتھی ناتھ صاحب زتشی تلمیذ داغ دہلوی ۔

دل ہمیں چھوڑ کے اسطرح گیا — جیسے پہلو میں کبھی تھا ہی نہیں
جناب سے موت شاعلی تمہاری بزم سے ہم — کچھ ایسے نکلے کہ کوئی کبھی نہیں نکلا

بزیر پردہ اگر حشر میں وہ فتنہ گر آئے　　خورشید قیامت کو حقیقت نظر آئے

مہر۔ کنور درگا پرشاد تعلقہ دار و آنریری مجسٹریٹ و رئیس اعظم سندیلہ اردو فارسی کے شاعر تھے صاحب تصانیف کثیرہ تھے تخمیناً ۷۰ برس کی عمر میں ۱۹۱۵ء میں انتقال فرمایا

شکوہ کیا اُن سے بیوفائی کا　　کہ زمانہ ہے کج ادائی کا
اُن سے ہی آج وعدۂ دیدار　　وقت ہے قسمت آزمائی کا

شمیم۔ جناب پنڈت شیو نرائن شمیم ایڈوکیٹ لاہور۔

جمع ضدیں ہے خلاف اصول　　ان میں شوخی بھی ہی حیا بھی ہی

یاس۔ بابو چندر سین شاگرد جناب فدا متوطن قصبہ تھانہ بھون

کسلئے کرتی ہی تو ظالم تمنا دلکا خون　　وصل کی شب تو ال اٹھی شوخی حیا کو دیکھ کر

مجذوب۔ منشی گوری شنکر خلف رائے خیراتی لال فرخ آبادی

بہت اچھی نہیں ہے بیوفائی　　کبھی تو ذکر آجائے وفا کا

مست۔ رائے شیو سہائے نائب تحصیلدار ہمیر پور خلف رای ہر گوبند سہائے رئیس اناؤ شاگرد واجد

کیا مقابل ہو رُخِ جاناں سے　　زور ہے آفتاب کی رنگت

عمل۔ سوہن لال ماسٹر ضلع اسکول ہمیر پور متوطن کانپور

عشق بھی کیا بادہ سرجوش ہی　　جسکو دیکھو رات دن بیہوش ہی

یار - منشی برج بجی لال امین ہمیر پور متوطن کانپور۔

کہہ رہا ہے تیرے جوبن کا ابھار ثمرہ نخل جوانی ہے یہی

وضیع - بابو بینی پرشاد ولد منشی بہاری لال ساکن بٹھور محلہ منشی پور ضلع کانپور ۱۹۰۰ء انتقال کیا۔

خوش ہوئے تھے کہ گلے ملتا ہی خنجر تیرا یہ نہ معلوم تھا فوراً یہ جدا ہوتا ہی

گوہر - منشی گیندی لال خلف رام دیال رسا ابن منشی تلوک چند شاگرد رسا و ہوش مرادآبادی و سعادت بدایونی و منشی شیو پرشاد کشتہ۔ آپ خاندانی شاعر اور متعدد کتابوں کے مصنف ہیں قوم کائست متوطن فرخ آباد مولد و مسکن بدایوں۔

رخ پرنور کو تشبیہ دینا ہی محشر سے مری الفت میں تو رخ کو آئینہ دکھاتا ہی

نہر - دیپ چند کھتری نبیرہ راجہ ٹوڈرمل فارسی کے نامی شاعر تھے اردو میں کلام بہت کم ہے۔

قاصد تو اس فریب سے اس تک جائیو صاحب کسکا خط ہی ذرا پڑھ سنائیو

عشرت - لالہ نانک چند بی اے۔ ملازم انگریزی اسکول بلرام پور ضلع گونڈہ عمر تخمیناً ۳۰ سال۔

آغاز ہی اس عشق کا انجام نہیں ہی زینے تو ہزاروں ہیں مگر بام نہیں ہی

تمام شد

تذکرہ تو ختم ہو گیا یہ محفل جسمیں ہندوستان کے مشاہیر اور ممتاز مہذب مہمان رونق افروز ہیں آپ کی دلچسپی کا باعث ہو گی مجھے اندازہ ہو لیا کہ موجودہ حالت میں اُردو کی خدمت جس خلوص سے اہل ہنود فرما رہے ہیں اسکا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ ایک دن اُردو کے مالک اصلی یہی حضرات ہونگے صیغہ تعلیم میں ان کی کتابیں کثرت سے موجود ہیں مذہبی کتابوں میں صرف رامائن کے پچیس ناظم اُردو موجود ہیں دہلی کے شعرا میں انکا شمار سب سے سوا پایا جاتا ہے نظم و نثر میں ان کی تعداد کثیر موجود ہے پھر جو خدمت کرتا ہے وہی مخدوم بنتا ہے میں اس سلسلے کو ابھی موقوف نہیں کرتا حیات مستعار باقی ہو تو ۱۳۱۱ھ کے آخر اگر شعرا نے اپنے حالات بھیجنے میں فیاضی سے کام لیا اسکی دوسری جلد بھی آپ کی خدمت میں پیش ہو گی - ہر زبان کی عمر آدمی کی عمر کے برابر ہوتی ہے اسلئے کہا جاتا ہے کہ اس محفل کے مہمان جو آج جوان اور صحیح و سلامت موجود ہیں پچاس برس کے اندر تاریخ سے افسانہ بنجائیں گے یہ محفل برخاست ہو جائیگی اور زمانہ دوسری کروٹ بدلیگا زبان نیا رنگ اختیار کریگی تہذیب نیا رنگ لائے گی بہار سخن سے گلچین ان پھولوں کو آنکھوں سے لگائینگے اور انکی خوشبو سے دل و دماغ کو معطر کرینگے اور انکا ذوق و شوق ہمارے دیدار کا مشتاق ہو گا مگر ہم کہاں۔

دُنیا کے جو مزے ہیں ہرگز وہ کم نہونگے
چرچے یہی رہیں گے افسوس ہم نہونگے

تصانیف مولانا خواجہ محمد عبدالرؤف صاحب عشرت لکھنوی

آب بقا ۔ تذکرہ شعرای ماضی و حال انشاءات ہزار منتخب کلام معہ خمخانہ عشرت — ۱۲ر

قواعد میر بملک الشعرا میر تقی مرحوم کے سینہ بسینہ اردو زبان کے صرفی نحوی قاعدے — ۶ر

اصلاح زبان اردو ۔ متروک الفاظ و محاورات کی تحقیق عہد ناسخ تا امیر مینائی — ۶ر

شاعری کی کتاب تین جلدوں میں ۔ فن عروض کی عام فہم قاعدے تقطیع کا اصول ہر ایک بحر مبتدی استاد شاعر کامل بن سکتا ہے مکمل سیٹ — عہ ر

لغات اردو ۔ مکمل چار جلدوں میں — ۲ ہے

زبان دانی ۔ اردو یعنی تحقیق مستند فصیح اور غیر فصیح الفاظ کی تحقیق — ۶ر

جان اردو ۔ اردو ہندی کی تحقیق الفاظ کا فرق محاورات کی تحقیق — ۶ر

اصول اردو ۔ صرف نحو کے چھوٹے چھوٹے قاعدے جملوں کی ترکیب — ۶ر

گلدستہ ظرافت ۔ مذاق کی کنجی — ۶ر

ہمجولی ۔ شریف بی بیوں کی تعلیم کی ضروری کتاب بہ ترمیم و اضافہ جدید — ۱۲ر

ہمجولی ۔ جلد دوم خوشی اور آرام سے زندگی بسر کرنے کا قاعدہ زن و شو کی محبت شادی کے صرف بیجا کے نقصانات تعلیم نسوان کا فائدہ ۔ خانہ داری کے اصول — ۱۲ر

مضمون نویسی ۔ اردو عبارت لکھنے کا قاعدہ — ۸ر

ترجمان فارس ۔ اردو سے فارسی بنانے کا قاعدہ — ۶ر

ہندو شعرا ۔ گذشتہ و موجودہ ہندو شاعروں کے حالات اور کلام کا عطر قیمت ایک روپیہ چار آنہ عہ

منیجر عشرت بکڈپو ۔ احاطہ خانساماں لکھنؤ